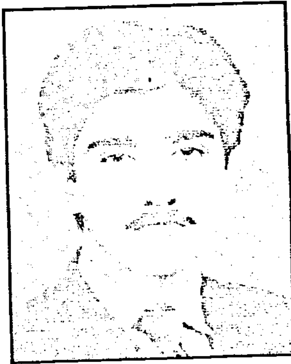
عمران سیریز

ماورائی نمبر

مکاشو

ظہیر احمد



پیش لفظ

محترم قارئین

السلام علیکم

میرا نیا ناول " مکاشو " آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کہانی اپنے نام کے اعتبار سے انتہائی انوکھی، حیرت انگیز اور انتہائی دلچسپ ہے۔ اس ناول میں شنکارہ ایک بار پھر زندہ ہو کر عمران کے مدمقابل آ گئی تھی، جس نے واپس آ کر عمران کا جینا دوبھر کر دیا تھا۔ شنکارہ اس بار گہری چال چلتے ہوئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو اپنی دست راست ساکالی بدروح کے ذریعے غائب کرا کر افریقہ کے گھنے جنگلوں میں بھجوا دیتی ہے تاکہ عمران اور جوزف کو وہ مجبور کر سکے کہ وہ دونوں اس کے لئے افریقہ کے جنگلوں میں جا کر صدیوں سے دفن حنوط شدہ لڑکی کاشارا کا جسم حاصل کر سکے۔ شنکارہ اسی صورت میں نئی زندگی حاصل کر سکتی تھی کہ اسے کاشارا کا جسم مل جائے۔ عمران اپنے ساتھیوں کے افریقہ کے جنگلوں میں پہنچنے پر جوزف، جوانا، ٹائیگر اور سلیمان کو لے کر افریقہ کے جنگلوں کی طرف نکل پڑتا ہے۔

افریقہ کے گھنے اور خوفناک جنگلوں میں سیکرٹ سروس کے ممبران عجیب پراسرار اور انتہائی لرزہ خیز حالات کا شکار ہو جاتے ہیں۔

جنگلی درندوں سے جان بچانے کے لئے انہیں طرح طرح کے مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور جب عمران اور اس کے باقی ساتھیوں کے ساتھ بلیک زیرو بھی ان جنگلوں میں پہنچتا ہے تو انہیں بھی خوفناک درندوں سے دست بدست لڑنا پڑتا ہے۔ اس وقت کہانی اس قدر دلچسپ اور حیران کن ہو جاتی ہے جب عمران اور اس کے ساتھی افریقہ کے جنگلوں کے پراسرار سردار زکاٹا کے ہاتھ لگ جاتے ہیں۔ سردار زکاٹا عمران اور جوزف کو مجبور کر کے ان پہاڑیوں کی طرف بھیج دیتا ہے جہاں صدیوں سے حنوط شدہ کاشارا کا جسم موجود ہوتا ہے اور پھر سردار زکاٹا اپنے وعدے سے منحرف ہو کر عمران، جوزف اور اس کے تمام ساتھیوں کو بے ہوش کر کے شنکارہ کی بھینٹ دینے کے لئے انہیں ہلاک کرا دیتا ہے۔ مگر......

یہ کہانی عام ڈگر سے ہٹ کر نئے اور انوکھے انداز میں لکھی گئی ہے۔ مجھے یقین ہے آپ نے اس سے پہلے اس قدر دلچسپ اور انوکھے موضوع کی حامل کہانی کبھی نہیں پڑھی ہو گی۔

میں اپنی کوششوں میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ تو آپ نے ہی کرنا ہے۔ آپ کے خطوط میرے لئے مشعل راہ ثابت ہوتے ہیں اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ یہ ناول پڑھ کر آپ مجھے اپنی آراء سے ضرور نوازیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

ظہیر احمد

رات انتہائی سرد اور تاریک تھی۔ آسمان پر گھٹا گھنگھور چھائی ہوئی تھی جس کی وجہ سے رات کی تاریکی میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تھا افریقہ کے گھنے جنگلوں میں تاریکی کا یہ عالم تھا کہ رات نے شب دیجور کا سا ماحول پیدا کر رکھا تھا۔ بادل زور زور سے گرج رہے تھے اور وقفے وقفے سے بجلی کڑک رہی تھی۔ بجلی کے چمکنے سے ماحول ایک لمحے کے لئے منور ہو جاتا پھر ہر طرف گھپ اندھیرا چھا جاتا تھا۔

جنگل کے جانور اور درختوں پر موجود پرندے اس خوفناک ماحول میں خاموش تھے اور دبکے ہوئے تھے جیسے اس بھیانک ماحول سے وہ ڈرے ہوئے ہوں۔ اچانک بادلوں نے اور زیادہ زور دار اور خوفناک آواز میں گرجنا شروع کر دیا جیسے آسمان پر یکلخت بے شمار طاقتور بم پھٹ پڑے ہوں۔ بادلوں میں روشنی کی لہریں سی چمکیں اور پھر بجلی اس زور سے کڑکی کہ جنگل کے جانوروں تک کے دل

دہل اٹھے تھے۔ بیشتر جانوروں کے منہ سے تو بجلی کے اس قدر زور سے کڑکنے کی وجہ سے ڈری ڈری چیخیں نکل گئی تھیں۔ پرندوں نے سہم کر اپنے منہ پروں میں چھپالئے تھے۔

اسی لمحے ایک بار پھر بادل گرجا اور ساتھ ہی بارش شروع ہو گئی بارش شروع ہوتے ہی جانوروں نے تیزی سے ادھر ادھر بھاگنا شروع کر دیا۔ شاید وہ بارش سے بچنے کے لئے کسی مناسب جائے پناہ کی تلاش میں دوڑ رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہاں موسلادھار بارش شروع ہو گئی۔ تیز ہواؤں کے چلنے کی وجہ سے درختوں کے پتے کھڑکھڑانے لگے تھے جس کی وجہ سے ماحول اور زیادہ خوفناک اور پرہول ہو گیا تھا۔ پھر بارش اور ہواؤں نے طوفان کا روپ دھار لیا۔

طوفانی ہواؤں کی وجہ سے درختوں کی شاخیں یوں حرکت کر رہی تھیں جیسے ابھی درخت جڑوں سمیت اکھڑ کر ان ہواؤں میں اڑ جائیں گے۔ اب ہر طرف سے جانوروں اور پرندوں کے چیخنے چلانے کی آوازیں سنائی دینی شروع ہو گئی تھیں۔ اس خوفناک ماحول میں اچانک درختوں کے ایک جھنڈ سے ایک سایہ سا نکلا اور قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اسی لمحے بجلی چمکی تو سائے کا وجود جیسے تیز روشنی میں نہا سا گیا۔ وہ ایک سیاہ فام وحشی تھا جس کا جسم لمبا اور سینہ چوڑا تھا۔ وحشی نے سرخ رنگ کا ایک لنگوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے سر اور چہرے کے بال جھاڑ جھنکار کی طرح بڑھے ہوئے تھے جو برف کی طرح سفید تھے۔ جسم کے مقابلے میں اس کا چہرہ بے حد بڑا

اور پھولا ہوا تھا۔

یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے اس پر بھڑوں نے حملہ کیا ہو اور اس کے چہرے پر کاٹ کاٹ کر اسے سوجا دیا ہو۔ چہرے کی مناسبت سے اس کی آنکھیں بے حد چھوٹی اور اندر کو دھنسی ہوئی تھیں لیکن ان میں چیتوں کی سی تیز چمک تھی۔ وحشی کے ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ کی ٹیڑھی میڑھی لکڑی تھی جسے اس نے نیزے کے سے انداز میں درمیان سے پکڑ رکھا تھا۔ وہ اندھیرے میں یوں آگے بڑھتا جا رہا تھا جیسے اسے ان طوفانی ہواؤں سے کوئی خطرہ نہ ہو۔

مختلف راستوں اور درختوں کے درمیان سے ہوتا ہوا وہ سامی گان قبیلے کی طرف جانے والے راستے کی طرف مڑ گیا۔ طوفانی بارش اور تیز ہواؤں میں سامی گان کے وحشی چیختے ہوئے ادھر ادھر بھاگے پھر رہے تھے۔ شدید طوفان کی وجہ سے ان کی گھاس پھونس کی جھونپڑیاں اڑ رہی تھیں جن کو بچانے کے لئے وہ ہر ممکن کوشش کرتے ہوئے چیخ رہے تھے۔ وہ شور مچاتے ہوئے اس قدر مصروف تھے کہ ان میں سے کسی کی بھی نظر اس اجنبی پر نہیں پڑی تھی جو ان کے قریب سے نہایت اطمینان بھرے انداز میں قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ اس کا رخ سردار زکاٹا کی جھونپڑی کی طرف تھا جو ان جھونپڑیوں سے الگ کچھ فاصلے پر تھی۔

سردار زکاٹا دوسرے قبیلوں سے بہادر نوجوان چن چن کر اپنے قبیلے میں لے آیا۔ شنکارہ کی مقدس مورتی کے چوری ہو جانے کی وجہ

سے اس کے قبیلے کے نوجوانوں نے چونکہ گاری تارا کر کے خود کو ہلاک کر لیا تھا اس لئے سردار زکاٹا اپنے قبیلے کو پھر سے آباد کرنا چاہتا تھا۔ سردار زکاٹا نے چونکہ شالاگ اور طاقت دیوتا کو ہلاک کر کے خود بہت بڑا مرتبہ حاصل کر لیا تھا جس کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تھی اور جنگلوں کے تمام قبیلوں کے سرداروں نے سردار زکاٹا کے سامنے سر جھکا دیئے تھے۔ اب سردار زکاٹا جنگلوں کے تمام قبیلوں کا نہ صرف بڑا سردار بن گیا تھا بلکہ اسے مہا دیوتاؤں جیسی عزت بھی دی جاتی تھی اور اس کی پوجا بھی کی جاتی تھی۔

شالاگ کی پجارن شاتانہ نے بھی مجسم عورت کا روپ دھار لیا تھا جس سے سردار زکاٹا نے شادی کر لی تھی۔ وہ بھی ان قبیلوں میں بڑی ساحرہ کا مقدم مقام رکھتی تھی۔ وہ دونوں ایک ہی جھونپڑی میں رہتے تھے۔ پھر اچانک ایک وحشی کی نظر اس اجنبی بوڑھے پر پڑ گئی تو وہ چونک پڑا۔ اجنبی بوڑھے کا قد کاٹھ اور اس کا بھاری چہرہ اس وحشی کی توجہ کا باعث بنا تھا۔

" رک جاؤ۔ کون ہو تم "۔ اس وحشی نے تیزی سے اجنبی بوڑھے کی طرف بڑھتے ہوئے چیخ کر کہا تو اس کی آواز سن کر قبیلے کے دوسرے وحشی بھی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے لیکن اجنبی بوڑھا نہیں رکا تھا۔ وہ اسی طرح آگے بڑھا جا رہا تھا جیسے اس نے آواز سنی ہی نہ ہو۔

" اجنبی۔ میں تم سے کہہ رہا ہوں۔ رک جاؤ "۔ اس وحشی نے کہا اور پھر وہ دوڑ کر اجنبی بوڑھے کے سامنے آگیا۔ اس نے نیفے میں اڑسا ہوا خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اجنبی بوڑھے نے نظر بھر کر اس کی طرف دیکھا پھر کنی کتراتا ہوا اس کے قریب سے گزرتا چلا گیا۔ یہ دیکھ کر خنجر بردار وحشی نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے دوسرے وحشیوں کو اشارہ کیا تو ان میں سے چند وحشی جن کے ہاتھوں میں نیزے تھے دوڑتے ہوئے اس طرف آ گئے۔

" گھیر لو اسے۔ یہ ہمارے قبیلے کا فرد نہیں ہے "۔ خنجر بردار وحشی نے تیز لہجے میں کہا تو نیزہ بردار وحشی تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے آن واحد میں اجنبی بوڑھے کو گھیر لیا۔ اجنبی بوڑھا یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا اور ان کی جانب تیز نظروں سے دیکھنے لگا۔

" اگر اب تم آگے بڑھے تو میرے ساتھی تمہیں ہلاک کر دیں گے "۔ خنجر بردار وحشی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" میرے راستے سے ہٹ جاؤ "۔ بوڑھے نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد بھیانک اور غراہٹ آمیز تھا۔

" پہلے بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہاں کیا کرنے آئے ہو "۔ اسی وحشی نے غرا کر کہا۔

" مجھے سردار زکاٹا سے ملنا ہے "۔ بوڑھے نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ اسی طرح غراہٹ آمیز تھا۔

" سردار زکاٹا۔ اوہ۔ کیا کام ہے تمہیں بڑے سردار سے۔ کیوں ملنا چاہتے ہو "۔ خنجر بردار وحشی نے چونک کر کہا۔

"یہ میں اسی کو بتاؤں گا"۔ بوڑھے نے جواب دیا۔

"نہیں۔ جب تک تم ہمیں اپنے بارے میں نہیں بتاؤ گے ہم تمہیں آگے نہیں جانے دیں گے"۔ اسی وحشی نے کہا۔

"تم اس قبیلے کے نئے سردار کاچوکا ہو ناں"۔ بوڑھے نے اس وحشی کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں ہی سردار کاچوکا ہوں"۔ خنجر بردار وحشی نے کہا۔

"تو پھر سنو سردار کاچوکا۔ میں سردار زکاٹا سے ملنے آیا ہوں۔ اس تک پہنچنے اور اس سے ملنے سے نہ تم مجھے روک سکتے ہو اور نہ یہ تمہارے ساتھی۔ تم سب کے لئے یہی بہتر ہوگا کہ میرے راستے سے ہٹ جاؤ"۔ بوڑھے نے پہلے سے زیادہ اور خوفناک انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

"اور اگر ہم نہ ہٹیں تو"۔ سردار کاچوکا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"دشمنوں کو راستے سے ہٹانا میں بخوبی جانتا ہوں"۔ بوڑھے نے کہا اور پھر اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سیاہ لکڑی کو کسی پنکھے کی طرح گردش دیتے ہوئے اس کا سرا زور سے زمین پر مار دیا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور زمین یوں لرز اٹھی جیسے زمین پر اونچے پہاڑ سے ہزاروں من وزنی چٹان آگری ہو جس کے گرنے سے زمین لرز اٹھی ہو۔

دھمک اس قدر تیز تھی کہ بوڑھے کے ارد گرد کھڑے نیزہ بردار وحشی اور سردار کاچوکا اچھل کر گر پڑے۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے زمین پر ٹکے ہوئے سیاہ لکڑی کے سرے پر کوندا سا لپکا اور اس میں سے بجلی کی لہریں سی نکل کر ان وحشیوں پر جا پڑیں۔ وحشی حلق کے بل چیخ اٹھے تھے۔ ان کے جسموں پر بجلی کی لہریں تڑپ رہی تھیں اور وہ تڑپتے ہوئے یوں اچھل رہے تھے جیسے ان کے جسموں میں ہزاروں وولٹ کا کرنٹ سرایت کر گیا ہو۔ ان کی دلدوز چیخوں سے ماحول چیخ اٹھا تھا۔ دور کھڑے وحشی سردار کاچوکا اور اس کے ساتھیوں کو اس حالت میں دیکھ کر بوکھلا گئے تھے۔

"خبردار اگر کوئی آگے بڑھا تو اس کا حشر بے حد بھیانک ہوگا"۔ بوڑھے نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔ چند وحشیوں نے آگے بڑھنے کے لئے قدم اٹھائے ہی تھے کہ بوڑھے کی گرجدار آواز سن کر وہیں ٹھٹھک گئے۔ سردار کاچوکا اور اس کے ساتھیوں کے جسموں پر اسی طرح بجلی کی لہریں چمک رہی تھیں اور وہ تڑپتے ہوئے کئی کئی فٹ اونچا اچھلتے ہوئے چیخیں مار رہے تھے جیسے انہیں آگ میں زندہ جلایا جا رہا ہو۔

بوڑھا چند لمحے انہیں اسی طرح تڑپتے اور چیختے دیکھتا رہا پھر اس نے زمین پر ٹکا ہوا سیاہ لکڑی کا سرا اٹھا لیا۔ جیسے ہی اس نے زمین سے لکڑی کا سرا اٹھایا سردار کاچوکا اور اس کے ساتھیوں کے جسموں پر لہراتی ہوئی بجلی کی لہریں غائب ہو گئیں۔ سردار کاچوکا اور اس کے ساتھیوں کے جسموں کو زور دار جھٹکے لگے اور وہ ساکت ہوتے چلے گئے۔ بوڑھے نے سر گھما کر دیکھا تو تمام وحشی اس کی جانب خوفزدہ

نظروں سے دیکھ رہے تھے ۔ بوڑھے نے سردار کاچوکا اور اس کے ساتھیوں کا جو حشر کیا تھا اسے دیکھ کر کسی میں ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ آگے بڑھ سکے یا اس سے کچھ پوچھ سکے۔

"سردار کاچوکا اور اس کے ساتھی ابھی زندہ ہیں ۔ میں نے انہیں ابھی صرف سبق سکھایا ہے کہ میرے راستے میں آنے والے کا کیا انجام ہوتا ہے ۔ تم میں سے اگر کسی نے مجھے روکنے یا میرے پیچھے آنے کی کوشش کی تو میں اسے جلا کر بھسم کر دوں گا"۔ بوڑھے نے غضبناک لہجے میں کہا اور سردار کاچوکا اور اس کے ساتھیوں کے قریب سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا ۔ اب واقعی کسی میں ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اس کے پیچھے آتا ۔ وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر ساکت کھڑے تھے جیسے جادو کے زور سے پتھر کے بت بن گئے ہوں۔

بوڑھا اب بدمست ہاتھی کی چال چلتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا لیکن ابھی وہ کچھ ہی آگے گیا ہو گا کہ وہ ایک بار پھر ٹھٹھک کر رک گیا ۔ سامنے سے چند وحشی تیز تیز قدم اٹھاتے چلے آ رہے تھے ۔ ان وحشیوں میں سب سے آگے آنے والا وحشی سردار زکاٹا تھا ۔ وہی سردار زکاٹا جس نے طاقت دیوتا کو ہلاک کر کے اس کے پروں والے تاج پر قبضہ کر لیا تھا اور پھر شالاگ کی پجارن شاتانہ کے ساتھ مل کر شالاگ کو بھی ہلاک کر کے پہاڑی غار میں دفن کر دیا تھا۔

سردار زکاٹا بے حد غصے میں معلوم ہو رہا تھا ۔ اس کا چہرہ بگڑا ہوا

تھا اور اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح سرخ ہو رہی تھیں ۔ اس کے ہاتھ میں اس کا مخصوص موٹا ڈنڈا تھا جس کے سرے پر کانٹوں والا فولادی گولہ لگا ہوا تھا جبکہ اس کے ساتھ آنے والے وحشی نیزے تھامے ہوئے تھے ۔ وہ تیز تیز چلتا ہوا آگے آیا اور پھر اس نے ہاتھ کے اشارے سے نیزہ بردار وحشیوں کو رکنے کا اشارہ کیا تو وحشی رک گئے سردار زکاٹا آگے بڑھا اور بوڑھے کے سامنے آ کر اس سے چند قدموں کے فاصلے پر رک گیا۔

"تو تمہیں میرے آنے کی خبر مل گئی"۔ بوڑھے نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا ۔ اس کی تیز نظریں سردار زکاٹا پر جمی ہوئی تھیں۔

"کون ہو تم"۔ سردار زکاٹا نے اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے غرا کر کہا۔

"شگولا ۔ شگولا نام ہے میرا"۔ شگولا نے کہا۔

"کون شگولا ۔ میں تمہیں نہیں جانتا"۔ سردار زکاٹا نے کہا ۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مجھے جاننے کے لئے ابھی تمہیں سینکڑوں برس لگیں گے سردار زکاٹا"۔ شگولا نے کہا۔

"کیا مطلب ۔ یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم"۔ سردار زکاٹا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"یہ بکواس نہیں حقیقت ہے"۔ شگولا نے غراتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ ۔ میرے قہر کو نہ للکارو شگولا ۔ یہ بتاؤ یہاں کیوں آئے ہو اور مجھ سے کیا چاہتے ہو"۔ سردار زکاٹا نے سر جھٹک کر کہا۔

" تم نے طاقت دیوتا اور شالاگ کو دھوکے سے ہلاک کیا ہے سردار زکاٹا ۔ میں تم سے ان دونوں کا بدلہ لینے کے لئے آیا ہوں"۔ شگولا نے کہا تو سردار زکاٹا بے اختیار چونک پڑا۔

" بدلہ ۔ تم سردار زکاٹا سے بدلہ لینے کے لئے آئے ہو ۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ طاقت دیوتا اور شالاگ کی مہان طاقتیں میرے پاس ہیں پھر بھی تم مجھ سے ایسی بات کر رہے ہو"۔ سردار زکاٹا نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

" یہ تمہاری بھول ہے سردار زکاٹا کہ تم شالاگ کے ساتھ طاقت دیوتا کی بھی ماورائی طاقتوں کے مالک بن چکے ہو"۔ شگولا نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا مطلب ۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو"۔ سردار زکاٹا نے بری طرح سے چونک کر کہا۔

" طاقت دیوتا کی طاقتیں طاقت دیوتا کے پاس ہی ہیں سردار زکاٹا انہیں حاصل کرنے کے تم صرف خواب ہی دیکھ سکتے ہو"۔ شگولا نے ہنس کر کہا۔ اس کی ہنسی میں بھی زہر کی سی کاٹ تھی۔

" لگتا ہے تمہیں دکھائی کم دیتا ہے شگولا ۔ طاقت دیوتا کا مقدس تاج میرے سر پر ہے اور پھر بھی تم بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

" تاج ۔ ہونہہ ۔ پروں کے بنے ہوئے اس تاج کی میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے ۔ یہ دیکھو"۔ شگولا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی لکڑی کا رخ سردار زکاٹا کے سر پر موجود پروں کے تاج کی طرف کیا۔ لکڑی کے سرے سے بجلی کی لہر سی نکل کر سردار زکاٹا کے سر پر موجود تاج پر پڑی اور پروں میں یکلخت آگ بھڑک اٹھی ۔ اسی لمحے تاج اچھل کر نیچے گرا اور دیکھتے ہی دیکھتے جل کر راکھ ہو گیا۔ تاج میں آگ لگتے اور اسے سر سے اچھل کر گرتے دیکھ کر نہ صرف سردار زکاٹا بلکہ وہاں موجود وحشی بھی گھبرا گئے تھے وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے تاج کی راکھ کو دیکھ رہے تھے جو بارش کے پانی میں گھلتی جا رہی تھی ۔ تیز ہوائیں رک گئی تھیں مگر بارش ابھی جاری تھی جس میں ان سب کے جسم بدستور بھیگ رہے تھے۔

" یہ ۔ یہ ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ طاقت دیوتا کے مقدس تاج کو تم کیسے جلا سکتے ہو ۔ تت ۔ تم ۔ تم"۔ سردار زکاٹا نے ہکلاتے ہوئے کہا ۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر شگولا کی جانب دیکھ رہا تھا جو بھیانک انداز میں مسکرا رہا تھا۔

" تم نے جس وحشی کو ہلاک کر کے اس سے تاج چھینا تھا وہ طاقت دیوتا نہیں اس کا ایک پجاری تھا سردار زکاٹا ۔ محض ایک پجاری"۔ شگولا نے کہا تو سردار زکاٹا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"پجاری"۔ سردار زکاٹا کے منہ سے نکلا۔

"ہاں ۔ وہ طاقت دیوتا کا پجاری تھا"۔ شگولا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نن ۔ نہیں ۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ میں اسے برسوں سے جانتا ہوں وہ ۔ وہ طاقت دیوتا ہی تھا"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"نہیں سردار زکاٹا۔ تم نے طاقت دیوتا کو پہچاننے میں بہت بڑی غلطی کی ہے ۔ اگر ایسا ہوتا تو میں تمہارے سامنے نہ کھڑا ہوتا"۔ شگولا نے کہا تو سردار زکاٹا پہلے حیرت سے اس کا چہرہ تکتا رہا پھر اچانک جیسے کسی نے اسے زور دار دھکا دے دیا ہو اور وہ لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹ گیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر شگولا کی جانب دیکھنے لگا۔

"تت ۔ تم ۔ تم"۔ اس کے منہ سے وحشت زدہ آواز نکلی۔

"ہاں ۔ میں ۔ میں طاقت دیوتا ہوں"۔ شگولا نے بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے آسمان پر زور سے بجلی کڑکی اور سردار زکاٹا یوں اچھل پڑا جیسے کڑکتی ہوئی بجلی اس پر آگری ہو ۔ قبیلے کے وحشی بھی طاقت دیوتا کا نام سن کر اچھل پڑے تھے ۔ ان سب کی آنکھیں اس حد تک پھیل گئی تھیں جیسے ابھی حلقے توڑ کر باہر آگریں گی ۔ ان سب کے چہروں پر موت کی سی زردی پھیل گئی تھی ۔ بجلی کے زور زور سے کڑکنے کی وجہ سے ان سب کے دل ہی دہل اٹھے تھے ۔ بارش کا پانی ان کے جسموں سے قطروں کی طرح صورت میں ٹپک رہا تھا ۔ ہر

طرف جیسے عجیب سا پرہول سناٹا چھا گیا تھا مگر اس سناٹے میں درختوں کے پتوں اور زمین پر گرنے والے بارش کے قطروں کی آوازیں ضرور سنائی دے رہی تھیں۔

"سلیمان۔ او بھائی سلیمان"۔ عمران نے کتاب کا آخری صفحہ پڑھ کر کتاب بند کی اور اسے میز پر رکھ کر اونچی آواز میں سلیمان کو آوازیں دینے لگا۔ شنکارہ کے معاملے سے فارغ ہونے کے بعد عمران پچھلے کئی روز سے فلیٹ میں پڑا ہوا تھا۔ جوزف نے شنکارہ کی بدروح کو چاندی کی بوتل میں قید کر دیا تھا اور پھر اچانک اس کے ہاتھ سے ساکالی نامی بدروح اس بوتل کو چھین کر لے گئی تھی جس پر جوزف نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ اب انہیں شنکارہ کے معاملے میں فوری طور پر افریقہ کے جنگلوں میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

چاندی کی بوتل چونکہ گنڈاپ کی بدروح ساکالی اس سے چھین کر لے گئی تھی اس لئے اب اس بوتل میں سے شنکارہ آزاد نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ لاکھ کوشش کرتی لیکن نو سال سے پہلے وہ کسی طرح بھی اس بوتل سے آزاد نہیں ہو سکتی تھی حالانکہ اس سے پہلے جوزف نے

کہا تھا کہ شنکارہ کی بدروح کو وہ چاندی کی بوتل میں زیادہ سے زیادہ نوے دن قید رکھ سکتا ہے۔ نوے روز کے بعد شنکارہ کی بدروح بوتل سے خود بخود آزاد ہو جاتی اور آزاد ہوتے ہی وہ ان سب کے لئے بے حد خطرناک ثابت ہو سکتی تھی جس کے لئے انہیں فوراً افریقہ کے جنگلوں میں جانا پڑے گا جہاں کسی پہاڑ کے نیچے کاشارا نامی لڑکی کا حنوط شدہ جسم دفن تھا۔ انہیں ہر صورت میں اس حنوط شدہ جسم کو پہاڑ کے نیچے سے نکالنا ہو گا۔

شنکارہ کو صرف اسی صورت میں ہلاک کیا جا سکتا تھا جب وہ کاشارا کے جسم میں داخل ہو کر زندہ ہو جاتی اس کے علاوہ شنکارہ کو کسی اور طریقے سے فنا کرنا ناممکن تھا۔ جب جوزف نے بتایا کہ چاندی کی بوتل کو ساکالی نامی بدروح کے چھین لے جانے سے کوئی خطرہ باقی نہیں رہا تو عمران مطمئن ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے فوری طور پر افریقہ کے جنگلوں میں جانے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔

شنکارہ کے معاملے کو ختم ہوئے چالیس دن ہو چکے تھے اور ان دنوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پاس بھی چونکہ کوئی کیس نہ تھا اس لئے عمران جیسے فلیٹ کا ہی ہو کر رہ گیا تھا اور جب وہ فلیٹ میں ہوتا تو اسے سوائے کتابیں پڑھنے کے اور کوئی کام نہ ہوتا تھا۔ وہ سارا سارا دن لائبریری میں گھسا رہتا۔ لائبریری کے ریکوں سے وہ اپنے مطلب کی کتابیں نکال کر میز پر رکھتا اور پھر میز کے قریب کرسی ڈال کر بیٹھ جاتا اور پھر بوڑھے پروفیسروں کی طرح یوں کتاب کے

صفحات میں گم ہو جاتا جیسے قدیم ادوار کے بادشاہوں کے زمین میں چھپے ہوئے خزانوں کو تلاش کرنے کے لئے معلومات اکٹھی کر رہا ہو۔

عمران کتابیں پڑھتا رہتا تھا اور سلیمان بے چارہ اس کے لئے چائے بنا بنا کر تھکتا رہتا تھا۔ وہ چونکہ عمران کی اس عادت کا عادی ہو چکا تھا اس لئے وہ اب عمران سے کچھ نہیں کہتا تھا۔ اسے اب نہ عمران پر کوئی اعتراض ہوتا تھا کہ وہ ہر وقت کتابیں کیوں پڑھتا رہتا ہے اور نہ ہی عمران کے لئے بار بار چائے بنانے سے وہ اکتاہٹ محسوس کرتا تھا۔

مس سانچی والے معاملے کے بعد سے وہ نہ صرف خاصا محتاط ہو گیا تھا بلکہ وہ عمران کے ساتھ بھی بے حد ادب سے پیش آتا تھا اور اس کے ہر حکم کے سامنے سر جھکا دیتا تھا۔ اب کئی روز سے ایسا سلسلہ چل رہا تھا کہ عمران کو اسے آواز بھی نہ دینا پڑتی تھی۔ وہ خود ہی ایک گھنٹے بعد عمران کے لئے گرم گرم چائے لے آتا۔ چائے کا کپ وہ بڑے ادب سے عمران کے سامنے میز پر رکھتا اور پہلے سے موجود خالی یا پھر ٹھنڈی پڑی چائے کا کپ اٹھا کر خاموشی سے واپس لے جاتا۔ اب اسے اس بات پر بھی غصہ نہیں آتا تھا کہ اس کی بنائی ہوئی چائے عمران کے سامنے پڑی پڑی ٹھنڈی کیوں ہو گئی ہے۔

عمران بھی اس کے بدلے ہوئے انداز پر کوئی توجہ نہیں دے رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے سوائے کتابیں پڑھنے کے اسے اور کوئی کام ہی نہ ہو۔ اب بھی اس نے ایک ضخیم کتاب ختم کی تھی اور کتاب ختم

کرتے ہی اس نے کتاب بند کر کے میز پر رکھی اور اونچی آواز میں سلیمان کو آوازیں دینے لگا۔ چند ہی لمحوں میں سلیمان تیز تیز چلتا ہوا وہاں آ گیا۔

"جی صاحب"۔ سلیمان نے دروازے پر آ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"صاحب کے بچے۔ یہ تمہاری جنس کب سے تبدیل ہو گئی ہے"۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"جنس تبدیل ہو گئی ہے۔ میں سمجھا نہیں صاحب"۔ سلیمان نے حیران ہو کر کہا۔

"تم مجھے پچھلے کئی روز سے سنجیدہ خاتون بنتے دکھائی دے رہے ہو اور سنجیدہ خاتون ظاہر ہے کوئی مونث ہی ہو سکتی ہے"۔ عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر سلیمان بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہ بات نہیں ہے صاحب"۔ سلیمان نے کہا۔

"تو کیا بات ہے صاحب"۔ عمران نے اس کے انداز میں کہا۔

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے صاحب کہ اب میں آپ کے ساتھ کوئی مذاق نہیں کروں گا۔ دل و جان سے آپ کی خدمت کروں گا۔ آپ کا ہر حکم بجا لاؤں گا۔ آپ دن میں ہزار بار بھی چائے مانگیں گے تو میں برا نہیں مناؤں گا۔ آپ کو مسور کی دال، ماش کی دال بلکہ کوئی دال نہیں کھلاؤں گی۔ مغز بادام، حریرہ جات بلکہ جو بھی مقوی غذا بناؤں گا وہ سب سے پہلے آپ کو پیش کروں گا اور آپ کے ہر مہمان کی

عزت کروں گا۔ اس کے علاوہ اگر آپ کہیں گے تو میں دن رات آپ کے پاؤں بھی دباتا رہوں گا"۔ سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"حیرت ہے۔ کیا میں جان سکتا ہوں کہ تم میں اتنی شرافت کب سے اور کہاں سے آ گئی ہے"۔ عمران نے اس کی سنجیدگی دیکھ کر واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"مس سانچی والے کیس نے مجھے بدل دیا ہے صاحب۔ میری احمقانہ حرکتوں اور میری غیر ذمہ داری کی وجہ سے وہ جس طرح سے فائلیں لے گئی تھی اگر آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ اسی وقت مجھے شوٹ کر دیتا۔ مگر یہ آپ کی اعلیٰ ظرفی ہے کہ آپ نے اس قدر اہم فائلوں کے جانے کے باوجود مجھے کوئی سزا نہیں دی بلکہ مجھے معاف بھی کر دیا تھا"۔ سلیمان نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے"۔ عمران نے کہا۔

"جی صاحب"۔ سلیمان نے انکساری سے جواب دیا۔

"تمہیں یہ غلط فہمی کیوں ہو گئی ہے کہ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے"۔ عمران نے کہا تو سلیمان چونک پڑا۔

"کک۔ کیا مطلب۔ آپ نے مجھے ابھی تک معاف نہیں کیا"۔ سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ بالکل نہیں"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا تو سلیمان کا چہرہ دھواں ہو گیا۔

"اوہ۔ مگر آپ نے تو کہا تھا"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو"۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں صاحب"۔ سلیمان نے دھیمے سے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ میں تمہیں معاف کر دوں اور تم مجھ سے اگلی پچھلی تنخواہوں کا حساب مانگنا شروع کر دو۔ یہی چاہتے ہو ناں تم"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں صاحب۔ اگر آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ مجھے دل سے معاف کر دیں گے تو میں آپ سے اپنی کوئی تنخواہ نہیں مانگوں گا"۔ سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو"۔ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب"۔ سلیمان نے کہا تو عمران آگے بڑھا اور اس نے زبردستی سلیمان کو گلے سے لگا لیا۔

"تھینک یو سلیمان۔ یہ کہہ کر تم نے میرے سر سے بہت بڑا بوجھ اتار دیا ہے۔ میں تمہیں ایک بار نہیں ہزار بار بلکہ لاکھوں بار معاف کرتا ہوں۔ اف۔ میں تو یہ سوچ سوچ کر ہی ہلکان ہوتا جا رہا تھا کہ میں تمہاری تنخواہیں کیسے دوں گا۔ کب تمہارے سامنے سر اٹھا کر چل سکوں گا اور کب مجھے موقع ملے گا کہ میں تمہیں بے بھاؤ کی سناؤں گا۔ میں ہمیشہ سے تمہارا مقروض رہا ہوں۔ مگر اب۔ اب میں آزاد ہوں۔ اب میرے سر پر کوئی بار نہیں ہے۔ اب میں اپنی مرضی

سے جب چاہوں، جہاں چاہوں گا لاکھوں روپے لا کر رکھ سکوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ ان روپوں کی طرف اب تم آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھو گے اور میں بہت جلد روپیہ اکٹھا کر کے اپنے سر پر سہرا سجانے کے قابل ہو جاؤں گا"۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب۔ بالکل ایسا ہی ہو گا"۔ سلیمان نے اسی انداز میں کہا۔

"اوہ سلیمان۔ میں تم سے بہت خوش ہوں۔ بہت خوش"۔ عمران نے دوبارہ اس سے لپٹتے ہوئے کہا۔

"شکریہ صاحب"۔ سلیمان نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ شکریہ تو مجھے تمہارا ادا کرنا چاہئے۔ تم جیسا عظیم ملازم مجھے چراغ جلا کر تو کیا ٹیوب لائٹس جلا کر بھی نہیں ملے گا"۔ عمران نے کہا۔

"اگر آپ خوش ہیں تو پھر میری ایک اور غلطی بھی معاف کر دیں صاحب"۔ سلیمان نے کہا۔

"ایک غلطی۔ ارے۔ اب ایک غلطی تو کیا میں تمہاری ہر غلطی معاف کر دوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس غلطی کی وجہ سے اب تم مجھ سے اگلے دس برسوں تک کی بھی تنخواہ نہیں مانگو گے"۔ عمران نے جلدی سے کہا۔

"دس کیا میں آپ سے اب بیس برسوں تک بھی کچھ نہیں مانگوں گا صاحب"۔ سلیمان نے کہا۔

"ارے واہ۔ میں نے کیا باورچی پایا ہے۔ اگلے بیس برسوں تک تم میرے لئے فری کام کرو گے۔ تم سچ کہہ رہے ہو ناں۔ کہیں ایسا تو نہیں میرے کان بج رہے ہوں یا میں خواب دیکھ رہا ہوں"۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہ آپ کے کان بج رہے ہیں اور نہ ہی آپ نیند میں ہیں کہ آپ خواب دیکھ رہے ہوں۔ میں پورے ہوش و حواس سے اور آپ کے ہوش و حواس کو قائم رکھ کر کہہ رہا ہوں"۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو سلیمان۔ مجھے بتاؤ وہ عظیم غلطی کیا ہے جس کی وجہ سے تم اگلے بیس برسوں تک میرے لئے فری کام کرو گے۔ میں سوچ رہا ہوں کہ ایسی تم سے دس بارہ مزید غلطیاں کرا لوں تاکہ تمہیں لائف ٹائم فری ملازم رکھنے کا سکوپ بن جائے"۔ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب۔ کیوں نہیں۔ آپ ایسا کریں دو چار بلینک چیک اپنے کسی لباس میں رکھ کر بھول جائیں۔ پھر میں تو کیا میری آنے والی نسلیں بھی آپ کے لئے فری کام کریں گی"۔ سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"بلینک چیک"۔ عمران کے منہ سے نکلا۔

"جی صاحب۔ کچھ روز قبل مجھے آپ کے لباس میں سے تین بلینک چیک ملے تھے۔ میں نے انہیں اپنے پاس رکھ لیا۔ آپ تو جانتے ہیں

که میں آپ کے دستخط کس مہارت سے کرتا ہوں ۔ پھر میں نے اپنے طور پر ان بینکوں میں جا کر معلومات حاصل کیں جہاں کے یہ چیک تھے تو مجھے معلوم ہوا کہ ایک بینک میں آپ کے بیلنس میں تین کروڑ، دوسرے بینک میں دو کروڑ اور تیسرے بینک میں ایک کروڑ روپے موجود ہیں ۔ میں نے بینک مینجروں کو آپ کی آواز میں فون کر کے انہیں ہدایات دیں اور پھر آپ کے بلینک چیک لے کر ان بینکوں میں چلا گیا" ۔ سلیمان نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران کی آنکھیں پھٹ پڑیں ۔

"پپ ۔ پھر" ۔ عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا ۔ میں نے تینوں بینکوں کی رقوم آپ کے اکاؤنٹس سے نکلوا کر اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرا لیں ۔ بعد میں مجھے خیال آیا کہ میں نے یہ کام کر کے کتنی بڑی غلطی کی ہے مگر پھر میں نے سوچا کہ آپ بڑے دل کے مالک ہیں اگر میں آپ کی دل و جان سے خدمت کروں گا تو آپ یقیناً میری اس غلطی کو بھی معاف کر دیں گے" ۔ سلیمان نے کہا تو عمران اس کی بات سن کر دھم سے صوفے پر گر گیا ۔ اس کا چہرہ دھواں ہو رہا تھا اور اس کا جسم یوں لرزنے لگا جیسے اسے شدید سردی لگ رہی ہو ۔

"یعنی پانچ کروڑ روپے ۔ تم نے میرے اکاؤنٹس خالی کر کے اپنا اکاؤنٹ بھر لیا ہے" ۔ عمران نے لرزتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب ۔ غلطی سے" ۔ سلیمان نے سر جھکا کر انکساری سے

کہا۔

"غلطی ۔ یہ تم نے غلطی کی ہے ۔ غضب خدا کا ۔ میں برباد ہو گیا اور تم اسے غلطی کہہ رہے ہو" ۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"جی صاحب ۔ غلطی غلطی ہی ہوتی ہے" ۔ سلیمان نے اطمینان سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صاحب کے بچے ۔ پانچ کروڑ ہتھیا کر مجھے کنگال بنا دیا ہے اور پھر بھی مجھے صاحب کہہ رہے ہو ۔ ارے تمہاری قبر میں کیڑے پڑیں تم ہنستے ہنستے مرو ۔ سیکرٹ سروس کے کیس حل کر کر کے میں نے پائی پائی اکٹھی کی تھی ۔ ان کیسوں کے دوران سینکڑوں گولیاں میرے دائیں بائیں سے گزر گئی تھیں تب کہیں جا کر دس سالوں میں، میں پانچ کروڑ اکٹھے کر پایا تھا اور تم نے ایک ہی جھٹکے میں اتنی بڑی رقم کا صفایا کر دیا ۔ اب میں کیا کروں گا ۔ کون شادی کرے گی مجھ سے" ۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"ایک جھٹکے میں نہیں صاحب ۔ تین جھٹکوں میں ۔ تین چیک تھے اور تینوں الگ الگ بینکوں کے" ۔ سلیمان نے کہا۔

"پانچ کروڑ ۔ ہائے میرے پانچ کروڑ ۔ جاؤ جلدی جاؤ میرے لئے ایک گلاس پانی لاؤ ۔ میں بے ہوش ہونے سے پہلے ایک گلاس پانی پینا چاہتا ہوں" ۔ عمران نے اکھڑے اکھڑے سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب ۔ کیوں نہیں ۔ میں آپ کا بے دام خادم ہوں ۔

کہیں تو پانی کی جگہ شربت بادام بنا لاؤں"۔ سلیمان نے کہا۔

"نہیں ۔ نہیں ۔ میں باز آیا شربت بادام پینے سے ۔ ساری عمر ماش کی دال کھلاتے اور چائے پلاتے رہے ہو اور اس کے عوض مجھ سے کروڑوں روپے ہتھیا چکے ہو ۔ شربت بادام پلانے کے بعد تو تم میرے ان اربوں روپوں پر بھی ہاتھ صاف کر دو گے جو میں نے نامعلوم بینکوں میں چھپا رکھے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"ارے نہیں ۔ آپ گھبرائیں نہیں ۔ مجھے آپ کے اربوں روپوں سے کوئی سروکار نہیں ہے ۔ وہ آپ کو مبارک ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں آپ نے صرف اربوں روپوں کا نام ہی سنا ہے ۔ پاکیشیا کے جن بینکوں میں آپ کے اکاؤنٹس تھے میرے پاس ان سب کی انفارمیشن ہے ۔ سات بینکوں میں آپ کے اکاؤنٹس میں اب صرف سات ہزار سات سو ستر روپے باقی بچے ہیں ۔ میں نے آپ کو صرف کروڑوں کی رقم کا بتایا تھا ۔ دوسرے بینکوں میں آپ کے جو لاکھوں روپے موجود تھے غلطی سے وہ بھی میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو چکے ہیں ۔ اگر کہیں تو جن بینکوں سے میں نے وہ لاکھوں روپے نکلوائے تھے ان کی بھی آپ کو تفصیل بتا دوں"۔ سلیمان نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

"یعنی تم واقعی مجھے کنگال کر چکے ہو"۔ عمران نے غرا کر کہا۔

"غلطی سے صاحب ۔ صرف غلطی سے"۔ سلیمان نے ہنس کر کہا تو عمران اچانک اچھلا اور اس نے جھپٹ کر سلیمان کی گردن پکڑ لی۔

"اب اگر میں تمہاری گردن توڑ دوں تو کیسا رہے گا ۔ میں بھی دنیا سے کہہ دوں گا کہ میں نے غلطی سے تمہاری گردن توڑی تھی"۔ عمران نے کہا۔

"میری گردن توڑ کر آپ کو کیا فائدہ ہو گا صاحب ۔ میرے مرنے کے باوجود رقم واپس آپ کے اکاؤنٹس میں نہیں جائے گی ۔ میری وصیت کے مطابق وہ کسی ٹرسٹ میں چلی جائے گی ۔ مجھے زندہ رہنے دیں اور مجھ پر اعتماد کریں ۔ اب میں کوئی غلطی نہیں کروں گا ۔ آپ کو روز بیسیوں کپ چائے کے پلاؤں گا ۔ اچھی اچھی مرغن غذائیں کھلاؤں گا اور وہ بھی بالکل مفت ۔ نہ آپ سے کبھی تنخواہیں مانگوں گا اور نہ آپ کو میرے لئے پریشان ہونا پڑے گا بلکہ اگر آپ کو ضرورت ہوئی تو دس بیس روپے دے کر آپ کی ضرورتیں بھی پوری کرتا رہوں گا"۔ سلیمان نے اس انداز میں کہا کہ عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"واہ ۔ واہ ۔ شاید اسی کو فیاضی کہتے ہیں"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جی صاحب ۔ سلیمان جیسا فیاض اور وفادار انسان آپ کو کہاں ملے گا"۔ سلیمان نے جواباً ہنس کر کہا۔

"اچھا بھائی فیاض اور وفادار انسان ۔ پانی پلا دو ۔ پانچ کروڑ کے لٹنے کا سن کر میرا خون خشک ہو گیا ہے ۔ خون کی جگہ رگوں میں پانی دوڑا لوں ورنہ سچ مچ میں بے ہوش ہو جاؤں گا"۔ عمران نے کہا تو

سلیمان مسکراتا ہوا چلا گیا۔ عمران جانتا تھا کہ سلیمان نے یہ سب باتیں اسے خوش رکھنے کے لئے کی تھیں۔

وہ واقعی شنکارہ والے کیس میں پھول وتی کے فلیٹ میں آ کر فائلیں لے جانے کی وجہ سے اب تک پریشان تھا۔ عمران نے اسے نہیں بتایا تھا کہ اسے ان فائلوں کی مائیکرو فلم واپس مل چکی ہے اور پھول وتی ہلاک ہو چکی ہے۔ عمران چونکہ جان چکا تھا کہ پھول وتی نے سلیمان پر ماورائی عمل کیا تھا جس کی وجہ سے وہ فلیٹ میں داخل ہونے اور سلیمان کو اپنا آلہ کار بنانے میں کامیاب ہو گئی تھی ورنہ سلیمان عمران کا ایسا شاگرد تھا جو اپنے سائے سے بھی محتاط رہنا سیکھ گیا تھا۔

بظاہر سلیمان عمران کا باورچی تھا لیکن عمران نے اسے جاسوسی کے تمام گر سکھا دیئے تھے حتیٰ کہ اس نے سلیمان کو ہر طرح کا اسلحہ چلانا، ہر طرح کی سچوئیشن کو ہینڈل کرنا اور فوری فیصلہ کرنے کے تمام رموز سے روشناس کرا دیا تھا۔ یہاں تک کہ فارغ اوقات میں عمران نے سلیمان کو جوڈو کراٹے اور مارشل آرٹس کا بھی ماہر بنا دیا تھا۔ سلیمان چونکہ فارغ رہتا تھا اس لئے وہ کسی سیکرٹ ایجنٹ کی طرح ہر طرح کی پریکٹس کرتا رہتا تھا تاکہ اگر عمران کو کبھی اس کی ضرورت پڑے تو وہ اس کے معیار پر پورا اتر سکے۔

عمران کے ساتھ رہ کر وہ سب کچھ سیکھ گیا تھا۔ عمران لائبریری میں بیٹھا سارا دن کتابیں پڑھتا رہتا تھا اور سلیمان آوازوں کی نقلیں

کرنے اور میک اپ کی پریکٹس کرتا رہتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ عمران کی ضرورتوں کا بھی خیال رکھتا تھا۔ وہ چونکہ عمران کے کہنے پر خود کو سیکرٹ ایجنٹ کے سانچے میں ڈھال رہا تھا اس لئے وہ اب اکثر سنجیدہ ہی رہتا تھا۔

پانچ کروڑ ہتھیانے کا بھی اس نے مذاق ہی کیا تھا ورنہ وہ سامنے رکھی ہوئی رقم کو بھی عمران سے پوچھے بغیر ہاتھ تک نہ لگاتا تھا۔ وہ دونوں چونکہ اپنے اپنے کاموں میں رہ کر ضرورت سے زیادہ سنجیدہ ہو گئے تھے اس لئے موقع ملتے ہی نوک جھونک پر اتر آتے تھے۔ عمران صوفے پر بیٹھا سلیمان کی باتوں پر مسکرا رہا تھا کہ اسی لمحے سلیمان گلاس میں پانی لے کر آ گیا۔ اس نے نہایت ادب سے گلاس عمران کو پیش کیا۔

" کھانا کھائیں گے یا پانی کے اسی گلاس سے ہی پیٹ بھرنا پسند کریں گے "۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مفت کھلاؤ گے تو ضرور کھاؤں گا۔ کیا پکایا ہے "۔ عمران نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

" ابلے ہوئے شتر مرغ کے انڈے ہیں۔ گھوڑے کے پائے اور بندر کا مغز پکایا ہے۔ کیا لاؤں "۔ سلیمان نے کہا۔

" گڈ۔ لاجواب ڈشیں ہیں۔ لے آؤ سب کچھ "۔ عمران نے کہا تو سلیمان مسکراتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ عمران پانی پینے کے لئے گلاس ہونٹوں تک لایا ہی تھا کہ اچانک ایسی آواز سنائی دی جیسے جلتے

ہوئے انگاروں پر پانی گرانے سے پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے ہی لمحے گلاس میں موجود پانی بھاپ بن کر اڑ گیا۔ یہ دیکھ کر عمران بوکھلا گیا اس نے گلاس کو دیکھا تو گلاس بالکل خالی تھا اور اس میں پانی کی ایک بوند تک نہیں تھی۔

" کیا مطلب۔ یہ پانی بھاپ بن کر کیسے اڑ گیا"۔ عمران نے حیرت سے خالی گلاس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" سلیمان "۔ عمران نے زور سے سلیمان کو آواز دی۔ اس نے گلاس سونگھا مگر اس میں کوئی بو نہیں تھی۔

" میں ڈائننگ روم میں کھانا لگا رہا ہوں صاحب۔ یہیں آ جائیں"۔ سلیمان کی آواز سنائی دی۔ عمران چند لمحے غور سے خالی گلاس کو دیکھتا رہا پھر وہ اٹھا اور گلاس لئے ہوئے کمرے سے باہر نکل آیا۔ سلیمان ڈائننگ روم میں تھا اور وہ واقعی وہاں کھانا سجا رہا تھا۔

" آ جائیں صاحب۔ آج میں نے آپ کی پسند کی ڈشیں بنائی ہیں"۔ سلیمان نے عمران کو ڈائننگ روم میں آتے دیکھ کر کہا۔

" ڈشوں کے بچے۔ میں نے تم سے پانی مانگا تھا"۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

" پانی۔ مگر صاحب۔ پانی تو میں آپ کو دے آیا تھا"۔ سلیمان نے فوراً کہا۔

" وہ پانی تھا"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" جی ہاں۔ کیوں"۔ سلیمان نے حیران ہو کر کہا۔ عمران غور سے

اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا لیکن سلیمان کے چہرے پر حیرت کے سوا کوئی تاثر نہیں تھا جس سے عمران اندازہ لگا پاتا کہ سلیمان نے اس سے کوئی شرارت کی ہے۔

" کچھ نہیں"۔ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔ وہ آگے بڑھا اور اس نے گلاس میز پر رکھ دیا۔ میز سے اس نے پانی کا جگ اٹھایا اور گلاس میں پانی ڈالنے لگا۔ گلاس بھر کر اس نے جگ میز پر رکھا اور گلاس اٹھا لیا لیکن اسی لمحے تیز آواز کے ساتھ گلاس کا پانی ایک بار پھر بھاپ بن کر اڑ گیا۔ یہ دیکھ کر نہ صرف عمران بلکہ سلیمان بھی اچھل پڑا۔

" یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ پانی"۔ سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے ایک بار پھر جگ سے گلاس میں پانی بھرا لیکن اس سے پہلے کہ وہ گلاس اٹھا کر پانی پیتا گلاس کا پانی پھر بھاپ بن کر اڑ گیا۔ یہ دیکھ کر تو اب عمران کی کھوپڑی گھوم گئی تھی۔ سلیمان بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر خالی گلاس کو دیکھ رہا تھا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے میز سے دوسرا گلاس اٹھا کر اس میں پانی بھرا اور پھر اس گلاس کا پانی جیسے ہی اس نے پینا چاہا پانی ایک بار پھر شور کی آواز کے ساتھ ہی بھاپ بن کر اڑ گیا۔

" ص۔ ص۔ صاحب۔ یہ کیا ہو رہا ہے"۔ سلیمان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" معلوم نہیں۔ میں خود حیران ہوں"۔ عمران کے منہ سے نکلا۔

اس نے ایک اور گلاس لے کر پھر کوشش کی مگر بے سود۔ اس گلاس کا پانی بھی اس کے ہاتھ لگتے ہی بھاپ بن کر اڑ گیا تھا۔ یہ دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا ملایا ہے تم نے پانی میں"۔ عمران نے سلیمان کو بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

"ن۔ نہیں صاحب۔ میں نے کچھ نہیں ملایا۔ میں نے ریفریجریٹر سے منرل واٹر کی بوتل کھول کر جگ میں انڈیلی تھی اور بس"۔ سلیمان نے جلدی سے کہا۔

"ہونہہ۔ تم ڈالو گلاس میں پانی"۔ عمران نے کہا تو سلیمان نے آگے بڑھ کر جگ اٹھایا اور ایک گلاس میں پانی انڈیلنے لگا۔ گلاس بھر گیا تو اس نے جگ میز پر رکھ دیا۔

"پیو اسے"۔ عمران نے کہا۔ سلیمان کا ہاتھ بری طرح کانپ رہا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ اس کے گلاس کا پانی بھی بھاپ بن کر اڑ جائے گا اس نے گلاس ہونٹوں سے لگایا اور پانی کا ایک گھونٹ بھرا لیکن اس بار نہ کوئی آواز سنائی دی اور نہ ہی پانی بھاپ بن کر اڑا تھا۔ سلیمان نے غٹاغٹ پانی پی کر گلاس خالی کر دیا۔

"حیرت ہے۔ پانی کو مجھ سے ہی دشمنی ہو گئی ہے۔ میرے ہاتھ میں آتا ہے تو بھاپ بن کر اڑ جاتا ہے اور تم"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر واقعی قدرے پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اس نے ایک مرتبہ پھر گلاس میں پانی

بھرا اور پھر جیسے ہی اس نے گلاس اٹھایا تیز آواز کے ساتھ گلاس کا سارا پانی بھاپ بن کر غائب ہو گیا۔

"ارے باپ رے۔ لگتا ہے صاحب آپ پر کسی بھوت پریت کا سایہ ہو گیا ہے۔ میں نے سن رکھا ہے کہ جب کوئی آتشی مخلوق کسی انسان کے سر پر سوار ہو جائے تو وہ اس انسان کو پانی کے قریب بھی پھٹکنے نہیں دیتی۔ جیسے ہی وہ انسان پانی کے کسی برتن کو ہاتھ لگاتا ہے پانی بھاپ بن کر اڑ جاتا ہے"۔ سلیمان نے عمران کی طرف خوف بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ فضول باتیں مت کرو۔ جاؤ دوسری بوتل اٹھا کر لاؤ"۔ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔ سلیمان چند لمحے عمران کی طرف دیکھتا رہا اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا ڈائننگ روم سے نکل آیا۔

"ہونہہ۔ خشک موضوعات کی کتابیں پڑھ پڑھ کر لگتا ہے میرے دماغ میں بھی خشکی آ گئی ہے۔ یہ اسی خشکی کا ہی اثر ہے جو مجھے اس قدر اوٹ پٹانگ باتیں دکھائی دے رہی ہیں"۔ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔ وہ آگے بڑھا اور میز کے نیچے سے کرسی نکال کر بیٹھ گیا میز پر پلیٹیں، اچار، ڈونگے، سلاد اور پھلوں سے بھری ٹوکری پڑی تھی عمران نے ایک ڈونگا اٹھا کر اپنی طرف کھسکایا اور اس پر پڑا ڈھکن اٹھا لیا۔ جیسے ہی اس نے ڈونگے کا ڈھکن اٹھایا وہ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور غصے سے پھیل گئی تھیں۔

"سلیمان"۔ عمران حلق پھاڑ کر اس زور سے چیخا کہ ڈائننگ روم

اس کی آواز سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

"جی صاحب"۔ عمران کی آواز سن کر سلیمان بھاگتا ہوا کمرے میں آیا۔ اس کے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی۔

"ادھر آؤ"۔ عمران نے اس کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ج۔ جی صاحب"۔ سلیمان نے آگے بڑھ کر ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کیا پکایا ہے تم نے"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"انڈے کوفتے۔ پالک گوشت اور قورمہ"۔ سلیمان نے کہا۔

"اس ڈونگے میں انڈے کوفتے ہیں"۔ عمران غرایا۔ سلیمان نے اس ڈونگے کی طرف دیکھا جس طرف عمران نے اشارہ کیا تھا اور پھر جیسے ہی اس کی نظر ڈونگے پر پڑی تو وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔ ڈونگے میں خون بھرا ہوا تھا اور اس میں انسانی آنکھوں کے ڈیلے تیر رہے تھے عمران نے دوسرے ڈونگے کا ڈھکن اٹھایا تو سلیمان ایک مرتبہ پھر اچھل پڑا۔ اس ڈونگے میں خون سے بھرے دو انسانی دل تھے جنہیں دیکھ کر عمران کا دل ہی متلا اٹھا تھا۔ اس نے باری باری دوسرے ڈونگوں کے ڈھکن اٹھا دیئے۔ ایک ڈونگے میں سرخ بچھو اور دوسرے میں کینچوے بھرے ہوئے تھے۔ سرخ بچھوؤں اور کینچوؤں کو دیکھ کر سلیمان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔ وہ لہرایا اور پھر تڑ سے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

عمران حیرت سے ان غلیظ اور بدبو دار ڈشوں کو دیکھ رہا تھا۔

اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ واقعی نیند میں ہو اور نیند کے عالم میں کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا ہو۔ اسی لمحے شائیں کی تیز آواز سنائی دی عمران کے سامنے میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر روشنی سی چمکی اور دوسرے ہی لمحے وہاں ایک سایہ سا نمودار ہو گیا۔ اس سائے کو دیکھ کر عمران چونک پڑا۔ ٹھیک اسی لمحے ایک جھماکا سا ہوا اور سائے کی جگہ ایک سیاہ فام اور افریقی نقوش والی ایک لڑکی نمودار ہو گئی۔ اس لڑکی کو دیکھ کر عمران اس بری طرح سے اچھلا جیسے اس کے قدموں میں کوئی خوفناک بم پھٹ پڑا ہو۔ وہ گرتے گرتے بمشکل سنبھلا تھا۔

"تت۔ تم"۔ عمران کے منہ سے نکلا۔ اس کے لہجے میں حیرت کی شدت کے ساتھ ساتھ قدرے خوف کا تاثر بھی موجود تھا۔ جیسے وہ اس سیاہ فام لڑکی کو اس طرح وہاں نمودار ہوتے دیکھ کر بوکھلا گیا ہو۔

" جوزف ۔ مائی سن ۔ جوزف "۔ جوزف کے کانوں میں ایک شیریں اور انتہائی مشفقانہ آواز پڑ رہی تھی اور جوزف بستر پر کسمسا رہا تھا ۔ وہ اپنے بیڈ روم میں بستر پر پڑا گہری نیند سو رہا تھا ۔ نیند کے عالم میں ہی اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی نہایت محبت بھرے انداز میں اس کا نام لے کر اسے پکار رہا ہو۔

" آنکھیں کھولو ۔ مائی سن ۔ میں فادر جوشوا تم سے ملنے آیا ہوں مائی سن ۔ اٹھو "۔ وہی آواز جوزف کو پھر سنائی دی اور جوزف نے اس بار فادر جوشوا کا نام سن کر فوراً آنکھیں کھول دیں ۔ اس کے کمرے میں اندھیرا تھا ۔ سونے سے قبل وہ چونکہ تمام لائٹس آف کر دیتا تھا اس لئے اس کے کمرے میں گھپ اندھیرا رہتا تھا ۔ وہ بستر پر پڑا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر گھپ اندھیرے میں بھلا اسے کیا نظر آ سکتا تھا۔

" فادر جوشوا ۔ اوہ ۔ میں نے خواب میں فادر جوشوا کی آواز سنی تھی وہ مجھے پکار رہا تھا "۔ جوزف نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔

" جوزف ۔ مائی سن "۔ اچانک جوزف کو ہوا میں لہراتی ہوئی وہی آواز سنائی دی جو اس نے خواب کے عالم میں سنی تھی ۔ اس آواز کو سن کر جوزف ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا ۔ اس کے چہرے پر یکلخت سراسیمگی پھیل گئی تھی ۔

" فادر ۔ فادر جوشوا "۔ جوزف کے منہ سے یکلخت نکلا۔

" ہاں مائی سن ۔ میں فادر جوشوا ہوں ۔ میں تم سے ملنے آیا ہوں مائی سن "۔ اندھیرے میں لہراتی ہوئی آواز نے کہا تو جوزف بوکھلا کر تیزی سے بستر سے اتر کر نیچے آ گیا ۔ اس کے چہرے پر یکلخت زلزلے کے سے آثار پیدا ہو گئے تھے ۔

" فادر جوشوا ۔ کک ۔ کیا یہ سچ مچ تمہاری آواز ہے یا پھر میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں "۔ جوزف نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" نہیں مائی سن ۔ تم خواب کی نہیں حقیقت کی دنیا میں ہو اور میں حقیقت میں تمہارے پاس ہوں "۔ فادر جوشوا کی آواز سنائی دی اور جوزف فوراً گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھ گیا ۔ اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں ملا کر ہاتھ جوڑ لئے اور افریقیوں کے مخصوص انداز میں اپنا سر جھکا لیا۔

" عظیم فادر جوشوا ۔ تم یہاں ۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں تمہاری کیسے عزت افزائی کروں "۔ جوزف نے اسی طرح لرزتے

ہوئے لہجے میں کہا۔اس نے جڑے ہوئے ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ لئے تھے اور اس کا جسم فرط مسرت سے یوں کانپ رہا تھا جیسے اسے شدید سردی لگ رہی ہو۔

" تمہاری یہی تکریم میری عزت افزائی ہے مائی سن۔اٹھو۔اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ مائی سن"۔فادر جوشوا نے حلاوت بھرے لہجے میں کہا۔

جوزف اٹھا اور سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

" حکم کرو عظیم فادر۔تمہارا یہ بیٹا تمہاری کیا خدمت بجا لا سکتا ہے"۔جوزف نے اسی انداز میں کہا۔

" میں تمہیں ایک بڑے خطرے سے آگاہ کرنے آیا ہوں مائی سن"۔فادر جوشوا نے کہا۔

" خطرے سے۔کیسا خطرہ فادر جوشوا"۔جوزف نے چونک کر پوچھا۔

" شیطانی ذریت شنکارہ آزاد ہو گئی ہے مائی سن"۔فادر جوشوا کی آواز سنائی دی۔یہ سن کر جوزف بری طرح سے اچھلا پڑا۔

" شش۔شنکارہ آزاد ہو گئی ہے۔یہ۔یہ۔یہ تم کیا کہہ رہے ہو فادر جوشوا۔میں نے تمہارے کہنے پر ہی تو اسے چاندی کی بوتل میں قید کیا تھا اور......"۔جوزف نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں مائی سن۔تم نے شنکارہ کو میرے کہنے پر ٹھیک اسی طرح قید کیا تھا جس کی میں نے تمہیں ہدایات دی تھیں۔مگر تم سے ایک بھول ہو گئی تھی۔اسی بھول کی وجہ سے شنکارہ کو بوتل سے رہائی مل گئی ہے اور اب وہ ایک بار پھر آزاد ہے"۔فادر جوشوا نے کہا تو جوزف کا منہ حیرت سے کھل گیا۔اس کی آنکھوں میں بے چینی کے ساتھ ساتھ قدرے خوف کے آثار بھی ابھر آئے تھے۔

" بھول۔کیسی بھول فادر۔میں نے ہر طرح سے آپ کی ہدایات پر عمل کیا تھا۔مجھے یاد ہے کسی بھی مرحلے میں مجھ سے کوئی کوتاہی سرزد نہیں ہوئی تھی۔پھر مجھ سے کوئی بھول کیسے ہو سکتی ہے"۔جوزف نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

" تم نے شنکارہ کو جس چاندی کی بوتل میں قید کیا تھا وہ بوتل خالص چاندی کی نہیں تھی مائی سن"۔فادر جوشوا نے کہا تو جوزف ایک بار پھر اچھل پڑا۔

" یہ۔یہ۔یہ تم کیا کہہ رہے ہو فادر جوشوا"۔جوزف نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں مائی سن۔تم نے چاندی کی جو بوتل حاصل کی تھی اس میں کھوٹ ملا ہوا تھا۔اس میں ابرک کی آمیزش تھی اور اس کے علاوہ میں نے تم سے کہا تھا کہ چاندی کی بوتل کم از کم سو سال پرانی ہونی چاہئے۔تم نے جہاں سے بوتل حاصل کی تھی اس نے تمہیں بتایا تھا کہ یہ بوتل دو سو سال پرانی ہے اور خالص چاندی کی ہے مگر ایسا نہیں تھا۔ایک تو وہ بوتل دس سال پرانی تھی اور دوسرا اس میں کھوٹ تھا۔اس دکاندار نے تم سے جھوٹ کہا تھا"۔فادر جوشوا نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ "۔ جوزف کے منہ سے نکلا۔

" اگر بوتل سو سال پرانی ہوتی اور خالص چاندی کی بنی ہوئی ہوتی تو شنکارہ نو ماہ اس میں قید رہ سکتی تھی اور جس طرح اسے گنڈاپ کی ساکالی بدروح تم سے چھین کر لے گئی تھی شنکارہ نو سالوں تک اس بوتل سے رہائی نہیں پا سکتی تھی لیکن کمزور بوتل ہونے کی وجہ سے ساکالی جیسے ہی اسے زہریلی دلدل میں لے کر گئی بوتل نے گلنا شروع کر دیا اور چالیس دنوں میں بوتل اس حد تک گل گئی کہ شنکارہ آسانی سے اس میں سے نکل آئی تھی"۔ فادر جوشوا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی باتیں سن کر جوزف کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔ وہ فادر جوشوا کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے اسے فادر جوشوا کی باتوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

" اوہ ۔ وہ اب کہاں ہے "۔ جوزف نے سرسرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

" وہ یہاں واپس آ چکی ہے مائی سن ۔ اب اس سے تمہیں، تمہارے آقا اور تمہارے آقا کے ساتھیوں کو شدید خطرہ لاحق ہو گیا ہے "۔ فادر جوشوا نے کہا۔

" نہیں ۔ نہیں ۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ میں شنکارہ کو فنا کر دوں گا۔ میرے باس اور باس کے ساتھیوں کو اگر اس نے کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں اسے نہیں چھوڑوں گا"۔ جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" شنکارہ کو اب فنا کرنا اتنا آسان نہیں ہے مائی سن ۔ وہ پہلے سے کہیں زیادہ خطرناک ہو چکی ہے"۔ فادر جوشوا نے کہا۔

" کچھ بھی ہو ۔ میں شنکارہ کو یہاں کچھ نہیں کرنے دوں گا"۔ جوزف نے کہا۔ اس کا چہرہ غیض و غضب سے اور زیادہ سیاہ ہو گیا تھا اور اس کی آنکھیں اس قدر سرخ ہو گئی تھیں کہ اندھیرے میں بھی اس کی سرخ سرخ آنکھیں انگاروں کی طرح سلگنے لگی تھیں۔

" نہیں مائی سن ۔ اب تم شنکارہ کو نہیں روک سکو گے ۔ وہ یہاں موت کا کھیل کھیلنے آئی ہے جسے روکنا مشکل ہے"۔ فادر جوشوا نے کہا۔

" مشکل ہے ۔ ناممکن تو نہیں اور تم عظیم وچ ڈاکٹروں کے سب سے بڑے اور عظیم وچ ڈاکٹر ہو ۔ کیا تم بھی اسے نہیں روک سکتے"۔ جوزف نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" نو مائی سن ۔ اس کے پاس غلیظ اور انتہائی مکروہ سیاہ طاقتیں ہیں جن کے بارے میں کچھ جاننے کی بھی مجھے اجازت نہیں ہے"۔ فادر جوشوا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ لیکن اسے روکنے کا کوئی تو طریقہ ہو گا"۔ جوزف نے بری طرح سے سرمارتے ہوئے کہا۔

" اسے روکنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے مائی سن"۔ فادر جوشوا نے کہا تو جوزف چونک پڑا۔

" کیا طریقہ ہے ۔ مجھے بتاؤ عظیم فادر جوشوا ۔ مجھے بتاؤ ۔ میں اس

طریقے پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کروں گا"۔ جوزف نے بے چینی سے کہا۔

" شنکارہ کو فنا کرنے کے لئے اسے تمہیں پھر سے زندہ کرنا ہو گا مائی سن"۔ فادر جوشوا کی آواز سنائی دی۔

" تت ۔ تمہارا مطلب ہے کہ مجھے افریقہ کے جنگلوں میں جا کر پہاڑوں کے نیچے دفن اس لڑکی کا جسم تلاش کر کے لانا ہو گا جس میں شنکارہ داخل ہو کر نئی زندگی حاصل کر سکتی ہے"۔ جوزف نے چونک کر کہا۔

" یس مائی سن ۔ شنکارہ جب تک کاشارا نامی لڑکی کے جسم میں داخل ہو کر زندہ نہیں ہو جاتی اس کو فنا کرنا ناممکن ہے ۔ تمہیں اور تمہارے آقا عمران کو افریقہ کے جنگلوں میں اب ہر صورت جانا پڑے گا ۔ شنکارہ کو زندہ کرنے اور اسے زندہ کرنے کے بعد فنا کیسے کرنا ہے اس کا طریقہ میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں ۔ تم بھول نہ جاؤ اس لئے میں تمہیں ایک بار پھر سب کچھ بتا دیتا ہوں ۔ اگر تم اور تمہارا آقا عمران میری ہدایات پر عمل کرے گا تو شنکارہ آسانی سے فنا ہو جائے گی ورنہ وہ زندہ ہونے کے فوراً بعد تمہیں اور تمہارے آقا عمران کو ہلاک کر دے گی ۔ اگر تم دونوں ہلاک ہو گئے تو شنکارہ کو اور کوئی فنا نہیں کر سکے گا اور وہ پوری دنیا پر حاوی ہو جائے گی"۔ فادر جوشوا نے کہا اور پھر وہ جوزف کو شنکارہ کے دوبارہ زندہ کرنے اور اسے فنا کرنے کے بارے میں تفصیل بتانا شروع ہو گیا۔

" وہ تو سب ٹھیک ہے فادر جوشوا ۔ لیکن کیا باس میری بات ماننے کے لئے تیار ہو جائے گا ۔ کیا وہ میرے ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں جانے کے لئے مان جائے گا"۔ جوزف نے ساری تفصیل سن کر پریشانی کے عالم میں کہا۔

" اسے قائل کرنا اور اپنے ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں لے جانے کے لئے تمہیں خود کوشش کرنی ہو گی ۔ اگر اس نے تمہاری بات نہ مانی تو شنکارہ یہاں ہر طرف قہر ڈھا دے گی ۔ سینکڑوں بے گناہ اور معصوم لوگ مارے جائیں گے اور ہر طرف خون ہی خون ہو گا"۔ فادر جوشوا نے کہا تو جوزف نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" ہونہہ ۔ میں باس سے بات کروں گا ۔ جیسے بھی ہو میں اسے اپنے ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں ضرور لے جاؤں گا ۔ شنکارہ کی واپسی موت کی واپسی ہے اور میں اسے یہاں موت کا کھیل نہیں کھیلنے دوں گا ۔ اگر ضرورت پڑی تو میں باس کو زبردستی اٹھا کر اپنے ساتھ لے جاؤں گا ۔ شنکارہ کو فنا کرنے کے بعد میں اس کے پاؤں پکڑ کر اس سے معافی مانگ لوں گا ۔ میرا باس گریٹ ہے ۔ وہ مجھے ضرور معاف کر دے گا"۔ جوزف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا ۔ اس کے لہجے میں بے پناہ جوش تھا۔

" یس مائی سن ۔ جاؤ اور جا کر اپنے آقا کو سمجھاؤ ۔ اس کی افریقہ کے جنگلوں میں جانے میں ہی بھلائی ہے ۔ اس کی بھی اور بے گناہ معصوم لوگوں کی بھی"۔ فادر جوشوا نے کہا۔

"یس فادر۔ میں ابھی باس کے پاس جاتا ہوں اور اسے ساری حقیقت بتاتا ہوں۔ بے گناہ اور معصوم لوگوں کی ہلاکتوں کا سن کر وہ یقیناً میرے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو جائے گا"۔ جوزف نے کہا۔

"اوکے مائی سن"۔ فادر جوشوا نے کہا۔

"فادر۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ شنکارہ اب کہاں ہے اور کیا کر رہی ہے"۔ جوزف نے پوچھا۔

"نو مائی سن۔ شنکارہ جن غلیظ اور گندی سیاہ طاقتوں کے ساتھ واپس آئی ہے مجھے اسے دیکھنے اور اس کے بارے میں جاننے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ وہ بہت جلد تمہارے سامنے آئے گی۔ اس سے تم اگر اپنے آقا، آقا کے ساتھیوں اور اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو تمہیں اس کے لئے دوبارہ شنکارہ کا مکاشو بننا پڑے گا۔ مکاشو بن کر ہی تم شنکارہ کی نفرت کی آگ کو سرد کر سکتے ہو ورنہ وہ سب کچھ جلا کر بھسم کر دے گی"۔ فادر جوشوا نے کہا۔

"مکاشو"۔ جوزف کے منہ سے نکلا۔

"ہاں۔ افریقہ کے جنگلوں کا پرنس مکاشو۔ تمہیں شنکارہ کے لئے پرنس مکاشو بننا ہو گا۔ پرنس مکاشو"۔ فادر جوشوا نے کہا۔

"ٹھیک ہے عظیم فادر جوشوا۔ جوزف دی گریٹ اپنے آقا اور بے گناہ لوگوں کی زندگیاں بچانے کے لئے پرنس مکاشو تو کیا کچھ بھی بن سکتا ہے۔ میں تمہارا احسان مند ہوں عظیم فادر جو تم نے مجھے یہ سب کچھ بتا دیا ورنہ انجانے میں شاید میں بھی شنکارہ سے مار کھا جاتا"۔ جوزف نے دوبارہ ہاتھ جوڑ کر ماتھے پر رکھتے ہوئے اور سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"تم افریقہ کے پرنس ہو مائی سن۔ تمہیں ہر خطرے سے آگاہ کرنا اور اس خطرے کا مقابلہ کرنے کے بارے میں بتانا میرا فرض ہے۔ جاؤ مائی سن۔ اپنے آقا کے پاس جاؤ۔ اسے حقیقت بتا کر جلد سے جلد افریقہ کے جنگلوں کی طرف روانہ ہو جاؤ"۔ فادر جوشوا کی آواز سنائی دی اور پھر اچانک تیز زناٹے دار آواز سنائی دی اور جوزف کو یوں محسوس ہوا جیسے ہوا کا تیز جھونکا اس سے ٹکرا کر گزر گیا ہو۔ یہ فادر جوشوا کے وہاں سے جانے کا اشارہ تھا جسے جوزف بخوبی پہچانتا تھا۔

"شنکارہ۔ تم اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکو گی۔ جوزف، مکاشو کے روپ میں موت بن کر تم پر جھپٹ پڑے گا اور تمہارا اس قدر بھیانک حشر کرے گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتی"۔ جوزف نے حلق کے بل غراتے ہوئے کہا۔ وہ تیزی سے ایک دیوار کی طرف بڑھا جہاں لائٹس آن کرنے کے بٹن اور سوئچ لگے ہوئے تھے لیکن اس سے پہلے کہ وہ دیوار کے قریب پہنچتا اسی لمحے چٹ چٹ کی آوازوں کے ساتھ کمرے کی لائٹس خود بخود آن ہوتی چلی گئیں اور کمرہ تیز روشنی سے بھر گیا۔ ساتھ ہی جوزف کو اپنے عقب میں کسی ناگن کی سی پھنکار سنائی دی۔ وہ تیزی سے پلٹا اور پھر اپنے سامنے ایک بھیانک شکل والی سیاہ فام لڑکی کو دیکھ کر بری طرح سے اچھل پڑا۔ وہ سیاہ فام لڑکی کوئی اور نہیں وہی شنکارہ تھی جسے اس

نے چاندی کی بوتل میں قید کیا تھا۔ شنکارہ کا چہرہ پہلے سے کئی گنا خوفناک اور انتہائی بھیانک نظر آ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں اس قدر سرخ تھیں جیسے ان میں خون ہی خون بھرا ہو۔ وہ انتہائی غضبناک نظروں سے جوزف کو گھور رہی تھی۔ شنکارہ کو اس طرح اچانک اپنے سامنے دیکھ کر جوزف جیسے انسان کو بھی ایک لمحے کے لئے اپنی سانسیں سینے میں اٹکتی ہوئی محسوس ہونے لگیں اور وہ بے اختیار پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔

جولیا ابھی ناشتہ کر کے فارغ ہی ہوئی تھی کہ اچانک کال بیل بج اٹھی تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔

" اتنی صبح صبح کون آ گیا"۔ اس کے منہ سے نکلا۔ پھر وہ نیپکن سے ہاتھ صاف کرتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

" کون ہے"۔ جولیا نے دروازے کے قریب جا کر اونچی آواز میں پوچھا۔

" میں ہوں مس جولیا۔ صفدر"۔ باہر سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

" اوہ۔ صفدر تم"۔ جولیا نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے لاک کھول کر دروازہ کھول دیا۔ باہر واقعی صفدر تھا۔

" خیریت۔ آج صبح صبح تم یہاں کیسے آ نکلے"۔ سلام دعا کے بعد

جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے صفدر کو اندر آنے کے لئے راستہ دے دیا تھا۔

"آپ شاید مجھ سے مذاق کر رہی ہیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مذاق ۔ کیا مطلب ۔ اس میں مذاق والی کون سی بات ہوئی ہے"۔ جولیا نے دروازہ بند کر کے اس کی طرف مڑتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے خود ہی تو فون کر کے مجھے بلایا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

" میں نے بلایا ہے ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے تمہیں کب فون کیا تھا"۔ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ کیا واقعی آپ نے مجھے فون نہیں کیا تھا"۔ اس بار صفدر نے بھی حیران ہوتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں ڈرائینگ روم میں آ گئے۔

" نہیں ۔ میں آج ویسے بھی دیر سے اٹھی تھی ۔ ابھی ابھی تو میں نے ناشتہ کیا ہے ۔ اس دوران میں نے کسی کو فون نہیں کیا اور نہ مجھے کوئی فون آیا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ آپ کی آواز اور سی ایل آئی پر میں نے آپ کا نمبر بھی دیکھا تھا ۔ فون آپ کے فلیٹ سے ہی آیا تھا لیکن اگر آپ نے مجھے فون نہیں کیا تو کس نے کیا تھا"۔ صفدر نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" سی ایل آئی پر میرا نمبر آیا تھا ۔ کیا مطلب ۔ میں نے تمہیں فون

کیا ہی نہیں تو سی ایل آئی پر میرا نمبر کیسے آگیا"۔ جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔ وہ غور سے صفدر کو دیکھ رہی تھی لیکن صفدر کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

"آپ تو واقعی سنجیدہ ہیں۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا کیسے ممکن ہے"۔ جولیا نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہمارے تمام فون سیٹلائٹ سسٹم کے تحت کام کرتے ہیں جن کے نمبر ہمارے چیف اور عمران صاحب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہمارے ٹیلی فون سیٹ بھی جدید سی ایل آئی کوڈ سسٹم کی طرح کام کرتے ہیں۔ تمام ممبرز کے الگ الگ کوڈ ہیں۔ ہم جب ایک دوسرے کو کال کرتے ہیں تو سی ایل آئی ڈیوائس پر ہمارے کوڈز آ جاتے ہیں۔ جب آپ کی کال آئی تھی تو سکرین پر تو نمبر کا کوڈ آ جاگر ہوا تھا جس سے میں سمجھ گیا کہ وہ فون آپ کا ہے۔ پھر آپ کی آواز"۔ صفدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تعجب ہے۔ جب میں نے تمہیں فون کیا ہی نہیں تو تمہارے فون سیٹ پر میرا کوڈ کیسے آگیا"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اسی لمحے ایک بار پھر کال بیل بج اٹھی تو وہ دونوں چونک پڑے۔

"اب کون آگیا"۔ جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھہریں۔ میں دیکھتا ہوں"۔ صفدر نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کون ہے"۔ صفدر نے دروازے کے پاس جا کر کہا۔

"میں تنویر ہوں صفدر"۔ باہر سے تنویر کی آواز سنائی دی تو صفدر نے سر ہلا کر دروازہ کھول دیا۔

"سوری۔ مجھے آنے میں ذرا وقت لگ گیا۔ تم کب آئے ہو"۔ سلام دعا کے بعد تنویر نے صفدر سے کہا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے ہی آیا ہوں۔ آؤ"۔ صفدر نے اسے راستہ دیتے ہوئے کہا تو تنویر اندر آ گیا۔

"ہیلو مس جولیا۔ کیسی ہیں آپ"۔ تنویر نے ڈرائنگ روم میں داخل ہو کر خوش دلی سے کہا۔

"ہیلو"۔ جولیا نے جواباً کہا۔ صفدر دروازہ بند کر کے واپس آیا تو تنویر جولیا کے سامنے صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔ صفدر بھی آگے بڑھ کر تنویر کے برابر بیٹھ گیا۔

"کیا بات ہے۔ آپ دونوں میری طرف ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں"۔ تنویر نے ان دونوں کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیسے آئے ہو"۔ جولیا نے کہا۔

"کیسے آیا ہوں۔ کیا مطلب۔ آپ نے خود ہی تو مجھے فون کر کے بلایا ہے"۔ تنویر نے کہا تو اس کی بات سن کر جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔ صفدر غور سے جولیا کا چہرہ دیکھ رہا تھا جیسے وہ سوچ رہا ہو کہ جولیا اب کیا کہے گی۔

" میں نے تمہیں کب فون کیا تھا"۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ابھی آدھ گھنٹہ پہلے آپ کا فون آیا تھا اور آپ نے کہا تھا کہ ایک ایمرجنسی ہے۔ میں فوراً آپ کے فلیٹ پر آ جاؤں۔ باقی ممبران بھی وہاں آنے والے ہیں"۔ تنویر نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" باقی ممبرز۔ اوہ۔ تو کیا دوسرے ممبرز بھی آ رہے ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

" اب بھی آپ کہیں گی کہ آپ نے کسی کو فون نہیں کیا تھا"۔ صفدر نے غور سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ہوا"۔ صفدر کی بات سن کر تنویر نے چونک کر کہا۔

" مس جولیا کا کہنا ہے کہ انہوں نے صبح سے نہ کسی کو فون کیا ہے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی کال آئی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

" اوہ۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے مس جولیا۔ آپ کی آواز اور سی ایل آئی پر آپ کا کوڈ نمبر میں نے دیکھا تھا"۔ تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

"یہی میں کہہ رہا ہوں لیکن مس جولیا مان ہی نہیں رہیں"۔ صفدر نے قدرے ناگواری سے کہا۔ اسے ابھی تک یہی محسوس ہو رہا تھا کہ جولیا مذاق کر رہی ہے حالانکہ جولیا کے چہرے پر ایسا کوئی تاثر نہیں تھا۔

" میرا یقین کرو۔ میں نے واقعی کسی کو فون نہیں کیا"۔ جولیا

نے سر جھٹک کر قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ایک منٹ ۔ مس جولیا آپ کا فون سیٹ کہاں ہے "۔ صفدر نے کچھ سوچ کر کہا۔

" اندر کمرے میں ہے ۔ کیوں "۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

" آئیں ۔ آپ نے اگر ہم میں سے کسی کو فون نہیں کیا تھا تو فون کی ڈائلنگ میموری میں یقیناً ہمارے نمبرز نہیں ہونے چاہئیں "۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ ہاں ۔ ٹھیک ہے۔ آؤ چیک کر لیتے ہیں "۔ جولیا نے ناخوشگوار لہجے میں کہا جیسے اسے صفدر کا یہ انداز پسند نہ آیا ہو۔

" آئی ایم سوری مس جولیا۔ لیکن یہ سچ ہے کہ آپ کی کال میں نے رسیو کی تھی ورنہ اس طرح صبح صبح مجھے اور تنویر کو آپ کے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی اور دوسرے ممبر۔ شاید وہ بھی پہنچنے والے ہوں گے "۔ صفدر نے جولیا کے چہرے پر ناخوشگواریت دیکھ کر جلدی سے کہا۔

" ہونہہ ۔ پہلے ڈائلنگ میموری چیک کر لیں پھر بات کرتے ہیں "۔ جولیا نے اسی انداز میں کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑی ہوئی ۔ صفدر اور تنویر بھی اٹھ گئے ۔ دوسرے کمرے میں آکر جولیا انہیں مشرقی دیوار کی میز پر پڑے ہوئے فون سیٹ کے پاس لے آئی۔

" لو ۔ خود چیک کر لو ۔ اس فون سے کوئی کال کی گئی ہے یا نہیں "۔ جولیا نے کہا تو صفدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور

میموری کا بٹن آن کر دیا۔ میموری سکرین پر فوراً ایک نمبر ابھر آیا جسے دیکھ کر جولیا بے اختیار اچھل پڑی تھی ۔اس نمبر کے ساتھ دن، تاریخ اور وقت بھی تھا جس سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ آدھ گھنٹہ پہلے اس نمبر سے نعمانی کو کال کی گئی ہے جس کا نمبر نو تھا ۔ صفدر نے دوسرا بٹن پریس کیا تو سکرین پر خاور کا نمبر آ گیا ۔اس پر بھی اسی دن کی تاریخ اور وقت درج تھا ۔صفدر بٹن پریس کرتا چلا گیا اور یہ دیکھ کر جولیا کی حالت واقعی دیکھنے والی ہو گئی ۔ میموری میں سوائے چیف اور عمران کے تمام ممبران کے نمبر ڈائل کئے گئے تھے اور ان سب کو ایک ایک دو دو منٹ کے وقفے سے وہاں سے کال کی گئی تھی۔

" اب آپ کیا کہتی ہیں مس جولیا"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مم ۔میں کیا کہوں ۔میں نے واقعی کسی کو کال نہیں کی اور نہ ہی کسی سے میری بات ہوئی ہے"۔جولیا نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

" حیرت ہے ۔آپ اب بھی یہی کہہ رہی ہیں ۔اگر آپ نے کسی کو کال نہیں کی تو میموری میں تمام ممبران کے کوڈز کیسے آ گئے "۔ صفدر نے حیران ہو کر کہا ۔تنویر بھی حیرت سے جولیا کی طرف دیکھ رہا تھا۔

" تم میری بات کا یقین کرو نہ کرو لیکن یہ سچ ہے کہ میں نے اس فون کو پچھلے کئی گھنٹوں سے استعمال نہیں کیا"۔جولیا نے اس بار

سخت لہجے میں کہا تو صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔ پھر تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد سیکرٹ سروس کے تمام ممبران وہاں پہنچ گئے ۔ ان سب کا کہنا تھا کہ انہیں مس جولیا نے ہی فون کر کے بلایا ہے جس پر جولیا بے اختیار سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی ۔ صفدر نے ان سب کو صورت حال سے آگاہ کر دیا تھا جس پر وہ سب حیران تھے ۔ انہیں یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ انہوں نے جولیا کی نہیں کسی اور کی آواز سنی ہو ۔

" کہیں یہاں عمران صاحب تو نہیں آئے تھے " ۔ اچانک چوہان نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے ۔

" عمران ۔ نہیں ۔ کیوں ۔ تم عمران کا کیوں پوچھ رہے ہو " ۔ جولیا نے حیران ہو کر کہا ۔

" ہم سب میں عمران صاحب ہی سب کی آوازوں کی نقل کر سکتے ہیں ۔ ہو سکتا ہے وہ یہاں آئے ہوں اور انہوں نے مس جولیا سے نظر بچا کر شرارتاً مس جولیا کی آواز میں ہمیں فون کر دیئے ہوں " ۔ چوہان نے کہا ۔

" نہیں ۔ عمران پچھلے کئی روز سے یہاں نہیں آیا ۔ اگر وہ آیا بھی ہوتا تو اسے یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی " ۔ جولیا نے کہا ۔

" تب ہم کیا کہیں " ۔ چوہان نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا ۔

" ہمارے ساتھ شرارت کی گئی ہے ۔ لیکن یہ شرارت کس نے کی ہے اور کیوں کی ہے اس نے ہمیں واقعی الجھن میں مبتلا کر دیا ہے " ۔

خاور نے کہا۔

"یہ تو طے ہے کہ ہم سب کو مس جولیا کے فون سے ہی کال کی گئی ہے مگر کال کرنے والی کون تھی اس کا ہمیں پتہ لگانا ہو گا کیونکہ ہمارے نمبر سیکرٹ ہیں جو ہمارے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اگر یہ کسی اور کی شرارت ہے تو یہ بات ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے کہ کوئی ہم سب کو جانتا ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ہے"۔ نعمانی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"مس جولیا کیا آپ فلیٹ میں تنہا ہیں"۔ اچانک کیپٹن شکیل نے پوچھا تو وہ سب چونک پڑے۔

"ہاں۔ کیوں"۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

"مجھے معلوم ہوا تھا کہ آپ کی ہمشکل لڑکی کراسٹی آپ کے ساتھ رہ رہی تھی جس کی آواز بھی آپ کی آواز سے بے حد ملتی ہے۔ کہیں اس نے ہی ہمیں کال نہ کی ہو"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ وہ چونکہ طویل عرصے سے جوانا، صالحہ اور ٹائیگر کے ہمراہ فارن مشن پر گیا ہوا تھا اس لئے کراسٹی کے بارے میں اسے سیکرٹ سروس کے ممبران نے ہی بتایا تھا۔ ہیون ویلی کے مشن کے بعد ایکسٹو نے کراسٹی کو چونکہ جولیا کے ساتھ اس کے فلیٹ پر رہنے کی اجازت دے دی تھی اس لئے وہ پچھلے کئی ہفتوں سے جولیا کے ساتھ ہی رہ رہی تھی لیکن شنکارہ کے معاملے کے بعد سے ان میں سے چونکہ کوئی جولیا کے فلیٹ میں نہیں آیا تھا اس لئے انہیں واقعی کراسٹی کا خیال ہی نہیں

آیا تھا۔

" اوہ ۔ ہاں واقعی ۔ مس جولیا کراسٹی کہاں ہے"۔ صفدر نے چونک کر کہا۔

" کراسٹی پچھلے ہفتے چیف سے اجازت لے کر ایکریمیا چلی گئی تھی اسے کوئی نجی کام تھا ۔ وہ اب تک لوٹ کر نہیں آئی ہے ۔ اگر وہ یہاں ہوتی تو تمہارے سامنے نہ ہوتی"۔ جولیا نے کہا۔

" لیکن اس کے باوجود مجھے احساس ہو رہا ہے جیسے ہمارے علاوہ بھی یہاں کوئی اور موجود ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" کیا مطلب ۔ ہمارے علاوہ یہاں اور کون ہو سکتا ہے"۔ جولیا نے چونک کر کہا ۔ دوسرے ممبر بھی حیرانی سے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھ رہے تھے کیونکہ ان میں سے کسی کو وہاں کسی اور کی موجودگی کا احساس تک نہیں ہو رہا تھا۔

" مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی خفیہ آنکھیں ہمیں دیکھ رہی ہوں"۔ کیپٹن شکیل نے اسی انداز میں کہا۔

" خفیہ آنکھیں"۔ ان سب کے منہ سے نکلا۔

"ہاں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ اگر یہاں کوئی اور ہوتا تو مجھے اس کی موجودگی کا احساس نہ ہوتا ۔ میں پچھلے کئی دنوں سے فلیٹ میں ہی ہوں ۔ نہ یہاں کوئی آیا نہ گیا پھر"۔ جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" میرا خیال ہے ہمیں ایک نظر فلیٹ میں ڈال لینی چاہیئے۔ اگر واقعی ہمارے علاوہ کوئی اور یہاں موجود ہے تو وہ ہماری نظروں سے چھپ نہ سکے گا"۔ تنویر نے فوراً کہا۔ اسی لمحے انہیں تیز پھنکار کی آواز سنائی دی تو وہ سب ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

" اوہ۔ یہ آواز"۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

" تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہارے سامنے ہی موجود ہوں"۔ اچانک انہیں ایک پھنکارتی ہوئی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار اچھل پڑے۔ آواز کسی عورت کی تھی لیکن وہ عورت انہیں کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے آواز ہوا کے دوش پر تیرتی ہوئی انہیں سنائی دے رہی ہو۔

" کون۔ کون ہو تم"۔ جولیا نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ سب ہی چونک کر چاروں طرف دیکھ رہے تھے لیکن انہیں وہاں کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

" ساکالی۔ میں ساکالی ہوں"۔ آواز پھر سنائی دی۔

" ساکالی۔ کون ساکالی"۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔ اس نے تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا۔ یہ دیکھ کر دوسرے ممبران نے بھی پسٹل نکال لئے۔

" میں گنڈاپ کی بدروح ہوں۔ مجھے یہاں شنکارہ نے بھیجا ہے"۔ لہراتی ہوئی آواز نے کہا اور شنکارہ کا نام سن کر وہ ایک بار پھر اچھل پڑے۔ البتہ کیپٹن شکیل حیرانی سے ان سب کو دیکھ رہا تھا۔ وہ

چونکہ شنکارہ کے معاملے میں بھی ان کے ساتھ نہیں تھا اس لئے وہ شنکارہ کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتا تھا۔

"شنکارہ ۔ تم شنکارہ کی ساتھی ہو"۔ جولیا کے منہ سے نکلا۔

"ہاں "۔ ساکالی نے کہا۔

" اوہ ۔ مگر تم یہاں کیوں آئی ہو ۔ شنکارہ تو .... "۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" شنکارہ آزاد ہو چکی ہے ۔ مجھے اسی نے یہاں بھیجا ہے ۔ میں نے ہی تمہارے فون سے تمہارے ساتھیوں کو کال کر کے یہاں بلایا ہے"۔ ساکالی کی آواز سنائی دی ۔ اس کی بات سن کر وہ سب چونک پڑے تھے۔

" اوہ ۔ تو وہ سب فون تم نے کئے تھے"۔ جولیا نے کہا۔

" ہاں ۔ میں تم سب کو ایک ساتھ جمع کرنا چاہتی تھی اس لئے میں نے تمہارے ساتھیوں کو فون کر کے یہاں بلا لیا"۔ ساکالی نے کہا۔

" لیکن شنکارہ بوتل سے کیسے آزاد ہو سکتی ہے ۔ جوزف نے تو بتایا تھا کہ اس نے شنکارہ کو جس بوتل میں قید کیا ہے اس میں سے اگلے نو سالوں تک وہ آزاد نہیں ہو سکے گی"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اگر وہ بوتل اصلی چاندی کی ہوتی تو شاید ایسا ہی ہوتا ۔ مگر اس بوتل میں ملاوٹ تھی ۔ میں نے اس بوتل کو ایک زہریلی دلدل میں

لے جا کر رکھ دیا تھا۔ زہر کے تیز اثر کی وجہ سے بوتل وہیں گل گئی تھی جس کی وجہ سے شنکارہ آزاد ہو گئی۔ اب وہ دوبارہ یہاں آ گئی ہے وہ تم سب سے انتقام لینا چاہتی ہے۔ تم سب اس کے قہر سے اب نہیں بچ سکو گے"۔ ساکالی نے خوفناک لہجے میں کہا۔

" ہونہہ۔ تم اس طرح غائب ہو کر کیوں باتیں کر رہی ہو۔ ہمارے سامنے آؤ"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" میرا اگر کوئی وجود ہوتا تو میں تمہارے سامنے ضرور آ جاتی"۔ ساکالی نے کہا۔

" مس جولیا۔ یہ سب کیا ہے۔ کون ہے یہ ساکالی اور یہ کس شنکارہ کے بارے میں بات کر رہی ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا جو خاموشی اور حیرانی سے ان کی باتیں سن رہا تھا تو جولیا نے اسے مختصر طور پر شنکارہ کے بارے میں بتا دیا جسے سن کر کیپٹن شکیل حیرت زدہ رہ گیا تھا۔

" اب تم یہاں کیوں آئی ہو۔ کیا یہ بتانے کے لئے کہ شنکارہ بوتل سے آزاد ہو چکی ہے"۔ جولیا نے ساکالی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" میں تم سب کو یہاں سے لے جانے کے لئے آئی ہوں"۔ ساکالی نے کہا۔

" لے جانے کے لئے۔ کیا مطلب"۔ سب نے چونک کر کہا۔

" شنکارہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سب کو افریقہ کے جنگلوں

میں پہنچا دوں ۔ تم سب وہاں پہنچ جاؤ گے تو عمران اور مکاشو تمہارے لئے وہاں ضرور جائیں گے اور تم سب اس صورت میں ان سے مل سکو گے جب وہ دونوں شنکارہ کے لئے کاشارا کا جسم حاصل کر لیں گے "۔ ساکالی نے کہا۔

" ہونہہ ۔ کیا تم آسانی سے ہمیں یہاں سے لے جا سکتی ہو "۔ تنویر غرایا۔

" ہاں ۔ پہلے میرے لئے یہ مشکل ضرور تھا ۔ تمہارے دل و دماغ روشن ہیں ۔ اگر تم مقدس کلمات پڑھنا شروع کر دیتے تو میرا اس کمرے میں بھی آنا ناممکن ہو جاتا مگر میں نے اس کا پہلے ہی انتظام کر لیا تھا ۔ تم جن جگہوں پر بیٹھے تھے میں نے وہاں ایک ناپاک جانور کے خون کے قطرے گرا دیئے تھے ۔ خون کے وہ قطرے تمہارے لباسوں پر لگ چکے ہیں جس کی وجہ سے تم سب ناپاک ہو چکے ہو ۔ اب تم کوئی روشن کلام نہیں پڑھ سکتے اس لئے اب میں تم سب کو آسانی کے ساتھ لے جا سکتی ہوں "۔ ساکالی نے کہا تو سب نے چونک کر دیکھا ۔ صوفوں اور کرسیوں پر واقعی خون کے دھبے موجود تھے جو ان کے لباسوں پر لگ چکے تھے ۔ وہ دھبے اس قدر ہلکے تھے کہ پہلے انہیں ان کی موجودگی کا احساس تک نہ ہوا تھا۔

" اوہ ۔ یہ کیا ہو گیا "۔ چوہان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" بس ۔ اب تم سب افریقہ کے جنگلوں میں پہنچنے کے لئے تیار ہو جاؤ "۔ ساکالی نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا ۔ اسی لمحے اچانک وہاں

تیز روشنی سی چمکی۔ روشنی اس قدر تیز تھی کہ ایک لمحے کے لئے ان سب کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں۔ دوسرے ہی لمحے انہیں اپنے ذہن کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھومتے ہوئے محسوس ہوئے۔ انہوں نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ وہ ریت کے خالی ہوتے ہوئے بوروں کی طرح گرتے چلے گئے۔ جیسے ہی وہ بے ہوش ہو کر گرے اسی لمحے وہاں اندھیرا چھا گیا۔ کمرے کی تمام لائٹس خود بخود آف ہو گئی تھیں۔ چند لمحوں کے لئے وہاں اندھیرا چھایا رہا پھر اچانک کمرے کی لائٹس جل اٹھیں۔ کمرے میں روشنی پھیلی مگر اب اس روشنی میں سیکرٹ سروس کے ممبران کا وہاں کوئی وجود نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ سب وہاں سے غائب ہو چکے تھے۔ البتہ ان سب کے مشین پسٹل وہاں ضرور پڑے تھے جو ان کے بے ہوش ہونے کی وجہ سے وہاں گر گئے تھے۔

"تت ۔ تم ۔ تم طاقت دیوتا ہو"۔ سردار زکاٹا نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس لمبے تڑنگے بوڑھے وحشی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اس کے سامنے تنا کھڑا تھا۔

"ہاں ۔ میں ہی طاقت دیوتا ہوں"۔ بوڑھے نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ کیسے ممکن ہے ۔ میں نے تو ......"۔ سردار زکاٹا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ قبیلے کے دوسرے وحشی بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی طرف دیکھ رہے تھے ۔ جن نیزہ بردار وحشیوں نے اس بوڑھے کو گھیر رکھا تھا۔ طاقت دیوتا کا نام سن کر وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹ گئے تھے ۔ ان سب کی آنکھوں میں خوف تھا۔

"میں نے تمہیں بتایا ہے ناں ۔ تم نے جسے طاقت دیوتا سمجھ کر ہلاک کیا تھا وہ محض میرا ایک پجاری تھا"۔ بوڑھے نے کہا۔

"اوہ ۔ مگر اب تم یہاں کیوں آئے ہو"۔ سردار زکاٹا نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم سے اپنے پجاری اور شالاگ کی ہلاکت کا بدلہ لینے"۔ بوڑھے نے کہا۔

"ہونہہ ۔ تو تم مجھے ہلاک کرنے کے لئے آئے ہو"۔ سردار زکاٹا نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ میں تمہیں اور تمہارے قبیلے کو نیست و نابود کرنے کے لئے آیا ہوں ۔ میں نے تمہاری اور شالاگ کی تمام باتیں سن لی تھیں جس سے میں شنکارہ کو زندہ کرنے کا راز جان گیا ہوں ۔ میں تم سب کو ہلاک کر کے یہاں خون کا تالاب بناؤں گا اور پھر شاباک پہاڑ کے نیچے دفن کاشارا کا جسم نکال کر لے آؤں گا ۔ میں کاشارا کے جسم کو خون کے تالاب میں غسل دوں گا ۔ پھر جب شنکارہ یہاں آئے گی تو میں اسے بھی قابو کر لوں گا اور پھر جب وہ کاشارا کے جسم میں سما جائے گی تو میں اسے اپنا تابع کر لوں گا ۔ اس کی تمام طاقتیں میری طاقتیں بن جائیں گی ۔ پھر ان جنگلوں اور پوری دنیا پر صرف میری حکومت ہو گی ۔ صرف میری"۔ طاقت دیوتا نے کہا۔

"اوہ ۔ تو تم یہاں شنکارہ کو حاصل کرنے کے لئے آئے ہو"۔ سردار زکاٹا نے چونک کر کہا۔

"ہاں ۔ میں طاقت دیوتا ہوں اور شنکارہ کو قابو کرنے اور اسے تابع کرنے کا حق صرف مجھے ہے"۔ طاقت دیوتا نے کہا۔

" میں جانتا ہوں طاقت دیوتا کہ تم شالاگ سے بھی بڑے د ہوں ۔ تمہارے پاس بے شمار شیطانی طاقتیں ہیں جن کو استعمال کے تم مجھے اور سارے سامی گان قبیلے کو ہلاک کر سکتے ہو ۔ مگر شاید اس بات سے انجان ہو کہ شالاگ کی مہان پجارن شا میرے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ شاتانہ ہوتی ہے اس کی طاق دوسرے دیوتاؤں سے بڑھ جاتی ہیں ۔ تم نے اگر مجھے اور میرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو پجارن شاتانہ تم پر قہر بن ٹوٹ پڑے گا ۔ وہ تمہیں اور تمہاری طاقتوں کو لمحوں میں ملیا میٹ دے گی" ۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

" میں پجارن شاتانہ سے نہیں ڈرتا سردار زکاٹا ۔ تمہارے سا ساتھ اس نے بھی شالاگ سے غداری کی تھی ۔ اگر وہ میرے سا آئی تو میں اسے بھی فنا کر دوں گا" ۔ طاقت دیوتا نے غرا کر کہا۔

" ہونہہ ۔ کیا تم مجھے شیطانی طاقتوں سے ہلاک کرو گے" ۔ سر زکاٹا نے سر جھٹک کر کہا۔

" نہیں ۔ تم جیسے غدار وحشی کو میں اپنے ہاتھوں سے ماروں میرے بازوؤں میں اب بھی اتنی طاقت ہے کہ میں تم جیسے چوہے گردن آسانی سے توڑ سکتا ہوں" ۔ طاقت دیوتا نے کہا۔

" اوہ ۔ تو تم میرا مقابلہ کرو گے" ۔ سردار زکاٹا نے کہا ۔ اس چہرے پر عجیب سی چمک آ گئی تھی۔

" ہاں ۔ پہلے میں تمہاری گردن توڑوں گا ۔ اس کے بعد میں تمام وحشیوں کو ہلاک کروں گا جو تمہارے ساتھی ہیں اور پھر میں سامی گان قبیلے کو تباہ و برباد کر کے اس کا نام و نشان تک مٹا دوں گا" ۔ طاقت دیوتا نے کہا۔

" کب کرنا چاہو گے مجھ سے مقابلہ" ۔ سردار زکاٹا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ابھی اور اسی وقت" ۔ طاقت دیوتا نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں تیار ہوں ۔ لیکن ...." ۔ سردار زکاٹا نے کہا اور خاموش ہو گیا۔

" لیکن ۔ لیکن کیا" ۔ طاقت دیوتا نے چونک کر کہا۔

" پہلے مجھے یہ یقین کر لینے دو کہ تم واقعی طاقت دیوتا ہو" ۔ سردار زکاٹا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" کیسے کرو گے یقین" ۔ طاقت دیوتا نے جواباً طنزیہ انداز میں کہا۔

" یہ دیکھ کر" ۔ سردار زکاٹا نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنا دایاں ہاتھ طاقت دیوتا کی طرف زور سے جھٹکا ۔ اسی لمحے طاقت دیوتا کے قدموں کے پاس ایک زور دار دھماکہ ہوا اور طاقت دیوتا اچھل کر دور جا گرا۔

" ہلاک کر دو اسے" ۔ سردار زکاٹا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو نیزہ بردار وحشی تیزی سے آگے بڑھے ۔ اس سے پہلے کہ وہ طاقت دیوتا کے قریب پہنچتے طاقت دیوتا نے زور سے زمین پر مکا مار دیا ۔

جیسے ہی اس نے زمین پر مکا مارا تیز گونج کی آواز پیدا ہوئی اور زمین یکبارگی یوں کانپ اٹھی جیسے آسمان سے کسی شہاب ثاقب کا بڑا سا ٹکڑا آگرا ہو۔ زمین کے بری طرح سے کانپنے کی وجہ سے وہاں موجود تمام وحشی اچھل اچھل کر گر پڑے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے طاقت دیوتا تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ زمین کے کانپنے کی وجہ سے سردار زکاٹا بھی اچھل کر گر پڑا تھا لیکن اس نے اٹھنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائی تھی۔ طاقت دیوتا کے چہرے پر سکون ہی سکون نظر آرہا تھا۔ اب گرے ہوئے وحشیوں نے بھی اٹھنا شروع کر دیا تھا وہ خوف بھری نظروں سے طاقت دیوتا کو دیکھ رہے تھے جس نے محض ایک مکا مار کر زمین کو دہلا دیا تھا۔ زمین پر گرنے کی وجہ سے ان کے جسم کیچڑ سے بھر گئے تھے۔

"تو تم میرے خلاف اپنی طاقتیں آزمانا چاہتے ہو"۔ طاقت دیوتا نے سردار زکاٹا کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ سردار زکاٹا غصے اور نفرت سے ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ اس نے اچانک پاس کھڑے ایک وحشی سے نیزہ جھپٹا اور ایک زوردار چیخ ماری اور نیزہ پوری قوت سے طاقت دیوتا پر کھینچ مارا۔ نیزہ اڑتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے طاقت دیوتا کی طرف بڑھا لیکن طاقت دیوتا ایک انچ بھی نہیں ہلا تھا۔ نیزہ اڑتا ہوا جیسے ہی اس کے قریب آیا اس نے اچانک دایاں ہاتھ اٹھا کر نیزے کی طرف کر دیا۔ اسی لمحے نیزہ فضا میں یوں رک گیا جیسے اسے اچانک کسی نادیدہ ہستی نے پکڑ لیا ہو۔ نیزے کی انی

طاقت دیوتا کے سینے سے صرف ایک انچ کے فاصلے پر تھی۔ طاقت دیوتا نے ہاتھ کو پھر حرکت دی تو نیزہ زمین پر گر گیا اور زمین پر گرتے ہی جل کر راکھ بن گیا۔ اس کی فولادی برچھی بھی ایک لمحے میں پگھل گئی تھی۔ یہ ایک ایسا نظارہ تھا جسے دیکھ کر وہاں موجود وحشیوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔ سردار زکاٹا کے چہرے پر بھی حیرت نظر آرہی تھی۔

"بس یا ابھی اور کوئی کھیل تماشہ کرنا چاہتے ہو"۔ طاقت دیوتا نے سردار زکاٹا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور طنز تھا۔

"میرے اس وار سے بچ کر دکھاؤ"۔ سردار زکاٹا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس نے دونوں ہاتھ سامنے کر کے ہتھیلیاں پھیلا دیں۔ اس نے انگوٹھے کے ساتھ انگوٹھا ملا کر ہاتھوں کی انگلیوں کو اکڑا لیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے آنکھیں بند کیں اور پھر یکدم کھول دیں۔ اس نے ہاتھوں کو اونچا کیا اور پھر اس نے اچانک دونوں ہاتھ طاقت دیوتا کے طرف کر کے زور سے جھٹک دیئے۔ جیسے ہی اس نے ہاتھ جھٹکے اسی وقت طاقت دیوتا کے جسم میں آگ بھڑک اٹھی۔ تیز بارش میں طاقت دیوتا آگ کا شعلہ بنا جل رہا تھا لیکن اس کے باوجود وہ اپنی جگہ اطمینان بھرے انداز میں کھڑا تھا جیسے آگ اسے ذرا بھی نقصان نہ پہنچا رہی ہو۔ چند لمحے وہ اسی طرح کھڑا رہا پھر اس نے اپنے جسم پر یوں ہاتھ مارنے شروع کر دیئے جیسے اپنے جسم کی گرد جھاڑ رہا ہو۔

ایسا کرتے ہوئے اس کے جسم پر لگی ہوئی آگ بجھتی جا رہی تھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے آگ بجھ گئی۔ آگ نے طاقت دیوتا کے ایک بال تک کو بھی نہیں جلایا تھا۔ وہ بالکل اسی طرح کھڑا تھا جیسے پہلے تھا۔ اب تو سردار زکاٹا اور کیچڑ میں لت پت وحشی یوں ساکت ہو گئے تھے جیسے وہ پتھروں کے بت بن گئے ہوں۔ سردار زکاٹا کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔

"تت۔ تم طاقت دیوتا ہو۔ تت۔ تم سچ مچ طاقت دیوتا ہو"۔ سردار زکاٹا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا جیسے وہ طاقت دیوتا کے قدموں میں گر کر اس سے معافی مانگنا چاہتا ہو۔

"رک جاؤ سردار زکاٹا۔ طاقت دیوتا پر میں بھی ایک وار آزمانا چاہتی ہوں"۔ اچانک وہاں ایک باریک اور چیختی ہوئی نسوانی آواز ابھری تو سردار زکاٹا ٹھٹھک کر رک گیا۔ آواز کو سن کر طاقت دیوتا نے اپنے عقب میں پلٹ کر دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ آ گئی۔ اس سے کچھ فاصلے پر شالاگ کی پجارن شاتانہ کھڑی تھی جس کے ہاتھوں میں تیر کمان تھا۔ کمان پر تیر چڑھا ہوا تھا اور تیر کے نشانے پر طاقت دیوتا تھا۔

"پجارن شاتانہ"۔ طاقت دیوتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اگر تم طاقت دیوتا ہو تو میرے وار سے بچ کر دکھاؤ"۔ پجارن شاتانہ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے تیر چھوڑ دیا۔ تیر کمان سے

بجلی کی تیزی سے نکلا۔ اس سے پہلے کہ طاقت دیوتا کچھ کرتا تیر کچھ کی آواز کے ساتھ اس کی گردن میں آ گھسا۔ پجارن شاتانہ نے تیر پوری قوت سے چلایا تھا جو طاقت دیوتا کی گردن کے آر پار ہو گیا تھا۔ طاقت دیوتا کو ایک جھٹکا لگا اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پجاری شاتانہ کو دیکھنے لگا۔ سردار زکاٹا اور قبیلے کے سبھی وحشی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر طاقت دیوتا کی طرف دیکھ رہے تھے جس کی گردن میں تیر گھسا ہوا تھا مگر وہ اسی طرح کھڑا تھا۔ اس کی گردن سے ابھی تک خون کا ایک قطرہ تک نہ نکلا تھا۔

پجارن شاتانہ طاقت دیوتا کی طرف طنزیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ تھی۔ پھر اچانک طاقت دیوتا کی گردن کے دونوں اطراف سے خون بہہ نکلا۔ اس کے منہ سے یکلخت خرخراہٹ کی آواز نکلی اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح گرتا چلا گیا۔ زمین پر گر کر وہ بری طرح سے تڑپنے لگا۔ اس کی گردن سے نکلنے والا خون بارش کے پانی میں پھیلتا جا رہا تھا۔ پھر یکلخت طاقت دیوتا کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ ساکت ہو گیا۔

سردار زکاٹا اور قبیلے کے وحشی ابھی تک آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر طاقت دیوتا کو دیکھ رہے تھے جیسے انہیں شک ہو کہ طاقت دیوتا ایک بار پھر اٹھ کھڑا ہو گا اور وہ ان کے سامنے اپنی گردن میں گھسا ہوا تیر نکال کر پھینک دے گا۔ اسی لمحے آسمان پر بجلی سی کڑکی۔ بجلی کی ایک لہراتی ہوئی لہر نیچے آئی اور طاقت دیوتا پر آ گری۔ پھر تیز اور

خیرہ کن چمک سی پیدا ہوئی اور پھر کڑکڑاہٹ کی تیز اور دل دہلا دینے والی آواز کے ساتھ جیسے بجلی آسمان کی طرف بلند ہوتی چلی گئی۔

بجلی کی اس چمک نے ان سب کی آنکھیں خیرہ کر دی تھیں جب وہ دیکھنے کے قابل ہوئے تو وہ سب یہ دیکھ کر بری طرح اچھل پڑے کہ جس جگہ طاقت دیوتا گرا تھا اب وہاں اس کی جلی ہوئی لاش پڑی تھی جس میں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔

" اوہ ۔ طاقت دیوتا ہلاک ہو گیا ۔ طاقت دیوتا ہلاک ہو گیا پجارن شاتانہ نے طاقت دیوتا کو ہلاک کر دیا ۔ ہرا ۔ ہرا ۔ طاقت دیوتا ہلاک ہو گیا"۔ سردار زکاٹا نے پہلے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا وہ خوشی سے اچھلتے ہوئے زور زور سے نعرے لگانے لگا ۔ اسے نعرے لگاتے دیکھ کر قبیلے کے وحشیوں کے جسموں میں بھی جیسے نئی زندگی دوڑ گئی ۔ وہ بھی ہرا ۔ ہرا کے نعرے لگانے لگے ۔

افریقی نژاد سیاہ فام لڑکی کو دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیئے ۔ وہ سیاہ فام لڑکی بڑے اطمینان سے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھی تھی اور بھیانک انداز میں مسکراتے ہوئے عمران کی طرف دیکھ رہی تھی ۔ اس کا وجود سائے جیسا تھا لیکن وہ عمران کو واضح طور پر دکھائی دے رہی تھی جیسے وہ زندہ ہو ۔

"پہچانا مجھے "۔ سیاہ فام لڑکی نے عمران کو خون بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" تو یہ سارا تمہارا کیا دھرا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" ہاں ۔ میں چاہتی تو تمہیں اور تمہارے اس غلام کو ایک لمحے میں ہلاک کر سکتی تھی لیکن میں تمہیں آسانی سے نہیں تڑپا تڑپا کر مارنا چاہتی ہوں ۔ تم نے اور مکاشو نے میرے ساتھ جو برا سلوک کیا تھا میں اس کا تم سے بدلہ لینے کے لئے آئی ہوں"۔ سیاہ فام لڑکی نے

کہا۔

" اوہ ۔ یہ بدلہ تم مجھ سے میری بھوک پیاس اڑا کر لینا چاہتی ہو" ۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ میں تمہیں پانی کی ایک بوند بھی نہیں پینے دوں گی ۔ تم کھانے کی جس چیز کو ہاتھ لگاؤ گے وہ کیڑے مکوڑوں اور خون میں تبدیل ہو جائے گی جنہیں تم کھانے کا تصور بھی نہیں کر سکتے ۔ اس طرح تم اگر پانی بھی پینے کی کوشش کرو گے تو میں اسے بھی بھاپ بنا کر اڑا دوں گی" ۔ سیاہ فام لڑکی نے کہا۔

" ہونہہ ۔ لیکن تم چاندی کی بوتل سے آزاد کیسے ہو گئی ۔ جوزف نے تمہیں جس چاندی کی بوتل میں قید کیا تھا اور جس طرح گنڈاپ کی بدروح ساکالی اس بوتل کو جوزف سے چھین کر لے گئی تھی اس نے تو کہا تھا کہ تم نو سالوں تک اس بوتل سے نہیں نکل سکو گی" ۔ عمران نے کہا۔

" تم نے اور مکاشو نے شنکارہ کی طاقتوں کا بہت غلط اندازہ لگایا تھا ۔ وقتی طور پر میں تمہارے اور مکاشو کے جھانسے میں ضرور آ گئی تھی اور مکاشو نے مجھے بوتل میں بھی بند کر دیا تھا لیکن......" ۔ سیاہ فام لڑکی نے کہا جو شنکارہ تھی۔

" لیکن کیا" ۔ عمران نے اسے مسلسل دیکھتے ہوئے کہا تو شنکارہ نے اسے چاندی کی بوتل میں کھوٹ ہونے اور زہریلی دلدل میں بوتل کے گلنے کی اصل بات بتا دی۔

" ہونہہ ۔ اب تم کیا چاہتی ہو" ۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" اپنی زندگی یا پھر تمہاری موت" ۔ شنکارہ نے ایک ایک لفظ رک رک کر کہا۔

" مطلب" ۔ عمران نے کہا۔

" مطلب یہ کہ تم سچ مچ میرے ہاتھوں ہلاک ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ یا پھر میرا ساتھ دے کر مجھے نئی زندگی دلانے میں میری مدد کرو" ۔ شنکارہ نے اسی انداز میں کہا۔

" یعنی میں تمہارے ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں چلوں اور پہاڑوں کے نیچے دفن اس لڑکی کا جسم حاصل کروں جسے حنوط شدہ کر کے تمہارے لئے رکھا گیا ہے" ۔ عمران نے کہا۔

" ہاں ۔ اب میں کاشارا کا جسم پا کر ہی نئی زندگی حاصل کرنا چاہتی ہوں" ۔ شنکارہ نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

" اور اگر میں تمہارا ساتھ دینے سے انکار کر دوں تو کیا تم مجھے ہلاک کر دو گی" ۔ عمران نے ہنس کر کہا۔

" یقیناً انکار کی صورت میں تم بھوکے پیاسے سسک سسک کر ہلاک ہو جاؤ گے" ۔ شنکارہ نے کہا ۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر پڑی ہوئی پھلوں کی ٹوکری سے ایک سیب اٹھایا اور عمران کی جانب اچھال دیا جسے عمران نے فوراً دبوچ لیا ۔ جیسے ہی سیب اس کے ہاتھوں میں آیا اسی لمحے جل کر سیاہ ہو گیا۔

"ہونہہ"۔ عمران نے جلا ہوا سیب ایک طرف پھینکا اور ہاتھ جھاڑنے لگا۔ شنکارہ کو سامنے دیکھ کر اس کی پیشانی شکن آلود ہو گئی تھی۔

"تم سوچنا چاہو تو سوچ سکتے ہو۔ مجھے کوئی جلدی نہیں ہے۔ سوچ سوچ کر جب تم تھک جاؤ اور کوئی فیصلہ کر لو تو مجھے آواز دے دینا میں فوراً تمہارا سامنے آجاؤں گی اور ہاں۔ تمہیں ایک بات اور بتا دوں۔ میں یہاں آنے سے پہلے مکاشو کے پاس گئی تھی۔ اس نے میرا ساتھ دینے اور افریقہ کے جنگلوں میں جانے کی حامی بھر لی ہے"۔ شنکارہ نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا جوزف تمہارا ساتھ دینے کے لئے آمادہ ہو گیا ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اس نے مجھ سے شکست تسلیم کر لی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ وہ میرے لئے جوزف سے مکاشو بننے کے لئے تیار ہے۔ میں جب بھی اس سے کہوں گی وہ میرے لئے افریقہ کے جنگلوں میں جانے کے لئے تیار ہو جائے گا"۔ شنکارہ نے کہا تو عمران نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ لئے۔

"حیرت ہے۔ شب دیجور کی اولاد نے تم جیسی شیطانی ذریت کا ساتھ دینے کی حامی بھر لی ہے اور مجھے بتایا تک نہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اسے میری طاقتوں کا صحیح معنوں میں اندازہ ہو گیا ہے"۔ شنکارہ

نے کہا تو عمران کا منہ بن گیا۔

"طاقتیں۔ ہونہہ۔ تم جیسی شیطانی ذریت کی طاقتوں کا مجھے سر کچلنا آتا ہے۔ بہتر ہے یہاں سے واپس چلی جاؤ۔ تم میرے ساتھ جو شیطانی کھیل کھیل رہی ہو اس سے خود ہی باز آجاؤ ورنہ میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتی"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے دھمکی دے رہے ہو"۔ شنکارہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جو چاہے سمجھو۔ لیکن تم نہیں جانتی میں جو کہتا ہوں وہ کر دکھاتا ہوں"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"تب تو مجھے واقعی تم سے ڈرنا چاہئے"۔ شنکارہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کی ہنسی بے حد مکروہ اور طنز آمیز تھی۔

"ڈرنا ہی تمہارے لئے اچھا ہو گا۔ ورنہ......."۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"ورنہ کیا۔ کیا تم پھر مجھے کسی بوتل میں قید کر دو گے"۔ شنکارہ نے کہا۔

"اس بار میں تمہیں بوتل میں نہیں جہنم واصل کروں گا شنکارہ"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی شنکارہ کے انداز اور اس کی باتوں پر غصہ آ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں یہاں سے چلی جاتی ہوں مگر میری باتوں پر غور کرنا اور ہاں۔ جانے سے پہلے میں تمہیں ایک بات اور بتا دوں

تمہارے ساتھیوں کو میں نے افریقہ کے جنگلوں کے ایک جزیرے پر پہنچا دیا ہے۔ ایسے جزیرے پر جہاں ان کے لئے قدم قدم پر موت ہے"۔ شنکارہ نے کہا تو عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" کن ساتھیوں کی بات کر رہی ہو تم"۔ عمران نے اس کی جانب غضبناک نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی۔ جن کے تم باس بھی ہو اور لیڈر بھی"۔ شنکارہ نے کہا تو عمران کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر رہ گیا۔

" شنکارہ۔ اگر میرے ساتھیوں کو معمولی سی بھی آنچ آئی تو یاد رکھنا میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا کہ تم صدیوں تک بلبلاتی رہو گی"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اب ان کا کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب تک شاید اس موت کے جزیرے پر وہ سب ہلاک ہو چکے ہوں گے اور ان کی لاشوں کو وہاں کے جانور بھنبھوڑ رہے ہوں گے"۔ شنکارہ نے اس انداز میں کہا تو عمران تلملا کر رہ گیا۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا اسی لمحے کال بیل بج اٹھی تو عمران کے ساتھ ساتھ شنکارہ بھی چونک اٹھی۔

" اوہ۔ مکاشو آیا ہے۔ جاؤ جا کر اس کے لئے دروازہ کھولو"۔ شنکارہ نے کہا تو عمران ایک بار پھر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا پھر اچانک شنکارہ وہاں سے غائب ہو گئی۔

" تم بہت غلط کر رہی ہو شنکارہ۔ انجانے میں تم نے شیروں کی

کچھار میں آ گئی ہو جس کا تمہیں بھیانک خمیازہ بھگتنا پڑے گا"۔ عمران نے کہا اور پھر وہ ڈرائینگ روم سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں شنکارہ کے کہنے کے مطابق جوزف موجود تھا۔ عمران نے دروازہ کھولا تو باہر واقعی جوزف ہی موجود تھا جس کے چہرے پر سنجیدگی اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

" اندر آؤ"۔ عمران نے اسے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" یس باس"۔ جوزف نے کہا اور اندر آ گیا۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور پلٹ کر جوزف کو گھورنے لگا جو اس کے سامنے مؤدب ہو کر کھڑا ہو گیا تھا۔

" تو تم نے شنکارہ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا ہے"۔ عمران نے اس کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر جوزف چونک پڑا۔

" آپ کو کیسے معلوم ہوا باس۔ مم میں ......"۔ جوزف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" جوزف"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" یس۔ یس باس"۔ جوزف نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تم نے تو کہا تھا کہ شنکارہ اگلے نو برس تک بوتل سے آزاد نہیں ہو سکے گی"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"۔ جوزف نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر وہ آزاد کیسے ہو گئی"۔ عمران نے کہا۔

"اس نے مجھے بتایا تھا باس کہ چاندی کی بوتل میں ملاوٹ تھی جو زہریلی دلدل میں گل گئی اور جس کی وجہ سے وہ بوتل سے آزاد ہو گئی"۔ جوزف نے کہا۔

"ہونہہ۔ کیا تم بوتل کو چیک کر کے نہیں لا سکتے تھے"۔ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

"میں نے جس انٹیک شاپ سے بوتل خریدی تھی اس نے مجھے گارنٹی دی تھی کہ بوتل خالص چاندی کی ہے اور سو سال سے زیادہ پرانی ہے"۔ جوزف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس بدبخت بدروح نے میرا جینا حرام کر دیا ہے۔ نہ میں کچھ کھا سکتا ہوں اور نہ پی سکتا ہوں۔ پینے کے لئے پانی اٹھاتا ہوں تو وہ بھاپ بن کر اڑ جاتا ہے۔ کچھ کھانا چاہوں تو میرے سامنے غلاظت کا ڈھیر لگ جاتا ہے یا پھر کھانے کی چیز ہی جل جاتی ہے"۔ عمران نے کہا تو جوزف چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں باس"۔ جوزف نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"وہی جو تم سن رہے ہو۔ اس بدبخت نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو بھی غائب کر کے افریقہ کے جنگلوں میں پہنچا دیا ہے"۔ عمران نے کہا تو جوزف کا رنگ اور زیادہ سیاہ پڑ گیا۔

"اوہ۔ کیا شنکارہ یہاں آئی تھی"۔ جوزف نے کہا۔

"ہاں۔ جب تم نے بیل بجائی تھی تو اسی نے مجھے تمہاری آمد کے بارے میں بتایا تھا اور پھر غائب ہو گئی تھی"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ مگر وہ یہاں کیوں آئی تھی۔ اس نے تو مجھے کہا تھا کہ وہ آپ کا سامنا نہیں کرے گی۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ میں آپ کے پاس جاؤں اور آپ سے اس کے بارے میں بات کروں۔ پھر وہ خود یہاں کیسے آ سکتی ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"تو کیا میں بکواس کر رہا ہوں"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نن۔ نہیں باس۔ مم۔ میں......"۔ عمران کو غصے میں دیکھ کر جوزف سہم کر رہ گیا۔

"پہلے تم مجھے بتاؤ کہ تم نے اس کا ساتھ دینے کی حامی کیوں بھری ہے۔ کیا تم اس سے ڈر گئے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔ میں شنکارہ سے نہیں ڈرتا۔ مگر......"۔ جوزف کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"مگر کیا"۔ عمران نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں باس"۔ جوزف نے کہا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر کاغذ کا ایک پرزہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ کیا ہے"۔ عمران نے اس سے کاغذ لیتے ہوئے کہا۔

"پڑھ لیں باس"۔ جوزف نے کہا۔ عمران نے کاغذ سیدھا کیا۔ ل پر جوزف نے لکھا تھا باس شنکارہ واپس آ گئی ہے۔ میں اس

سلسلے میں آپ سے بات کرنے آیا ہوں ۔ وہ آپ کے فلیٹ میں بھ سکتی ہے ۔ اسے فلیٹ میں آنے سے روکنے کے لئے آپ فلیٹ م اگر بتیاں جلا کر خوشبو پھیلا دیں ۔ خوشبو کی موجودگی میں شنکارہ ا فلیٹ سے دور رہنے پر مجبور ہو جائے گی ۔ شنکارہ ہماری باتیں سن سمجھ سکتی ہے پڑھ نہیں سکتی اس لئے میں یہ باتیں تحریر کر کے ا ہوں ۔

" ٹھیک ہے ۔ تم یہیں رکو میں ابھی آتا ہوں " ۔ عمران نے کہا جوزف نے سکون کا سانس لیتے ہوئے اثبات میں سرہلا دیا ۔ تحریر کر عمران کے چہرے پر غصہ کم پڑ گیا تھا ۔ وہ دوبارہ ڈائننگ روم م گیا جہاں سلیمان قالین پر اسی طرح بے ہوش پڑا ہوا تھا ۔

" لوگ ڈائننگ روم میں کھانا کھاتے ہیں اور یہ یہاں آرام کر ہے " ۔ عمران نے منہ بنا کر کہا پھر اس نے جوزف کو آواز دی جوزف فوراً وہاں آ گیا ۔

" یس باس " ۔ جوزف نے کہا ۔

" اسے ہوش میں لاؤ " ۔ عمران نے کہا تو جوزف سرہلا کر آگے ب اور سلیمان پر جھک گیا ۔ اس نے ایک ہاتھ سلیمان کے منہ پر ر اور دوسرے ہاتھ سے اس کی ناک پکڑ کر اس کا سانس روک د جیسے ہی سلیمان کا دم گھٹا اس کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں ۔ اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر جو نے ہاتھ ہٹا لئے اور اٹھ کر پیچھے ہٹ گیا ۔

" یہ ۔ یہ کیا ۔ مجھے کیا ہوا تھا " ۔ سلیمان نے جلدی سے اٹھتے ہوئے کہا ۔

" تمہیں نولی فوبیا ہو گیا تھا " ۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" نولی فوبیا ۔ یہ نولی فوبیا کیا ہوتا ہے " ۔ سلیمان نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔

" تمہارا سر ہوتا ہے ۔ ادھر دیکھو میری طرف " ۔ عمران نے کہا ۔

" آپ کی طرف میں بعد میں دیکھوں گا پہلے یہ بتائیں یہ کالا دیو یہاں کیا کر رہا ہے اور مجھ پر کیوں جھکا ہوا تھا " ۔ سلیمان نے جوزف کی طرف ترچھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا ۔

" اسے میں نے تمہاری گردن مروڑنے کے لئے کہا تھا لیکن اس سے پہلے کہ یہ تمہارا گلا دباتا تم ہوش میں آ گئے اس لئے یہ پیچھے ہٹ گیا " ۔ عمران نے کہا ۔

" ہونہہ ۔ یہ میرا گلا دبا کر تو دیکھے میں ٹکر مار کر اس کی ناک نہ توڑ دوں گا " ۔ سلیمان نے کہا ۔

" اپنا منہ بند رکھو بندر کی اولاد ۔ اگر باس کا لحاظ نہ ہوتا تو میں واقعی تمہاری گردن توڑ دیتا " ۔ سلیمان کی بات سن کر جوزف نے بھی غصے میں آتے ہوئے کہا ۔

" بندر کی اولاد ۔ تم نے مجھے بندر کی اولاد کہا ۔ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا ۔ میں تمہیں جان سے مار دوں گا " ۔ سلیمان نے غصے سے چیختے ہوئے کہا ۔ وہ جارحانہ انداز میں جوزف کی طرف بڑھا ۔ اسے

آگے بڑھتا دیکھ کر جوزف نے بھی مکا بنا لیا تھا۔

" سلیمان "۔ عمران نے اچانک اس قدر سرد لہجے میں کہا کہ سلیمان کے ساتھ ساتھ جوزف بھی ٹھٹھک کر رہ گیا۔

" جج ۔ جی صاحب "۔ سلیمان نے سہم کر کہا۔

" میری طرف دیکھو "۔ عمران نے کہا تو سلیمان عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ عمران آئی کوڈ میں اس سے کچھ کہہ رہا تھا۔ ٹریننگ کے دوران عمران نے اسے آئی کوڈ کو سمجھنے اور سمجھانے کا طریقہ بھی سکھا دیا تھا۔

" لیکن صاحب "۔ سلیمان نے عمران کے آئی کوڈ کو سمجھتے ہوئے کہا۔

" جو کہا ہے وہ کرو ۔ جلدی "۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے صاحب ۔ لیکن اس کے لئے مجھے بازار جانا پڑے گا"۔ سلیمان نے کہا۔

" تو جاؤ ۔ یہاں کھڑے کھڑے میرا منہ کیوں دیکھ رہے ہو"۔ عمران نے اپنے مخصوص موڈ میں آتے ہوئے کہا۔

" میں آپ کا نہیں اس کالے بھوت کا منہ دیکھ رہا تھا جس پر زمانے بھر کی پھٹکار برس رہی ہے"۔ سلیمان نے منہ بنا کر کہا تو جوزف کا خون کھول اٹھا جبکہ عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" اس سے پہلے کہ یہ کالا دیو اپنی پھٹکار تمہارے منہ پر مار دے یہاں سے چلے جاؤ ۔ مجھے اس سے ضروری باتیں کرنی ہیں"۔ عمران

نے کہا تو سلیمان جوزف کو گھورتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

" باس ۔ آپ نے خواہ مخواہ اسے سر پر چڑھا رکھا ہے ۔ کسی روز میں اس پر اپنے دونوں ریوالوروں کی گولیاں خالی کر دوں گا"۔ سلیمان کے جانے کے بعد جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" یہی بات اگر میں تم سے کہوں تو"۔ عمران نے اسے گھور کر کہا۔

" میں نے کیا کیا ہے باس"۔ جوزف نے جلدی سے کہا۔

" یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے ۔ اگر پہلے ہی احتیاط کر لیتے اور دیکھ بھال کر بوتل خرید لیتے تو شنکارہ اس طرح ہمارے سروں پر مسلط نہ ہوتی"۔ عمران نے کہا تو جوزف نے سر جھکا دیا۔

" سوری باس"۔ جوزف نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

" ہونہہ ۔ سوری ۔ اب سوری کرنے کا کیا فائدہ ۔ اس نے سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کو نجانے کہاں پہنچا دیا ہے اور معلوم نہیں وہ کس حال میں ہوں گے"۔ عمران نے کہا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" اگر آپ شنکارہ کا ساتھ دینے کے لئے رضامند ہو جائیں تو ان کو کچھ نہیں ہو گا باس"۔ جوزف نے دھیمے لہجے میں کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

" کیا ۔ کیا کہا تم نے"۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

" سوری باس ۔ لیکن یہ حقیقت ہے ۔ ہمیں اس بار شنکارہ کی

بات مانی ہو گی ۔ پھول وتی کا جسم ختم ہونے کی وجہ سے وہ دوبارہ بدروح بن چکی ہے ۔ اب نہ اس بدروح کو قید کیا جا سکتا ہے اور نہ اسے فنا کیا جا سکتا ہے ۔ اگر ہم نے اس کی بات نہ مانی تو وہ اسی طرح ہمارے ساتھ شیطانی کھیل کھیلتی رہے گی اور اس کے ساتھ ساتھ وہ پاکیشیا کے بے گناہ اور معصوم لوگوں پر بھی قیامت ڈھا دے گی"۔ جوزف نے کہا۔

"کیسی قیامت"۔ عمران نے چونک کر کہا تو جوزف عمران کو شنکارہ کے آنے اور اس سے کی ہوئی باتوں کے بارے میں تفصیل سے بتانے لگا جسے سن کر عمران جیسے انسان کی پیشانی پر بھی لاتعداد شکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا۔

زاشال جہاز کے اونچے مستول پر کھڑا آنکھوں سے دوربین لگائے سمندر میں دیکھ رہا تھا ۔ اس کی نظریں دور سمندر میں نظر آنے والی ایک سیاہ پٹی پر جمی ہوئی تھیں ۔ اس کے قریب اس کی شیطانی ذریت شیگال موجود تھا جو اس وقت ایک نوجوان کے روپ میں تھا ۔ اس نے جہاز کے عملے کا مخصوص لباس پہن رکھا تھا۔

زاشال نے ہی اسے مجسم ہو کر اور اس لباس میں رہ کر اپنے سامنے آنے کا حکم دیا تھا تاکہ وہ اس کے ساتھ صلاح مشورہ کر سکے اور اسے شیگال کو بار بار بلانے کے لئے منتر نہ پڑھنے پڑیں ۔ زاشال نے شیگال کے کہنے پر جہاز کو واپس کافرستان کی طرف موڑ دیا تھا ۔ شیگال نے اسے بتا دیا تھا کہ شنکارہ کو پاکیشیا کے دورشیوں نے چالاکی اور عقل مندی سے چاندی کی ایک بوتل میں قید کر دیا تھا اور پھر چاندی کی اس بوتل کو جس میں شنکارہ قید تھی گنڈاپ کی ایک بدروح ساکالی چھین کر لے گئی تھی ۔ شیگال نے زاشال کو بتایا تھا کہ اب

شنکارہ اس بوتل سے کئی سالوں تک آزاد نہیں ہو سکے گی جس لئے اس کا افریقہ کے جنگلوں میں جانا بے کار تھا۔

شنکارہ کی قید کا احوال سن کر زاشال مایوس ہو گیا تھا۔ اس علاوہ شیگال نے زاشال کو یہ بھی بتایا تھا کہ افریقہ کے جنگلوں موجود سامی گان قبیلے کے سردار زکاٹا کو اس کی آمد کی خبر مل چکی ہے اس نے طاقت دیوتا اور شالاگ کو ہلاک کر کے ان کی تمام شیطا طاقتوں پر قبضہ کر لیا تھا جس کی وجہ سے وہ انتہائی طاقتور ہو گیا تھ سردار زکاٹا اس کے خلاف دھکشو جادو کا استعمال کرنے والا تھا ج سے وہ سمندر میں خوفناک طوفان لا سکتا تھا اور اس طوفان میں اس جہاز تنکوں کی طرح بکھر سکتا تھا۔ دھکشو جادو سے زاشال خود کو تو سکتا تھا لیکن جہاز میں اس کے جو پجاری اور وائلڈ کمانڈوز موجود وہ ضرور ہلاک ہو جاتے۔

زاشال کو چونکہ اپنے پجاریوں اور وائلڈ کمانڈوز کی بے ضرورت تھی اس لئے اس نے انہیں دھکشو جادو سے بچانے کے ل جہاز کو واپس موڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ کافرستان واپس جا کر ا عمل کرنا چاہتا تھا کہ وہ کسی طرح گنڈاپ کی دلدلوں سے ا چاندی کی بوتل کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے جس می شنکارہ کو قید کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس کے حکم سے جہاز کو واپ کافرستان جانے کے لئے موڑ لیا گیا تھا۔ لیکن ابھی جہاز کافرستان پہ بھی نہ تھا کہ زاشال کے سامنے اس کے کیبن میں ایک بار پھر شیگا

آ گیا۔ اس نے زاشال کو ایک ایسی بات بتائی جسے سن کر زاشال حیرت زدہ رہ گیا تھا۔

شیگال نے زاشال کو بتایا تھا کہ شنکارہ کو چاندی کی جس بوتل میں قید کیا گیا تھا وہ بوتل گنڈاپ کی زہریلی دلدل میں گل رہی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اگر بوتل اسی طرح گلتی رہی تو وہ گل کر بالکل ختم ہو جائے گی اور اس میں قید شنکارہ آزاد ہو جائے گی۔ زاشال جب تک کافرستان پہنچے گا اور اس بوتل کو حاصل کرنے کے جاپ کرے گا اس وقت تک شنکارہ بوتل سے آزاد ہو کر واپس افریقہ کے جنگلوں میں پہنچ جائے گی۔ افریقہ کے جنگلوں میں پہنچ کر شنکارہ کو اس لڑکی کا جسم حاصل کرنے میں زیادہ دن نہیں لگیں گے جس میں سما کر وہ دوبارہ زندہ ہو سکتی تھی۔ شنکارہ اگر زندہ ہو جاتی تو زاشال اسے کسی بھی صورت میں قابو میں نہیں کر سکتا تھا بلکہ زندہ ہونے کے بعد شنکارہ شاید اسے بھی ہلاک کر ڈالتی۔

شیگال کی یہ باتیں سن کر زاشال نے جہاز کے کپتان کو ایک بار پھر جہاز افریقہ کی طرف لے جانے کا حکم دیا تھا۔ جہاز کا کپتان زاشال کے بار بار حکم بدلنے پر حیران ضرور ہوا تھا لیکن وہ چونکہ زاشال کا حکم ماننے پر مجبور تھا اس لئے اس نے فوراً زاشال کے حکم سے جہاز موڑ لیا تھا اور جہاز ایک بار پھر افریقہ کی طرف رواں دواں ہو گیا تھا۔ شیگال نے زاشال کو مشورہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ جہاز کو سیدھا افریقہ کے ان جنگلوں کی طرف نہ لے جائے جہاں سردار زکاٹا کی حکمرانی تھی بلکہ

وہ جہاز کو ان جنگلوں سے دور ایک ماری کٹ نامی جزیرے پر لے جائے ۔ ایک تو زاشال اس جزیرے کی طرف جائے گا تو اس کی خبر سردار زکاٹا کو نہیں ہو گی اور وہ اس کے خلاف دھکشو جادو کا استعمال نہیں کر سکے گا ۔ دوسرے اس جزیرے میں رہ کر زاشال سردار زکاٹا اور سامی گان قبیلے کے وحشیوں کے ساتھ لڑنے اور ان پر غلبہ پانے کا عمل کر سکتا تھا۔

اس کے علاوہ زاشال اس جزیرے پر پہنچ کر آسانی سے نظر رکھ سکتا تھا اور پھر جیسے ہی شنکارہ جنگلوں میں پہنچتی زاشال اسے قابو کرنے کے لئے فوراً ان جنگلوں میں پہنچ سکتا تھا اس لئے زاشال نے شیگال کے کہنے پر ماری کٹ جزیرے پر جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ شیگال مجسم حالت میں زاشال کے ساتھ تھا ۔ وہ زاشال کو ماری کٹ جزیرے تک پہنچنے کے بارے میں بتاتا تھا اور زاشال جہاز کے کپتان کو ہدایات دیتا تھا۔

" کیا یہی ہے وہ ماری کٹ جزیرہ"۔ زاشال نے آنکھوں سے دور بین ہٹا کر شیگال کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

" جی آقا ۔ یہی ہے وہ جزیرہ"۔ شیگال نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

" کیا تمہیں یقین ہے کہ شنکارہ اس جزیرے پر ضرور آئے گی" زاشال نے کہا۔

" جی آقا ۔ شنکارہ کا اس جزیرے پر آنا اٹل ہے لیکن آقا وہ یہاں اکیلی نہیں ہو گی ۔ اس کے ساتھ مہذب دنیا کے چند افراد بھی ہو

گے"۔ شیگال نے جواب دیا۔

" مہذب دنیا کے افراد"۔ زاشال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں ان افراد کی بات کر رہا ہوں آقا جنہوں نے شنکارہ کو بوتل میں قید کیا تھا"۔ شیگال نے کہا۔

" اوہ ۔ مگر وہ لوگ یہاں کیوں آئیں گے"۔ زاشال نے کہا۔

" یہ میں نہیں جانتا آقا ۔ مگر یہ حقیقت ہے ۔ شنکارہ انہی کے ساتھ یہاں آئے گی اور پھر انہی کے ساتھ بڑے جنگلوں میں جائے گی"۔ شیگال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ ۔ تم کیا کہتے ہو ۔ شنکارہ یہاں کب تک آئے گی"۔ زاشال نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

" یہ بتانا میرے لئے مشکل ہے آقا ۔ شنکارہ مہان طاقتوں کی مالکہ ہے ۔ اس کے ارادوں کے بارے میں، میں تو کیا کوئی بھی معلوم نہیں کر سکتا"۔ شیگال نے کہا تو زاشال نے ہونٹ بھینچ لئے ۔ اس نے پھر آنکھوں سے دور بین لگائی اور اس سیاہ پٹی کو دیکھنے لگا جو پاس آتی جا رہی تھی ۔ اب اسے جزیرے کے آثار اور جزیرے پر موجود ہریالی بھی نظر آنا شروع ہو گئی تھی۔

" آقا "۔ اچانک شیگال نے زاشال سے مخاطب ہو کر کہا تو زاشال آنکھوں سے دور بین ہٹا کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا ۔ شیگال کے چہرے پر اسے بے چینی سی نظر آ رہی تھی۔

" کیا بات ہے ۔ تم اس قدر بے چین کیوں ہو رہے ہو"۔ زاشال

نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" اگر آپ کی اجازت ہو تو میں ایک نظر اس جزیرے کو جا کر دیکھ آؤں "۔ شیگال نے کہا۔

" کیوں ۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے "۔ زاشال نے اس کی بات سن کر چونکتے ہوئے کہا۔

" میں پہلے جب اس جزیرے پر گیا تھا تو اس وقت جزیرہ غیر آباد تھا وہاں جنگلی جانوروں اور پرندوں کے سوا کچھ نہیں تھا لیکن اب مجھے محسوس ہو رہا ہے جیسے وہاں چند انسان موجود ہیں "۔ شیگال نے کہا۔ اس کی نظریں دور جزیرے پر جمی ہوئی تھیں جیسے وہ بغیر دوربین کے اس جزیرے پر جھانک رہا ہو۔

" انسان ۔ کون ہیں وہ "۔ زاشال نے چونک کر کہا۔

" میں یہی معلوم کرنے وہاں جانا چاہتا ہوں آقا "۔ شیگال نے کہا۔

" اوہ ۔ ٹھیک ہے ۔ جاؤ ۔ دیکھو کون لوگ ہیں وہ اور اس جزیرے پر کیا کرنے آئے ہیں "۔ زاشال نے کہا تو شیگال نے سر ہلا اور پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں ۔ اچانک ہلکی سی روشنی چمکی او شیگال وہاں سے غائب ہو گیا۔

" ہونہہ ۔ وہ موت کا جزیرہ ہے ۔ اس جزیرے پر ہمارے سوا کوا جا سکتا ہے "۔ زاشال نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ اس نے آنکھوں سے دوربین لگائی اور جزیرے کو کلوز کرنے لگا ۔ دوربین جدید اور لانگ

رینج کی تھی لیکن ابھی جزیرہ چونکہ بے حد دور تھا اس لئے دوربین کو فوکس کرنے کے باوجود بھی اسے وہاں درخت اور ہریالی کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

" میں آ گیا ہوں آقا "۔ اچانک اسے شیگال کی آواز سنائی دی تو زاشال اچھل پڑا جیسے اس کے قدموں میں بم آ پھٹا ہو ۔ اس نے پلٹ کر دیکھا شیگال وہاں موجود تھا۔

" تم ۔ تم اتنی جلدی واپس آ گئے "۔ زاشال نے اس کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" میں اس جزیرے کو صرف ایک نظر دیکھنے گیا تھا آقا "۔ شیگال نے کہا۔

" اوہ ہاں ۔ کیا خبر لائے ہو "۔ زاشال نے سر ہلا کر جلدی سے کہا۔

" اس جزیرے پر آٹھ انسان موجود ہیں آقا ۔ ان میں سات مرد ہیں ور ایک لڑکی ہے "۔ شیگال نے کہا۔

" سات مرد اور ایک لڑکی ۔ کون ہیں وہ "۔ زاشال نے کہا۔

" یہ ابھی میں نے معلوم نہیں کیا آقا کہ وہ کون ہیں اور کہاں سے ئے ہیں "۔ شیگال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیوں معلوم نہیں کیا ۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ ان کے رے میں معلوم کر کے آنا اور یہ دیکھنا کہ وہ اس جزیرے پر کیا نے آئے ہیں "۔ زاشال نے اس کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھتے ئے کہا۔

"مم۔ میں ابھی معلوم کر کے آتا ہوں آقا"۔ زاشال کو غصے میں دیکھ کر شیگال نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جاؤ۔ جلدی جاؤ اور ہاں۔ ان کے بارے میں معلومات لے کر انہیں وہیں ہلاک کر دینا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس جزیرے پر صرف میں، میرے پجاری اور وائلڈ کمانڈوز ہی ہوں۔ ان کے علاوہ میں وہاں کسی اور انسان کا وجود برداشت نہیں کر سکتا"۔ زاشال نے کہا۔

"لل۔ لیکن آقا"۔ شیگال نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا"۔ زاشال نے اس سے گھور کر پوچھا۔

"میں کسی انسان کو ہلاک کیسے کر سکتا ہوں۔ اگر میں نے کس انسان کو ہلاک کیا اور اس انسان کے خون کا ایک چھینٹا بھی مجھ پر گیا تو میں فنا ہو جاؤں گا"۔ شیگال نے جلدی سے کہا تو زاشال بر طرح سے چونک پڑا۔

"اوہ ہاں۔ یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔ بہر حال تم جا کر ا لوگوں کے بارے میں معلوم کرو۔ میں ان کو ہلاک کرنے کا کو اور بندوبست کر لوں گا"۔ زاشال نے کہا۔

"جو حکم آقا"۔ شیگال نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پھ اچانک وہاں سے غائب ہو گیا۔

جولیا نے ایک جھرجھری لی اور یکدم آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے ہی لمحے وہ خود کو اپنے فلیٹ کی بجائے بدلی ہوئی جگہ پر دیکھ کر بے اختیار چونک پڑی تھی۔ ہر طرف دن کی تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی اور اس کے سامنے وسیع و عریض ٹھاٹھیں مارا ہوا سمندر نظر آرہا تھا۔ جولیا تیزی سے اٹھ بیٹھی۔ اس نے دیکھا وہ ساحل کے کنارے گیلی ریت پر پڑی تھی اور اس کے دائیں بائیں سیکرٹ سروس کے ممبر الٹے سیدھے انداز میں پڑے تھے۔ ان سب کے لباس پانی میں بھیگے ہوئے اور ریت سے بھرے ہوئے تھے۔ سمندر کی لہریں ان کے اوپر سے گزر رہی تھیں۔

"یہ۔ یہ کون سی جگہ ہے"۔ جولیا کے منہ سے نکلا۔ اس نے گھوم کر دیکھا اس کے عقب میں ہر طرف درخت ہی درخت تھے اور زمین پر مختلف اقسام کی چھوٹی بڑی جھاڑیوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ یوں

لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی بہت بڑا جنگل ہو۔ جنگل کا نام ذہن میں آتے ہی جولیا کے ذہن میں پچھلا منظر کسی فلم کے سین کی طرح گھوم گیا جب وہ اور سیکرٹ سروس کے ممبران اس بحث میں الجھے ہوئے تھے کہ انہیں جولیا کے فلیٹ میں فون کر کے کس نے بلایا تھا۔ پھر اچانک وہاں ساکالی آ گئی تھی۔ وہی ساکالی بدروح جو جوزف سے اس بوتل کو چھین کر لے گئی تھی جس میں جوزف نے شنکارہ کو قید کیا تھا۔

ساکالی نے انہیں بتایا تھا کہ چاندی کی بوتل میں کھوٹ ہونے کی وجہ سے بوتل زہریلی دلدل میں گل سڑ کر ختم ہو گئی تھی جس کی وجہ سے شنکارہ اس بوتل سے آزاد ہو گئی ہے اور اس نے اسے یہاں بھیجا تھا۔ ساکالی نے ہی ان سب کو جولیا کے فلیٹ میں فون کر کے بلایا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ شنکارہ نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ ان سب کو افریقہ کے جنگلوں میں پہنچا دے۔ پھر ساکالی سے وہ بات کر ہی رہے تھے کہ ساکالی نے نجانے کیا کیا کہ ایک لمحے کے لئے ان کی آنکھیں تیز روشنی سے خیرہ سی ہو گئی تھیں۔ پھر اس کا ذہن زور سے چکرایا اور پھر اس کے ذہن میں اندھیرا بھرتا چلا گیا جس کے بعد اسے اب ہوش آیا تھا اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت کسی جزیرے کے ساحل پر موجود تھی۔

"اوہ۔ کیا ساکالی نے ہمیں ماورائی طاقتوں سے واقعی افریقہ کے جنگلوں میں پہنچا دیا ہے"۔ جولیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ اسی

لمحے اس نے تنویر کے جسم میں حرکت دیکھی۔ دوسرے لمحے اسے ہوش آگیا اور وہ خود کو بدلی ہوئی جگہ پر دیکھ کر بری طرح سے چونک پڑا۔

"یہ۔ یہ ہم کہاں آ گئے ہیں"۔ تنویر کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ پھر ایک ایک کر کے ان کے سب ساتھیوں کو ہوش آگیا اور وہ خود کو جولیا کے فلیٹ کی بجائے کسی جنگل میں ساحل پر دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔ ان سب کے منہ سے بھی جولیا اور تنویر کی طرح کے ہی الفاظ نکلے تھے کہ ہم کہاں آ گئے ہیں اور یہ کون سی جگہ ہے۔

"لگتا ہے ساکالی نے ہمیں واقعی افریقہ کے جنگلوں کے کسی ساحل پر لا پھینکا ہے"۔ صفدر نے پریشانی کے عالم میں کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"افریقہ کے جنگلوں میں"۔ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم نے ساکالی کا آخری جملہ نہیں سنا تھا کہ اب ہم افریقہ کے جنگلوں میں جانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ پھر اس نے ہماری طرف ہاتھ جھٹکے تھے اور کمرے میں تیز روشنی بھر گئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ہم چکرا کر گر پڑے تھے اور بے ہوش ہو گئے تھے۔ اب یہ ساحل اور پیچھے جنگل ہے جس کا صاف مطلب ہے کہ ہم سب افریقہ کے جنگلوں میں پہنچ چکے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ کیا ساکالی اتنی زبردست ساحرہ ہے کہ اس نے ہمیں چند

ہی لمحوں میں افریقہ کے جنگلوں میں لا پھینکا ہے ۔ میری گھڑی کے مطابق ہمیں بے ہوش ہوئے زیادہ سے زیادہ بیس منٹ ہوئے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ اس کے لہجے میں ابھی تک حیرت تھی

" ساکالی ماورائی طاقتوں کی مالکہ شنکارہ کی کنیز ہے ۔ ساکالی جیسی بدروح اگر ہمیں بیس منٹوں میں سینکڑوں میل دور افریقہ کے جنگلوں میں پہنچا سکتی ہے تو خود ہی اندازہ لگا لو کہ شنکارہ کس قدر خوفناک ہو سکتی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

" لیکن ساکالی نے ہمیں یہاں کیوں لا پھینکا ہے"۔ تنویر نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

" تم نے سنا نہیں تھا ساکالی نے کیا کہا تھا"۔ جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

" کیا کہا تھا"۔ تنویر نے پوچھا۔

" اس نے کہا تھا کہ شنکارہ آزاد ہو چکی ہے اور ہم سب کو اسی کے حکم سے افریقہ کے جنگلوں میں پہنچانا چاہتی ہے ۔ پچھلی بار جب شنکارہ اسی طرح ہم پر سحر کر کے پاکیشیا کی مشرقی پہاڑیوں میں لے گئی تھی اس نے کہا تھا کہ وہ ہم سب کو افریقہ کے جنگلوں میں پہنچا دے گی جب عمران کو ہمارے بارے میں علم ہو گا کہ ہم افریقہ کے جنگلوں میں ہیں تو وہ ہمارے لئے لامحالہ یہاں آئے گا اور پھر شنکارہ اسے اپنے مقصد کے لئے استعمال کرے گی"۔ جولیا نے کہا۔

" یعنی وہ عمران کے ذریعے اس حنوط شدہ لاش تک پہنچنا چاہتی ہے جس میں سما کر اس کے کہنے کے مطابق وہ ہمیشہ کی زندگی پا سکتی ہے"۔ تنویر نے کہا۔

" ہاں ۔ اور اس نے یہ بھی کہا تھا کہ اس حنوط شدہ لاش کو اس کے لئے عمران اور جوزف ہی پہاڑوں کے نیچے سے نکال کر لا سکتے ہیں"۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

" ہونہہ ۔ تو کیا ہم عمران اور جوزف کا یہاں آنے کا انتظار کرتے رہیں گے"۔ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

" تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے مس جولیا ۔ اگر ہم واقعی افریقہ کے جنگلوں میں ہیں تو یہ مت بھولیں کہ ہم پاکیشیا سے ہزاروں میل دور ہیں ۔ بے ہوش ہوتے وقت ہمارے مشین پسٹل بھی آپ کے فلیٹ میں گر گئے تھے ۔ یہاں ہم تہی دست ہیں ۔ پھر یہ جنگل اور یہاں کا ماحول ۔ ہم یہاں کیسے رہ سکتے ہیں"۔ خاور نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

" تو پھر ہم کیا کریں ۔ ساکالی نے ہمیں ماورائی طاقتوں سے کام لے کر یہاں پھینکا ہے ۔ ہم میں سے کوئی ماورائی طاقتوں کا مالک تو نہیں جو ہم سب کو اسی طرح منٹوں میں واپس پاکیشیا پہنچا دے"۔ جولیا نے کہا۔

" ہمیں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہو گا ۔ افریقہ کے جنگل اسرار کے ساتھ ساتھ خوفناک اور خطرناک درندوں سے بھرے ہوئے ہیں ۔ یہاں کے حشرات الارض ہی اس قدر زہریلے ہوتے ہیں جن کا کاٹا پانی

نہیں مانگتا۔ پھر اس خطرناک ماحول میں ہم کیسے رہ سکتے ہیں"۔ تنویر نے کہا۔

"ہونہہ۔ تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے ساکالی بدروح سے میں نے کہا تھا کہ وہ ہمیں یہاں پہنچا دے اور میں یہاں رہنے کا ارادہ لے ہی تو آئی ہوں"۔ جولیا نے تنک کر کہا۔

"آپ سمجھیں نہیں مس جولیا"۔ تنویر نے جلدی سے کہا۔

"تو تم ہی سمجھا دو"۔ جولیا نے اسی انداز میں کہا۔

"مس جولیا۔ تنویر کہنا چاہتا ہے کہ ہمیں کسی نہ کسی طرح یہاں سے نکلنا ہو گا۔ ہم ان جنگلوں میں بغیر اسلحے اور خوراک کے نہیں رہ سکتے"۔ چوہان نے تنویر کی باتوں کا مطلب سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ہے۔ اسلحے کے ساتھ ساتھ ہمیں یہاں رہنے کے لئے خوراک کی بھی ضرورت ہو گی"۔ صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"ان جنگلوں میں اگر پھل دار درخت ہوئے تو ہمارا خوراک کا مسئلہ تو حل ہو ہی جائے گا لیکن اسلحے کا کیا کیا جائے"۔ صدیقی نے کہا۔

"ان باتوں کی بجائے ہمیں پہلے یہ معلوم کرنا ہو گا کہ ہم افریقہ کے کس حصے میں ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس سے کیا ہو گا"۔ تنویر نے چونک کر کہا۔

"افریقہ کے شمالی اور جنوبی جنگل خطرناک درندوں اور زہریلے حشرات الارض کے لئے مشہور ہیں جبکہ جنوبی اور مغربی علاقوں میں جنگل تو ضرور ہیں مگر ان علاقوں کو افریقہ کے باسیوں نے پاک کر رکھا ہے۔ اگر واقعی شنکارہ ہمارے ذریعے عمران صاحب اور جوزف کو ان جنگلوں میں آنے کے لئے مجبور کرنا چاہتی ہے تو اس کے لئے اسے لامحالہ ہمیں زندہ رکھنا ہو گا۔ عمران صاحب جیسے ذہین انسان اس وقت تک شنکارہ کی بات نہیں مانیں گے جب تک وہ ہمارے زندہ ہونے کا شنکارہ سے ثبوت نہ حاصل کر لیں۔ جب عمران صاحب کو یقین ہو جائے گا کہ ہم زندہ ہیں اور واقعی افریقہ کے جنگلوں میں ہیں تو وہ شنکارہ کی بات مانیں گے ورنہ نہیں اور اس کے لئے شنکارہ کو ہر حال میں ہمیں زندہ رکھنا ہو گا۔ اگر وہ ہمیں زندہ رکھنا چاہتی ہے تو اس نے ساکالی کے ذریعے ہمیں جنوبی یا مغربی کناروں پر پھینکوایا ہو گا شمالی اور مشرقی جنگلوں میں نہیں۔ جہاں ہم فوراً موت کی آغوش میں پہنچ سکتے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ تو ہے۔ لیکن اب یہ کیسے پتہ چلایا جائے کہ ہم شمالی مشرقی جنگلوں میں ہیں یا جنوبی یا مغربی جنگلوں میں"۔ جولیا نے کہا۔

"سورج کا رخ دیکھ کر"۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک کر آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔ وہاں ہر طرف دن کی روشنی تو ضرور پھیلی ہوئی تھی مگر آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے جن میں سورج چھپا ہوا تھا۔

"لیکن یہاں تو بادل چھائے ہوئے ہیں"۔ تنویر نے کہا۔

"پھر انتظار کرو"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"انتظار۔ کس کا انتظار"۔ تنویر نے چونک کر کہا۔

"بادلوں کے چھٹنے کا"۔ کیپٹن شکیل نے مسکرا کر کہا تو اس جواب پر سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کیا بات ہے کیپٹن شکیل۔ تم ضرورت سے زیادہ ہی ب اور خوش نظر آ رہے ہو"۔ جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھ ہوئے کہا۔

"متفکر میں بھی ہوں مس جولیا۔ افریقہ کے جنگلوں میں طرح پہنچنے پر مجھے بھی حیرت ہے اور یہ بھی درست ہے کہ میں ک عرصے بعد آپ سب کے ساتھ کسی مشن میں شامل ہو رہا ہوں لی ہم سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ ہمیں جو ٹریننگ ملی ہے اس سے ہمیں سکھایا گیا تھا کہ ہمیں کسی بھی حال میں گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ ہم ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرنے اور ہر ماحول میں ضم ہونے طریقہ سکھایا گیا ہے۔ جب آپ کے ساتھ ایسے حالات پہلے بھی پیش چکے ہیں تو آپ سب اس بات سے کیوں گھبرا رہے ہیں کہ ہم ا خطرناک ماحول میں کیا کریں گے یا یہاں سے کیسے نکلیں گے کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہم اس ماحول سے گھبرا نہیں رہے اور نہ ہی ہمیں اس بات کا ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہو گا۔ حالات کے اچانک پلٹا کھا جانے

پریشانی فطری ہوتی ہے۔ ایسا ہی ہمارے ساتھ ہے۔ ہم یہاں آئے ہیں تو کچھ نہ کچھ کر کے ہی جائیں گے۔ کیا کریں گے یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ فی الحال تو ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ ہم کہاں ہیں۔ میرا مطلب ہے ہم افریقہ کے کس حصے میں ہیں اور ہمیں یہاں سے نکلنے کے لئے کیا کرنا ہے"۔ جولیا نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے جیسے وہ جولیا کی بات سے متفق ہوں۔

"واپسی کی راہیں ڈھونڈنے کے لئے میرا خیال ہے ہمیں جنگل کی طرف چلے جانا چاہئے اور کچھ نہیں تو جنگل میں جا کر ہم اپنے لئے مناسب جائے پناہ اور پھل دار درخت تو ڈھونڈ ہی سکتے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں واقعی۔ سمندر کے کنارے کسی غیبی امداد کا انتظار کرنے سے تو یہی بہتر ہے کہ ہم اپنی راہیں خود تلاش کریں"۔ چوہان نے کہا۔

"تو پھر چلو۔ یہاں باتیں کر کے وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ۔ جنگلوں میں اگر کوئی خطرہ ہوا تو ہم اس کا مقابلہ کرنے کی ہمت رکھتے ہیں۔ ویسے بھی تم سب کے بقول میں نے تم سب کو فلیٹ میں ایمرجنسی کا کہہ کر بلایا تھا تو تم خالی ہاتھ تو آئے نہیں ہو گے۔ فلیٹ میں ہمارے مشین پسٹلز ہی گرے تھے۔ ہمارا سائنسی اسلحہ تو ہمارے پاس ہی ہونا چاہئے"۔ جولیا نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے جس کا مطلب تھا کہ وہ جولیا کے فلیٹ میں ہر طرح

سے تیار ہو کر آئے تھے۔

"گڈ۔ تو پھر چلو"۔ جولیا نے انہیں سرہلاتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بھی مسکرا دیئے اور پھر وہ سب جنگل کی طرف بڑھنے لگے۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں کہ اچانک انہیں ہوا میں لہراتی ہوئی ایک آواز سنائی دی۔ اس آواز کو سن کر وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔

عمران دانش منزل میں آکر جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"خیریت۔ آج صبح صبح یہاں کا راستہ کیسے یاد آگیا"۔ بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"خدا کا خوف کھاؤ کالے صفر۔ دن کے گیارہ بج رہے ہیں اور تم اسے صبح صبح کا وقت کہہ رہے ہو"۔ عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"فراغت کے دنوں میں آپ کا راتوں کو دیر سے سونا اور پھر دن کو بلکہ دوپہر کے بعد اٹھنا آپ کے لئے صبح صبح کا ہی وقت ہوتا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"خیر ایسا بھی نہیں ہے"۔ رات کو دیر سے سوؤں اور دن کو دیر سے جاگوں نماز کی پابندی ضرور کرتا ہوں۔ پھر سوتے جاگتے سلیمان

کے ہاتھوں کی بنی ہوئی چائے پینے کی وجہ سے نہ دن کا پتہ چلتا ہے اور نہ رات کا۔ اس سوتے جاگنے کے عمل میں دن بھی کٹ جاتا ہے اور رات بھی"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔

"اس وقت آپ خاصے فریش نظر آ رہے ہیں۔ لگتا ہے رات سکون سے سوئے رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"سکون سے سوتا رہا تھا مگر اب شاید ایسا نہیں ہو گا"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ اب کیا ہو گیا ہے"۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ اس ہونے کے چکروں میں ہی تو میں اب تک کنوارہ پھر رہا ہوں۔ نہ مجھے کوئی رشتہ دینے کو تیار ہوتا ہے نہ میرا کسی سے نکاح ہوتا ہے اور تم تو جانتے ہو نکاح کے بغیر کچھ ہونا ناممکن ہی ہے نہ لڑکا نہ لڑکی"۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو بلیک زیرو کھکھلا کر ہنس پڑا۔

"اگر آپ تیار ہوں تو سب کچھ ہو جائے گا۔ نکاح بھی، لڑکا بھی اور لڑکی بھی"۔ بلیک زیرو نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران بھی ہنس پڑا۔

"نکاح تو تب ہو گا جب وہ راضی ہو گی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ راضی ہی راضی ہے۔ بس آپ کی رضامندی کی دیر ہے"۔

بلیک زیرو نے کہا۔ اس کے ہونٹوں پر شرارت انگیز مسکراہٹ تھی۔

"کون راضی ہے۔ کس کی بات کر رہے ہو تم"۔ عمران نے جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا کی اور کس کی بات کر سکتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اسے مس ہی رہنے دو۔ جس روز وہ مسز بن گئی اس روز قیامت آ جائے گی"۔ عمران نے کہا۔

"قیامت۔ وہ کیسے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ ایسے کہ میرے ہونے والے بچوں کے چچا سیکرٹ ایجنٹ ہیں اور کسی سیکرٹ ایجنٹ سے کسی کے سیکرٹ افیئرز چھپے نہیں رہ سکتے"۔ عمران نے کہا۔

"افیئرز۔ کیا آپ کے افیئرز ہیں"۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"آفرز تو ہوتی رہتی ہیں"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ مس جولیا آپ کے لئے شکی المزاج بیوی ثابت ہو سکتی ہے"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس کے شوہر نامدار بلکہ تابع دار بننے کا شرف مجھے تب ہی ملے گا جب وہ یہاں ہو گی۔ اگر افریقہ کے جنگلوں میں اسے کسی وحشی قبیلے کے سردار نے اس کے ساتھیوں کے باوجود اسے اپنے لئے چن لیا تو میں ......"۔ عمران نے ایک سرد آہ بھر کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار

چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت سنجیدگی پھیلتی چلی گئی۔

"افریقہ کے جنگلوں میں۔ کیا مطلب"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کس بات کا مطلب پوچھ رہے ہو بھائی۔ افریقہ کا یا جنگلوں کا"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب پلیز۔ آپ کا انداز بتا رہا ہے جیسے جولیا یہاں نہیں ہے"۔ بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا۔

"جولیا کے ساتھ ساتھ میں نے دوسرے ممبران کا بھی کہا ہے"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا تو بلیک زیرو اچھل پڑا۔

"کیا مطلب۔ مس جولیا کے ساتھ سیکرٹ سروس کے ممبران بھی غائب ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت اور قدرے پریشانی کے تاثرات تھے۔

"یہ بات کہنے کے لئے اچھلنے کی کیا ضرورت تھی"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب پلیز۔ مجھے بتائیں ممبران کہاں ہیں۔ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

"ہماری زندگیاں ہیں ہی ایسی بلیک زیرو بھائی۔ ہم ہر روز کسی نہ کسی کیس میں الجھے رہتے ہیں۔ بعض کیس تو ایسے ہوتے ہیں جو سلجھ کر بھی نہیں سلجھتے"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے عمران کی بات نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"وہی کہنا چاہتا ہوں جو تم سننا نہیں چاہتے"۔ عمران نے کہا۔

"کیا سننا نہیں چاہتا میں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"وہی جو میں کہنا چاہتا ہو"۔ عمران نے کہا۔

"یہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی کیس شروع ہو گیا تھا تو اس کے بارے میں مجھے کیوں نہیں بتایا گیا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر وہ میری یا اپنی مرضی سے کہیں جاتے تو تمہیں ضرور بتا کر جاتے"۔ عمران نے کہا۔ بلیک زیرو کو یوں لگ رہا تھا جیسے عمران اسے فی الحال کچھ بتانے کے موڈ میں نہیں ہے۔ وہ ہنسنے ہنسانے والی باتیں تو ضرور کر رہا تھا لیکن اس کے چہرے پر سنجیدگی اور فکر مندی کے تاثرات بھی صاف دکھائی دے رہے تھے۔

عمران واقعی خاصا الجھا ہوا تھا۔ جوزف نے اسے فادر جوشوا اور اس سے کی ہوئی تمام باتوں سے آگاہ کر دیا تھا۔ فادر جوشوا کے کہنے کے مطابق اب شنکارہ کو فنا کرنے کے لئے ان دونوں کا افریقہ کے جنگلوں میں جانا بے حد ضروری ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ شنکارہ نے بھی عمران کو بتایا تھا کہ اس نے سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کو غائب کر کے افریقہ کے جنگلوں میں پہنچا دیا ہے جہاں وہ اپنی مرضی سے کسی بھی طرح واپس نہیں آسکتے تھے۔ اس کے علاوہ شنکارہ نے جس طرح عمران کا کھانا پینا حرام کیا تھا عمران اس سے بھی پریشان تھا۔

جوزف کے کہنے پر سلیمان بازار سے اگر بتیاں لے آیا تھا جو جوزف نے جلا کر پورے فلیٹ میں لگا دی تھیں ۔ عمران کا فلیٹ اگر بتیوں کی خوشبو سے مہک اٹھا تھا۔ جوزف نے کہا تھا کہ عمران جب تک خوشبو کے حصار میں رہے گا شنکارہ اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکے گی اور نہ اس کے کھانے پینے کی چیزوں کو ضائع کر سکے گی ۔ پھر ہوا بھی ایسے ہی تھا۔ اگر بتیوں کی خوشبو میں عمران نے ڈٹ کر ناشتہ کیا تھا۔ اس مرتبہ نہ ہی گلاس سے پانی بھاپ بن کر اڑا تھا اور نہ ہی ناشتہ خراب ہوا تھا۔

جوزف نے اس بات کی بھی تصدیق کر دی تھی کہ شنکارہ کی ساتھی بدروح ساکالی نے واقعی ماورائی طاقتوں سے سیکرٹ سروس کے ممبران کو افریقہ کے جنگلوں میں پہنچا دیا ہے جن کو واپس لانے کے لئے انہیں لامحالہ وہاں جانا پڑے گا مگر عمران اپنے طور پر سیکرٹ سروس کے ممبران کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔ سوائے صالحہ کے کسی ممبر نے اس کا فون رسیو نہیں کیا تھا۔ عمران نے باری باری ان سب سے واچ ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس کا کسی ممبر سے رابطہ نہیں ہو سکا تھا۔

عمران کو شک تھا کہ شنکارہ نے پہلے کی طرح سیکرٹ سروس کے ممبران کو ماورائی طاقتوں سے اغوا کروا کر پاکیشیا میں ہی شاید کہیں رکھا ہو۔ وہ صرف ان کے ذریعے عمران کو بلیک میل کرنا چاہتی تھی عمران اس معاملے میں ابھی تک سنجیدہ نہیں ہوا تھا لیکن اسے محسوس ہو رہا تھا کہ شنکارہ کے معاملے میں اب اسے سنجیدہ ہونا ہی پڑا تھا کیونکہ شنکارہ جس طرح واپس آئی تھی اس نے اس کے ساتھ عجیب اور گھناؤنے کھیل کھیلنے شروع کر دیئے تھے ۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر شنکارہ نے واقعی پاکیشیا میں معصوم اور بے گناہ انسانوں کو ہلاک کرنا اور ان کا خون پینا شروع کر دیا تو اسے اس طوفان کو روکنا مشکل ہو جائے گا۔

ویسے بھی جوزف نے کہہ دیا تھا کہ شنکارہ کو فنا کرنے کے لئے اب انہیں افریقہ کے جنگلوں میں جانا ہی پڑے گا اور وہیں جا کر وہ اس کے خلاف کچھ کر سکتے تھے ۔ عمران نے جوزف کی ہر بات کو سنجیدگی سے لیا تھا۔ اس نے جوزف کو چند ہدایات دے کر رانا ہاؤس بھیج دیا تھا اور خود دانش منزل میں آ گیا۔ دانش منزل میں ایک ایسی مشین موجود تھی جس کے ذریعے ٹرانسمیٹرز کی فریکونسیاں ٹریس کی جاتی تھیں اور ان ٹرانسمیٹر کی لوکیشنز کا بھی پتہ لگایا جا سکتا تھا ۔ اس مشین کے ذریعے عمران مجرموں کی فریکونسیاں ٹریس کر کے کالز بھی چیک کرتا تھا اور یہ بھی پتہ لگا لیتا تھا کہ کس ٹرانسمیٹر سے اور کس قدر فاصلے سے یا علاقے سے کال کی جا رہی ہے ۔ سیکرٹ سروس کے ممبران کے ہاتھوں میں چونکہ واچ ٹرانسمیٹرز تھے اس لئے عمران اس مشین سے یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران کہاں ہیں اور وہ اسی مقصد کے لئے دانش منزل آیا تھا۔

" لگتا ہے آپ مجھے کچھ بتانا نہیں چاہتے "۔ عمران کی بات سن کر

بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا جبکہ عمران اس کی بات سن کر مسکرا دیا ۔ پھر اس نے فلیٹ میں شنکارہ کی آمد اور اس کی نئی کارروائیوں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا جسے سن کر بلیک زیرو کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں ۔ عمران نے اسے جوزف اور جوزف کی فادر جوشوا سے ہونے والی بات چیت بھی بتا دی ۔

" اوہ ۔ تو آپ اس لئے اس قدر پریشان ہیں " ۔ ساری تفصیل سن کر بلیک زیرو نے کہا ۔

" ہاں ۔ شنکارہ نے جس طرح میرا کھانا پینا حرام کر دیا تھا اس سے کوئی بعید نہیں کہ وہ میری راتوں کی نیند بھی حرام کر دے " ۔ عمران نے کہا ۔

" کیا آپ کو یقین ہے کہ شنکارہ نے واقعی سیکرٹ سروس کے ممبران کو افریقہ کے جنگلوں میں پہنچا دیا ہو گا " ۔ بلیک زیرو نے کہا ۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے ابھی تک عمران کی باتوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو ۔

" جوزف کبھی غلط نہیں کہتا بلیک زیرو ۔ خاص طور پر ماورائی معاملوں میں وہ جس قدر معلومات رکھتا ہے اس کے بارے میں شاید ہم سوچ بھی نہیں سکتے " ۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا جیسے وہ عمران کی اس بات سے متفق ہو ۔

" ہو سکتا ہے شنکارہ نے آپ کو پھر ڈاج دینے کی کوشش کی ہو ۔ پچھلی بار بھی اس نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو غائب کیا تھا اور

کہا تھا کہ اس نے ان سب کو افریقہ کے جنگلوں میں پہنچا دیا ہے جبکہ وہ پاکیشیا کی شمالی پہاڑیوں میں تھے " ۔ بلیک زیرو نے کہا ۔

" ہاں ۔ یہ ممکن ہے ۔ اسی لئے تو میں یہاں آیا ہوں " ۔ عمران نے سر ہلا کر کہا ۔

" اوہ ۔ شاید آپ ایکس ایکس ہنڈرڈ مشین کے ذریعے انہیں ٹریس کرنا چاہتے ہیں " ۔ بلیک زیرو نے کہا ۔

" ہاں ۔ اگر سیکرٹ سروس کے پاس ان کے واچ ٹرانسمیٹرز ہوئے تو ایکس ایکس ہنڈرڈ مشین سے ان کے بارے میں پتہ چل جائے گا کہ وہ کہاں ہیں ورنہ وہی ہو گا جو ہوتا آیا ہے " ۔ عمران نے کہا ۔

" کیا ہوتا آیا ہے " ۔ بلیک زیرو نے بے خیالی میں پوچھا ۔

" تائیں تائیں فش " ۔ عمران نے کہا ۔ پہلے تو بلیک زیرو حیرت سے عمران کا منہ دیکھتا رہا پھر بے اختیار اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ آئی ۔

" کیا میں ایکس ایکس ہنڈرڈ مشین آن کر دوں " ۔ بلیک زیرو نے کہا ۔

" اگر ایسا کرو گے تو میں تمہارا بلکہ تمہاری آنے والی آئندہ نسلوں کا بھی احسان مند رہوں گا " ۔ عمران نے اس انداز میں کہا کہ بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا ۔ وہ کرسی سے اٹھا اور کونے میں پڑی ہوئی ایک مستطیل شکل والی بڑی سی مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔

مشین کے درمیانی حصے میں ایک گول سکرین نصب تھی جس
ارد گرد بے شمار بٹن اور ڈائل لگے ہوئے تھے ۔ بلیک زیر
مشین آن کی اور پھر اس کے مختلف بٹن پریس کرتا چلا گیا۔

" مشین میں سیکرٹ سروس کے ممبران کے واچ ٹرانسمیٹ
تمام کوڈز فیڈ کر دو اور ان کا راڈار سسٹم آن کر کے اسے ایکس
تھرٹی نائن ڈبل سکس سیٹلائٹ سے لنک کر دینا ۔ پاکیشیا
ہونے کی وجہ سے ان سب کے بارے میں راڈار اور سیٹلائٹ
سے ہی پتہ چل سکے گا"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے سر
ہوئے مشین پر لگے مختلف ڈائل گھمائے اور پھر چند بٹن پریس ک
مشین پر لگے کی پیڈ سے مشین میں ممبران کے واچ ٹرانسمی
کوڈز فیڈ کرنے لگا۔ پھر اس نے دیوار کے خفیہ خانوں سے
کی تاریں نکالیں جن کے آگے لمبی پنیں لگی ہوئی تھیں ۔ اس
پنوں کو مشین کے عقب میں اس کے ساکٹوں میں لگا دیا۔
نے مشین کے چند اور بٹن پریس کئے تو مشین سے ہلکی ہلکی آ
لگی ۔ ساتھ ہی مشین پر لگی سکرین روشن ہو گئی ۔ سکرین
گلوب ابھر آیا ۔ گلوب پر دنیا کا نقشہ بنا ہوا تھا جو گھوم رہا تھا
زیرو نے کی پیڈ کے چند بٹن پریس کئے اور پھر مشین کے ا
حصے میں موجود ایک سرخ بٹن کو پریس کر دیا۔ سکرین پر
اوپر ایک سورج سا روشن ہو گیا جس سے زرد رنگ کی شع
کر گلوب پر پڑنے لگیں ۔ بلیک زیرو نے مشین کا ایک بٹن

تو سکرین کے نچلے حصے میں سرخ رنگ کی ایک پٹی سی بن گئی جس پر سرچنگ کے الفاظ سپارک کرنے لگے ۔ سورج نما دائرے سے نکلنے والی شعاعیں سمٹ گئی تھیں ۔ اب وہ گلوب پر بنے دنیا کے نقشے پر بنے مختلف براعظموں پر پڑ رہی تھیں ۔ سب سے پہلے شعاعیں براعظم ایشیا پر پڑیں ۔ براعظم ایشیا سبز ہو گیا تھا۔ سرخ پٹی پر مسلسل سرچنگ کے الفاظ سپارک کر رہے تھے پھر اچانک مشین سے تیز سیٹی کی آواز نکلی اور سرخ پٹی میں ناٹ فاؤنڈ کے الفاظ ابھر آئے ۔ ساتھ ہی گلوب گھوما اور شعاعوں نے دوسرے براعظم کو اپنے حصار میں لے لیا اور سرخ پٹی پر ایک بار پھر سرچنگ کے الفاظ جگمگانے لگے ۔

"وہ پاکیشیا میں نہیں ہیں عمران صاحب"۔ ایشیا پر ناٹ فاؤنڈ کے الفاظ دیکھ کر بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے دیکھ لیا ہے"۔ عمران نے کہا جس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں ۔

" مشین کو آٹو سرچ کر کے براعظم افریقہ پر ایڈجسٹ کر دوں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"آٹو سرچنگ میں کافی وقت لگ جائے گا۔ ڈی ون ون ٹائپ کر کے سیٹلائٹ کو براعظم افریقہ پر ایڈجسٹ کر دو۔ اس سے خاصا وقت بچ جائے گا"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے سر ہلا کر کی پیڈ سے ڈی ون ون ٹائپ کر کے مشین کے دو مزید بٹن پریس کر دیئے ۔ دائرے سے شعاع نکلنی بند ہوئی اور گلوب گھومنے لگا۔ پھر جیسے ہی گلوب پر

براعظم افریقہ کا نقشہ سامنے آیا گلوب رک گیا اور اس کے اوپر د
سے ایک بار پھر زرد شعاع نکلنے لگی ۔ سرخ پٹی پر سرچنگ کے
سپارک کرتے رہے پھر اچانک براعظم افریقہ کے نقشے کا ایک
نیلا ہو گیا ۔ ساتھ ہی مشین سے تیزی سیٹی کی آواز نکلی اور سر
میں فاؤنڈ کے الفاظ ابھر آئے ۔

" اوہ ۔ وہ سب افریقہ میں ہیں عمران صاحب " ۔ بلیک زیرو۔
تو عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہوا اور تیزی سے مشین کے
آ گیا ۔

" ہنو ۔ اب میں ان کی صحیح لوکیشن چیک کرتا ہوں " ۔ عمرا
کہا تو بلیک زیرو سر ہلا کر ایک طرف ہٹ گیا ۔ عمران نے مش
ایک ڈائل گھما کر براعظم افریقہ کے نقشے کو کلوز کر کے اسے سکر
پھیلا دیا ۔ پھر وہ مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے لگا ۔ بر
افریقہ کے نقشے پر دوسرے ممالک اور علاقے زرد ہوتے چلے گ
پھر نقشے کا ایک علاقہ سرخ ہو گیا ۔ عمران نے مزید ڈائل گھما
اس سرخ علاقے کو سکرین پر کلوز کرتے ہوئے ڈائل گھمانے اور
پریس کرنے شروع کر دیئے ۔ مشین سے ایک بار پھر تیز سیٹی کی
نکلی اور سکرین کے نیچے سرخ پٹی پر کروٹم آئی لینڈ کے الفاظ
آئے ۔

" اوہ ۔ تو وہ سب افریقہ کے شمالی مشرقی جنگلوں سے ایک
کلومیٹر دور کروٹم آئی لینڈ میں ہیں " ۔ بلیک زیرو نے کہا ۔

" ہاں ۔ اور اس جزیرے کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ دنیا کا
سب سے خطرناک جزیرہ ہے ۔ اس جزیرے میں خونخوار درندوں کے
ساتھ ساتھ زہریلے حشرات الارض کی بھی کمی نہیں ہے جو انسان کو
ہڈیوں سمیت منٹوں میں چٹ کر جاتے ہیں " ۔ عمران نے کہا ۔ اس کی
پیشانی پر لاتعداد شکنیں ابھر آئی تھیں ۔

" اوہ ۔ اس کا مطلب ہے شنکارہ نے ان سب کو جان بوجھ کر اس
جزیرے پر بھیجا ہے کہ وہ آپ کو یقین دلا سکے کہ وہ کچھ بھی کر سکتی
ہے " ۔ بلیک زیرو نے کہا ۔ اس کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات
نمایاں تھے ۔

" ہاں ۔ اس بار اس نے واقعی بے حد خطرناک چال چلی ہے " ۔
عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" موت کے جزیرے پر وہ درندوں سے بچنے کے لئے درختوں پر
چڑھ کر اپنی جانیں بچا سکتے ہیں مگر حشرات الارض سے بچنے کے لئے وہ
کیا کریں گے " ۔ بلیک زیرو نے بدستور پریشان لہجے میں کہا ۔

" شنکارہ نے ان سب کو صرف مجھے بلیک میل کرنے کے لئے
وہاں بھیجا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ ان میں سے کسی کو کوئی
نقصان نہیں پہنچنے دے گی ۔ وہ جانتی ہے اگر ایسا ہوا تو میں اس کے
کسی کام نہیں آؤں گا " ۔ عمران نے کہا ۔

" اگر ایسا ہوتا تو وہ ان سب کو کسی دوسرے جزیرے پر پہنچاتی نہ
کہ موت کے جزیرے پر " ۔ بلیک زیرو نے کہا ۔

"بہرحال ۔ اب واقعی شنکارہ کا آخری وقت آگیا ہے ۔ اب اس کا فنا ہونا ضروری ہو گیا ہے ۔ اب مجھے افریقہ کے جنگلوں میں جانا ہی پڑے گا"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ وہاں اکیلے جائیں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تو کیا وہاں بینڈ باجے کے ساتھ باراتیوں کو بھی لے جاؤں"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں ۔ میرا مطلب ہے سیکرٹ سروس کی ایک ممبر صالحہ ک
چھوڑ کر سب افریقہ کے جنگلوں میں پہنچ چکے ہیں ۔ اب آپ اپنے ساتھ کسے لے کر جائیں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"صالحہ کو تو خیر نہیں لے جاؤں گا البتہ جوزف کے ساتھ جوانا ا
ٹائیگر کو ضرور لے جاؤں گا ۔ ان کے علاوہ میں سوچ رہا ہوں سلیمان کو بھی ساتھ لے جاؤں ۔ میں نے اس کی جو ٹریننگ کی ہے اس کا بھی پتہ چل جائے گا کہ وہ کس حد تک ٹرینڈ ہوا ہے ۔ ج
ماحول اور کھلے علاقوں میں اسے ہاتھ پیر ہلانے کا صحیح موقع مل سکتا
اور کچھ نہیں تو جنگلوں میں اگر وہ کسی درندے کا شکار ہو گیا تو ا
کی اگلی پچھلی تنخواہوں سے میری ہمیشہ کے لئے جان چھوٹ جائے گ
میرے لئے سوہان روح بنی ہوئی ہیں"۔ عمران نے کہا تو بلیک
کے چہرے پر قدرے مایوسی چھا گئی ۔ وہ سوچ رہا تھا کہ سیکر
سروس کے ممبرز یہاں نہیں ہیں اس لئے اس بار عمران اسے
ساتھ لے جائے گا۔

"یعنی میرے جانے کا کوئی سکوپ نہیں ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ایک طریقے سے تمہارا سکوپ بن سکتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے"۔ بلیک زیرو نے فوراً جوش میں آتے ہوئے کہا۔

"سر کے بل کھڑے ہو کر ناک سے مینڈک کی آواز نکال کر دکھاؤ"۔ عمران نے کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی"۔ بلیک زیرو نے دوبارہ مایوس ہوتے ہوئے کہا۔

"دانش منزل میں رہنے والے غیر دانش مند آدمی تم یہاں رہ کر
م سب پر نظر رکھنا ۔ میں اپنے ساتھ ایکس ایم ہائٹ فیوز لے جاؤں گا
س کی وجہ سے تم یہاں بیٹھ کر ہماری کارکردگی دیکھ سکتے ہو ۔
عض اوقات فارن مشنز میں سیکرٹ سروس کے ممبران میرے
اتھوں سے پھسل جاتے ہیں اور پھر مجھے ان کو سمجھانے کے لئے
نہیں گھنٹوں لیکچر دینا پڑتا ہے ۔ تم انہیں نگاہ میں رکھو گے اور جب
ہ میرے کسی حکم سے انحراف کریں یا اپنی من مرضی کرنے لگیں تو
م لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر انہیں کھری کھری اور ہری بھری سنا دینا وہ
یر کی طرح سیدھے رہیں گے"۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے
لہا۔

"ٹھیک ہے ۔ جیسے آپ کی مرضی"۔ بلیک زیرو نے ایک طویل

سانس لیتے ہوئے کہا۔

" اس قدر طویل سانس لو گے تو میرے لئے سفر کرنا مشکل ہو جائے گا۔ کہتے ہیں سفر کرنے والے کو ہنسی خوشی رخصت کرنا چاہئے "۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو مسکرا دیا لیکن اس کی مسکراہٹ بجھی بجھی سی تھی۔

" لگتا ہے تمہاری مسکراہٹ کا فیوز اڑ گیا ہے۔ اچھا بھائی اب جاؤ۔ اپنا بوریا بستر سمیٹو اور چلنے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

" کیا آپ مجھے واقعی اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے یقین نہ آنے والی نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" کیا کروں۔ چیف اگر اسی طرح مجھ سے روٹھا رہا تو مشن کے بعد مجھے چیک بھی روٹھا ہوا ہی دے گا جس میں رقم تو درج ہوگی برائے نام۔ اگر چیف کو خوش رکھوں گا تو بڑی رقم کا چیک بھی سکوپ بن جائے گا"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اسے بے پناہ خوشی ہو رہی تھی کہ عمران اسے ماورائی معاملے میں ہی سہی اپنے ساتھ لے جانے کے لئے رضامند تو ہو گیا تھا۔

" اچھا۔ اب اتنے خوش مت ہو جاؤ کہ مجھے اپنا فیصلہ بدلنا پڑے۔ قلم اور ایک پیڈ دو میں کچھ ضروری چیزیں لکھ دیتا ہوں انہیں کر لے آنا میں اتنی دیر میں رانا ہاؤس جا کر جوزف اور جوانا سے مل آؤں۔ وہیں شنکارہ کو بلا کر اسے میں اپنے فیصلے سے آگاہ کروں

اس سے صاف صاف کہہ دوں گا کہ میرے ساتھیوں پر کوئی آنچ نہیں آنی چاہئے ورنہ وہ مجھ سے کوئی کام نہیں لے سکے گی"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ اٹھا اور سائیڈ ریک سے ایک پیڈ اور ایک قلم نکال کر عمران کے پاس آگیا۔ عمران نے پیڈ لے کر چند چیزوں کے نام لکھنے شروع کر دیئے۔

" اوہ۔ یہ سب"۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

" ان چیزوں کے بغیر جنگلوں میں جانا مشکل اور خطرناک ہو گا۔ وہاں ہمارا بے شمار پجاریوں اور وحشیوں سے بھی سابقہ پڑ سکتا ہے۔ ان کے علاوہ وہاں کافرستانی پنڈت زاشال بھی پہنچ سکتا ہے جس کے ساتھ مسلح وائلڈ کمانڈوز کی پوری فوج ہوتی ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" ٹھیک ہے۔ میں دو گھنٹوں تک یہ تمام چیزیں لے آؤں گا"۔ بلیک زیرو نے عمران سے لسٹ لیتے ہوئے کہا۔

" ہم یہاں سے افریقہ کے ملک کاسال جائیں گے۔ وہاں سے ہم سپیشل وائلڈ گائیڈز کی ٹیم لیں گے جن کی مدد سے ہم جنگلوں میں جائیں گے۔ ویسے بھی کروٹم جزیرہ اس ملک سے قریب ہے۔ اس جزیرے سے پہلے ہمیں اپنے ساتھیوں کو نکالنا ہے اس کے بعد ہم دوسرے کام کریں گے"۔ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں کاسال کے لئے کاغذات اور ٹکٹ بنوا لیتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"پانچ ٹکٹ ایک ساتھ اور اپنے لئے الگ لینا۔ تم ہم سب سے الگ رہ کر ہماری نگرانی کرو گے"۔ عمران نے کہا۔

"پانچ ٹکٹ۔ تو کیا آپ واقعی سلیمان کو بھی اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے کہ صالحہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اگر وہ ٹھیک ہوتی تو سلیمان کی جگہ اسے لے جاتا"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا۔

پجارن شاتانہ کا چہرہ سرخ ہوتے ہوئے تانبے کی طرح سے چمک رہا تھا۔ سردار زکاٹا اور قبیلے کے وحشی طاقت دیوتا کے مردہ جسم کے گرد رقص کرتے ہوئے مسلسل خوشی سے نعرے لگا رہے تھے۔ پھر سردار زکاٹا تیز تیز چلتا ہوا پجارن شاتانہ کی طرف بڑھنے لگا۔

"تم نے طاقت دیوتا کو ہلاک کیسے کر دیا شاتانہ۔ یہ تو کہہ رہا تھا کہ اس پر کسی ہتھیار کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا"۔ سردار زکاٹا نے پجارن شاتانہ کے قریب جا کر حیرت اور مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم سب اس پر سامنے کے رخ سے حملہ کر رہے تھے۔ طاقت دیوتا تم سب سے چوکنا تھا اس لئے وہ ہر طرف سے تمہارے وار روک رہا تھا۔ میں نے اس پر اچانک اور پوری قوت سے تیر چلایا تھا جسے روکنے کے لئے وہ ہاتھ بھی نہیں اٹھا سکا تھا۔ میں نے اس تیر پر نیلے بچھو کا زہر لگا رکھا تھا۔ اگر طاقت دیوتا کو تیر چھو بھی جاتا تو وہ نیلے

بچھو کے زہر کے اثر سے نہیں بچ سکتا تھا"۔ پجارن شاتانہ نے کہا۔
"لیکن تمہیں اس کی آمد کا علم کیسے ہوا تھا"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔
"میں مقدس غار میں بیٹھی کاچتلی کی پوجا کر رہی تھی کہ وہاں میرا محافظ شامارا آگیا۔ اس نے مجھے طاقت دیوتا کے بارے میں بتایا تھا جس پر میں حیران ہوئی کہ تم نے طاقت دیوتا کو ہلاک کر کے اس کا مقدس تاج بھی حاصل کر لیا ہے تو پھر طاقت دیوتا دوبارہ کہاں سے اور کیسے آ سکتا ہے جس پر شامارا نے مجھے بتایا کہ سردار زکاٹا نے طاقت دیوتا کے بڑے پجاری کو طاقت دیوتا سمجھ کر ہلاک کیا تھا۔ اصلی طاقت دیوتا ابھی زندہ ہے اور وہ پہاڑوں کے خفیہ غاروں سے نکل کر اب آیا ہے۔ وہ سردار زکاٹا اور اس کے قبیلے کے وحشیوں کے ساتھ ساتھ مجھے بھی فنا کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ اپنی طاقتوں سے شنکارہ کو خود حاصل کر کے اپنی کنیز بنا سکے۔ طاقت دیوتا کے ارادے خطرناک تھے۔ میں نے اس کے بارے میں شامارا سے مزید معلومات حاصل کیں اور پھر اس کے مشورے سے ایک تیر پر نیلے بچھو کا زہر لگا کر اسے ہلاک کرنے کے لئے خود یہاں آ گئی"۔ پجارن تاشانہ نے کہا۔
"اوہ۔ بہرحال شاتانہ تم نے وقت پر آ کر میری اور میرے قبیلے والوں کی حفاظت کی ہے۔ میں تم سے بہت خوش ہوں۔ اگر تم یہاں نہ آتی تو طاقت دیوتا مجھے اور تمام قبیلے والوں کو ہلاک کر دیتا"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔
"یہ میرا فرض تھا سردار زکاٹا۔ شنکارہ کو حاصل کرنے کے لئے

جو کچھ کر رہے ہیں اس کے لئے ہمیں اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھنا ہوں گے ورنہ ہمارے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ شنکارہ کے حصول کے لئے بہت سی طاقتیں حرکت میں آ چکی ہیں جن کا نہ صرف ہمیں مقابلہ کرنا پڑے گا بلکہ انہیں فنا بھی کرنا پڑے گا۔ اگر وہ ہم پر حاوی ہو گئیں تو ہم فنا ہو جائیں گے"۔ پجارن شاتانہ نے کہا۔
"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ مجھے ان طاقتوں پر نگاہ رکھنے کے لئے اور ان سے بچنے کے لئے سیاہ حصار قائم کر لینے چاہئیں تاکہ وہ ہمیں نقصان نہ پہنچا سکیں"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔
"یہ مناسب رہے گا۔ اور ہاں۔ میں تمہارے لئے ایک خوشخبری لائی ہوں"۔ پجارن شاتانہ نے کہا تو سردار زکاٹا چونک پڑا۔
"کیسی خوشخبری"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔
"شنکارہ دھاتی بوتل کی قید سے آزاد ہو چکی ہے"۔ پجارن تاشانہ نے کہا تو اس کی بات سن کر سردار زکاٹا حقیقتاً اچھل پڑا۔
"کیا۔ کیا کہا تم نے۔ شنکارہ دھاتی بوتل سے آزاد ہو گئی ہے۔ کب کیسے۔ شالاگ نے تو کہا تھا کہ وہ اگلے نو سالوں تک اس بوتل سے آزاد نہیں ہو سکے گی"۔ سردار زکاٹا نے حیرت اور مسرت بھرے لہجے میں کہا تو پجارن شاتانہ نے اسے شنکارہ کے آزاد ہونے کے بارے میں بتا دیا۔
"اوہ۔ کیا شنکارہ کے آزاد ہونے کے بارے میں بھی تمہیں شامارا نے ہی بتایا ہے"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"نہیں۔ میں مقدس غار میں کاچتلی کی جو پوجا کر رہی تھی وہ اس دھاتی بوتل تک پہنچنے کے لئے ہی کر رہی تھی۔ میں چاہتی تھی کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ دھاتی بوتل کہاں ہے۔ پھر میں اس بوتل کو ماورائی طاقتوں سے یہاں لے آئی اور اس طرح شنکارہ ہمارے ہاتھوں میں ہی رہتی مگر جب میں اس مقام تک پہنچی جہاں ساکالی شنکارہ کو دھاتی بوتل میں قید لے گئی تھی تو مجھے معلوم ہوا کہ شنکارہ اس بوتل سے آزاد ہو چکی ہے"۔ سجارن شاتانہ نے کہا۔

"اوہ۔ اگر شنکارہ دھاتی بوتل سے آزاد ہو چکی ہے تو وہ اب کہاں ہے"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"اس بارے میں ابھی کچھ معلوم نہیں۔ میں نے اس کام کے لئے شامارا کو بھیج دیا ہے۔ وہ بہت جلد پتہ لگا لے گا کہ شنکارہ کہاں ہے"۔ سجارن شاتانہ نے کہا۔

"شامارا کو اس کام کے لئے کتنا وقت لگ سکتا ہے"۔ سردار زکاٹا نے پوچھا۔

"اس کام میں اسے زیادہ سے زیادہ تین دن اور دو راتیں لگیں گی"۔ سجارن شاتانہ نے کہا۔

"اوہ۔ تو پھر مجھے اپنا کام فوراً شروع کر دینا چاہئے"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"کون سا کام"۔ سجارن شاتانہ نے چونک کر پوچھا۔

"اگر واقعی شنکارہ دھاتی بوتل سے آزاد ہو چکی ہے تو وہ زیادہ سے زیادہ چالیس روز میں یہاں واپس آجائے گی۔ اس کے یہاں آنے سے پہلے ہی مجھے اسے قابو کرنے کے انتظامات کرنے ہوں گے۔ شالاگ کے کہنے کے مطابق مجھے چند ضروری کام کرنے کے ساتھ ساتھ اکیس روز تک جاکوشانا کا منتر بھی پڑھنا ہے۔ جب تک میں دس لاکھ مرتبہ جاکوشانا کا منتر نہ پڑھ لوں شنکارہ میرے قابو میں نہیں آئے گی لیکن اب جاکوشانا کا منتر پڑھنے کے لئے ایک مسئلہ ہو گیا ہے"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"کیسا مسئلہ"۔ سجارن شاتانہ نے کہا۔

"جاکوشانا کا منتر پڑھنے کے لئے میرے پاس طاقت دیوتا کی ماورائی طاقتوں کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ ان ماورائی طاقتوں کے بغیر اگر میں نے جاکوشانا کا منتر پڑھنے کی کوشش کی تو میں اسی وقت جل کر بھسم ہو جاؤں گا۔ میں تو سمجھا تھا کہ میں نے طاقت دیوتا کو ہلاک کر کے اس کا مقدس تاج حاصل کر لیا ہے جس کی وجہ سے میں اس کی تمام طاقتوں کا مالک بن گیا ہوں۔ مگر اب اصل طاقت دیوتا تمہارے ہاتھوں ہلاک ہو گیا ہے۔ اس کے سر پر کوئی تاج بھی نہیں تھا اب میں اس کی ماورائی طاقتوں کا مالک کیسے بن سکوں گا۔ اس کی ماورائی طاقتوں کا اگر میں مالک نہ بنا تو میں جاکوشانا کا منتر بھی نہیں پڑھ سکتا اور اگر میں نے جاکوشانا کا منتر نہ پڑھا تو شنکارہ کسی بھی طرح میرے قبضے میں نہیں آئے گی"۔ سردار زکاٹا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید پریشانی کے ساتھ ساتھ

مایوسی اور ناکامی کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔

" تم اب بھی طاقت دیوتا کی ماورائی طاقتوں کے مالک بن سکتے ہو سردار زکاٹا"۔ پجارن شاتانہ نے اسے مایوس ہوتے دیکھ کر کہا تو سردار زکاٹا بے اختیار چونک پڑا۔

" وہ کیسے۔ طاقت دیوتا تو ہلاک ہو چکا ہے۔ اس کی ہلاکت کے ساتھ ہی اس کی ماورائی طاقتیں بھی دم توڑ گئی ہوں گی پھر میں بھلا اس کی طاقتوں کا مالک کیسے بن سکتا ہوں"۔ سردار زکاٹا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" طاقت دیوتا کو ہلاک اور جلے ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہے۔ اس کا دل جلنے سے بچ گیا ہے۔ تم اس کا دل نکال کر کھالو۔ اس کا دل کھاتے ہی تم میں اس کی تمام طاقتیں آجائیں گی"۔ پجارن شاتانہ نے سفاک لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ کیا ایسا ممکن ہے"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

" ہاں۔ ایسا ممکن ہے۔ تمہیں یہ کام ابھی کرنا ہو گا۔ بارش کے سرد پانی میں طاقت دیوتا کے دل کا خون بھی سرد ہوتا جا رہا ہے اگر اس کے دل میں موجود خون سرد ہو گیا تو وہ دل واقعی بے کار ہو جائے گا اور تم پھر کبھی طاقت دیوتا کی ماورائی طاقتوں کو حاصل نہیں کر سکو گے اور نہ ہی تم کبھی شنکارہ کو حاصل کر سکو گے"۔ پجارن شاتانہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ اگر ایسا ہے تو میں ابھی طاقت دیوتا کا دل نکال کر

کھا جاتا ہوں"۔ سردار زکاٹا نے نیفے میں اڑسا ہوا خنجر نکال کر ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

" طاقت دیوتا کی لاش اٹھا کر کسی جھونپڑی میں لے جاؤ سردار زکاٹا۔ یہ کام تمہیں دوسروں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہ کر کرنا ہے۔ اگر تمہیں کسی نے بھی طاقت دیوتا کا دل نکالتے اور اسے کھاتے دیکھ لیا تو تب بھی تم اس کی طاقتوں کے مالک نہیں بن سکو گے"۔ پجارن شاتانہ نے کہا۔ وہ چونکہ الگ تھلگ کھڑے تھے اس لئے ان کی باتیں دوسرے وحشی نہیں سن پا رہے تھے۔ طاقت دیوتا کی ہلاکت کے بعد وہ دوبارہ اپنی جھونپڑیوں کو سنبھالنے میں مصروف ہو گئے تھے۔ اب بارش کی شدت میں کمی آتی جا رہی تھی۔

" ٹھیک ہے۔ میں اس لاش کو اٹھا کر اپنی جھونپڑی میں لے جاتا ہوں۔ وہیں میں اس کا دل نکال کر کھا لوں گا"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

" یہی مناسب رہے گا"۔ پجارن شاتانہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ سردار زکاٹا نے خنجر دوبارہ اپنے نیفے میں اڑسا اور جھک کر طاقت دیوتا کی جلی ہوئی لاش کو دونوں ہاتھوں سے احتیاط سے اٹھا لیا یہ دیکھ کر دو وحشی دوڑتے ہوئے اس کے قریب آگئے۔

" سردار۔ ہم آپ کی مدد کریں"۔ ایک وحشی نے جلدی سے کہا۔

" نہیں۔ اسے میں خود لے جاؤں گا۔ تم جاؤ یہاں سے"۔ سردار زکاٹا نے کڑک دار لہجے میں کہا تو وہ دونوں وحشی سر جھکا کر واپس پلٹ گئے۔

"تم بھی نہیں آؤ گی میری جھونپڑی میں"۔ سردار زکاٹا نے وحشیوں کو جاتے دیکھ کر پجارن شاتانہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"نہیں ۔ابھی نہیں ۔مجھے مقدس غار میں جا کر شنکارہ کے بار میں معلوم کرنا ہے کہ وہ کہاں ہے ۔مجھے معلوم ہو جائے گا تو میں خود ہی تمہارے پاس آجاؤں گی"۔پجارن شاتانہ نے کہا تو سردار ز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔وہ طاقت دیوتا کی لاش لے کر مڑا اور ا جھونپڑی کی طرف چل پڑا ۔پجارن شاتانہ چند لمحے اسے جاتے دیکھ رہی پھر اس نے آنکھیں بند کر کے کچھ پڑھتے ہوئے دائیں بائیں لہرائے اور دوسرے لمحے وہ اچانک وہاں سے غائب ہو گئی۔

زاشال کے چہرے پر کبیدگی کے تاثرات نمایاں تھے ۔ شیگال جزیرے پر جانے کے تھوڑی ہی دیر بعد واپس آگیا تھا۔اس نے آکر زاشال کو بتایا کہ جو افراد ماری کٹ جزیرے پر موجود ہیں ان کا تعلق روشنی کی دنیا سے ہے ۔ان کے دل و دماغ میں چونکہ روشنی بھری ہوئی ہے اس لئے وہ ان کے بارے میں نہیں جان سکتا کہ وہ کون ہیں اور اس جزیرے پر کیسے اور کس لئے آئے ہیں ۔اس کی بات سن کر زاشال نے ہونٹ بھینچ لئے تھے اور اس کے چہرے پر کبیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔وہ جہاز کے کنارے پر کھڑا تھا۔اس کی نظریں سامنے دور تک پھیلے ہوئے جزیرے پر جمی ہوئی تھیں جو اب خاصا قریب آگیا تھا اور اسے جزیرے کا ساحل اور ساحل پر پھیلا ہوا جنگل صاف دکھائی دے رہا تھا۔

زاشال نے جہاز کے کپتان کو حکم دیا تھا کہ وہ جہاز کو جزیرے

سے سو میٹر کے فاصلے پر روک دے ۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس جزیرے پر جہاز میں موجود کشتیوں پر جانا چاہتا تھا ۔ زاشال نے اپنے پجاریوں اور وائلڈ کمانڈوز کو تیار رہنے کا حکم دے دیا تھا ۔ پھر اس نے وائلڈ کمانڈوز کے کمانڈر کو بلایا جس کا نام کمانڈر رام داس تھا ۔ کمانڈر رام داس ایک ادھیڑ عمر شخص تھا لیکن چونکہ وہ خاصا صحت مند اور لحیم شحیم تھا اس لئے اس میں جوانوں کی سی طاقت نظر آ رہی تھی ۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا اور اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور سرخ تھیں جس کی وجہ سے وہ بے حد سفاک اور خطرناک انسانوں میں شمار کیا جا سکتا تھا ۔ زاشال کے بلانے پر وہ اس طرف آیا جہاں زاشال موجود تھا اور پھر اس نے زاشال کے قریب جا کر اسے فوجی انداز میں سلیوٹ کیا ۔

" آپ نے مجھے بلایا تھا جناب " ۔ کمانڈر رام داس نے زاشال کے سامنے سر جھکاتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔ شیگال انسانی روپ میں زاشال کے قریب ہی موجود تھا لیکن وہ سوائے زاشال کے کسی اور کو نظر نہیں آتا تھا ۔

" سنو کمانڈر ۔ مجھے اپنی شکتیوں سے معلوم ہوا ہے کہ اس جزیرے میں آٹھ انسان موجود ہیں ۔ میں اس جزیرے پر اپنے اور ا ساتھیوں کے سوا کسی اور کو نہیں دیکھنا چاہتا اس لئے میرا حکم کہ تم کمانڈوز کے ساتھ اس جزیرے پر جاؤ اور وہاں ان انسانو ہلاک کر دو اور ان کی لاشیں اٹھا کر کسی گڑھے یا سمندر میں پھینک

دو ۔ ان کی ہلاکت کے بعد ہی میں اس جزیرے پر قدم رکھوں گا " ۔ زاشال نے تحکمانہ لہجے میں کہا ۔

" یس سر ۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا " ۔ کمانڈر رام داس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

" ان میں سات مرد ہیں اور ایک لڑکی ۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں بچنا چاہئے " ۔ زاشال نے کہا ۔

" یس سر ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا " ۔ کمانڈر رام داس نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" اس کے علاوہ تم اپنے ساتھ گیس سلنڈر بھی لے جاؤ ۔ اس جزیرے کے جنگل میں خطرناک درندوں کے ساتھ زہریلے حشرات الارض کی بھی بھرمار ہے ۔ تمہیں ہر طرف زہریلی گیس سپرے کرانی ہے تاکہ جنگلی جانور اور کیڑے مکوڑے وہاں سے دور چلے جائیں " ۔ زاشال نے کہا ۔

" ٹھیک ہے سر ۔ اور کوئی حکم " ۔ کمانڈر رام داس نے کہا ۔

" نہیں ۔ جاؤ " ۔ زاشال نے کہا تو کمانڈر رام داس نے اسے ایک بار پھر فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور پلٹ کر فوجی چال چلتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ اس نے چیخ چیخ کر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینی شروع کر دی تھیں ۔ جہاز میں یکدم افراتفری سی پھیل گئی تھی ۔ وائلڈ کمانڈوز اپنے کمانڈر کی ہدایات سن کر ادھر ادھر بھاگتے پھر رہے تھے ۔ جہاز کی رفتار اب بے حد کم ہو گئی تھی ۔ وائلڈ کمانڈوز

جہاز کے نچلے حصے سے بڑے بڑے سلنڈر اوپر لا کر جہاز کی سائیڈ میں موجود کشتیوں میں رکھ رہے تھے ۔ جہاز جب جزیرے سے سو میٹر کے فاصلے پر رک گیا تو ان کمانڈوز نے رسیوں کی مدد سے کشتیوں کو جہاز سے باہر سمندر میں اتارنا شروع کر دیا ۔ ان سب نے فوجی طرز کے لباس پہن رکھے تھے ۔ ان کے کندھوں پر بڑے بڑے بیگ بندھے ہوئے تھے جو ہر قسم کے اسلحے سے بھرے ہوئے تھے ۔ ان کے سروں پر فولادی ٹوپیاں تھی اور سب کے پاس بھاری مشین گنیں نظر آ رہی تھیں ۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ سب کسی فوجی مشن پر آئے ہوں اور دشمن فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر قسم کے اسلحے سے لیس ہو کر آئے ہوں ۔ کشتیاں سمندر میں اتاری گئیں تو وائلڈ کمانڈوز رسیوں سے لٹکتے ہوئے ان کشتیوں میں سوار ہونا شروع ہو گئے۔

جہاز میں اسی وائلڈ کمانڈوز سوار ہو گئے تھے ۔ ان سب نے چہروں پر گیس ماسک چڑھا لئے تھے اور آنکھوں پر فوجیوں کی مخصوص گاگلز لگا لی تھیں ۔ اسی لمحے کمانڈر تیز تیز چلتا ہوا زاشال کی طرف آیا ۔ اس نے زاشل کے قریب آکر اسے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

" کیا بات ہے" ۔ زاشال نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" سر ۔ آپ نے جن آٹھ افراد کو ہلاک کرنے کا حکم دیا ہے میں ان کے بارے میں آپ سے کچھ پوچھنے آیا ہوں" ۔ کمانڈر رام داس نے کہا۔

" کیا پوچھنے آئے ہو" ۔ زاشال نے کہا۔

" سر ۔ کیا وہ مسلح ہیں" ۔ کمانڈر رام داس نے کہا ۔ زاشال نے شیگال کی طرف دیکھا جیسے وہ کمانڈر رام داس کے سوال کا جواب اس سے پوچھنا چاہتا ہو۔

" مم ۔ میں نہیں جانتا آقا ۔ بظاہر ان کے پاس میں نے کوئی ہتھیار نہیں دیکھا تھا لیکن ہتھیار انہوں نے اپنے لباسوں میں نہ چھپا رکھے ہوں ۔ اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا" ۔ شیگال نے زاشال کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے جلدی سے کہا ۔ اس کی بات سن کر زاشال نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔

" اگر ان کے پاس اسلحہ ہو تو وہ ہمارے مقابلے پر آ سکتے ہیں اس لئے میں سوچ رہا تھا کہ ہمیں جنگل میں ایس ایس ٹی گیس پھیلانی ہے جو خاصی زہریلی ہوتی ہے ۔ اس گیس میں کوئی بھی جاندار زیادہ دیر سانس نہیں لے سکتا ۔ اس کے علاوہ وہ جنگل کے نجانے کس حصے میں چھپے ہوں ۔ انہیں ڈھونڈنے میں ہمیں کافی وقت لگ جائے گا اس لئے کیوں نہ ہر طرف ایس ایس ٹی گیس پھیلا کر ان کا خاتمہ کر دیا جائے" ۔ کمانڈر رام داس نے زاشال کو خاموش دیکھ کر جلدی سے کہا۔

" ان کے خلاف جو کارروائی کرنا چاہتے ہو کرو ۔ مجھے بس ان آٹھوں کی ہلاکت چاہئے ۔ انہیں زہریلی گیس سے ہلاک کرو یا گولیوں سے چھلنی کرو بہر حال ان کی لاشیں میرے سامنے نہیں آنی چاہئیں ۔ ان کی لاشیں اٹھا کر تمہیں خود ہی سمندر میں یا پھر کسی گہرے گڑھے

میں پھینکنی ہوں گی"۔ زاشال نے کہا۔

" اوکے سر۔ میں یہ کر لوں گا"۔ کمانڈر رام داس نے کہا۔ اس نے زاشال کو مخصوص انداز میں سیلوٹ کیا اور واپس پلٹ گیا۔ پھر وہ بھی سمندر میں اتری ہوئی ایک کشتی میں اتر گیا۔ چند لمحوں بعد وائلڈ کمانڈوز سے بھری چار کشتیاں جزیرے کی طرف بڑھنے لگیں۔ مشین گنوں کے ساتھ ساتھ اب وائلڈ کمانڈوز کے ہاتھوں میں مارٹر گنیں بھی نظر آ رہی تھیں۔ زاشال انہیں جزیرے کی طرف بڑھتا دیکھ رہا تھا۔ پھر جب کشتیاں جزیرے کے قریب پہنچیں تو وائلڈ کمانڈوز نے کمانڈر رام داس کے حکم سے مارٹر گنوں کا رخ جنگل کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیئے۔ مارٹر گنوں سے بم نکلے اور اڑتے ہوئے جنگل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ پھر اچانک جنگل خوفناک دھماکوں کے ساتھ بری طرح سے گونج اٹھا۔ ان دھماکوں کی شدت عام بموں سے کہیں کم تھی۔ یہ بم اصل میں زہریلی گیس کے تھے۔ جیسے ہی جنگل میں گولے پھٹے انہیں جنگل میں ہر طرف نیلے دھوئیں کے بادل اٹھتے نظر آنے لگے۔ وائلڈ کمانڈر جنگل کے ارد گرد دور نزدیک زہریلی گیس کے گولے برسا رہے تھے۔

چونکہ کمانڈر رام داس کو خدشہ تھا کہ جنگل میں موجود آٹھ افراد کے پاس اسلحہ ہونے کا امکان تھا اس لئے اس نے جنگل میں زہریلی گیس کے بم برسائے تھے۔ ایک تو جنگل کے کناروں پر موجود جانور اس گیس سے دور بھاگ جاتے دوسرے اگر وہ آٹھ افراد جنگل کے

کناروں پر کہیں موجود ہوتے تو وہ اس گیس کے اثر سے بے ہوش ہو جاتے۔ کمانڈر رام داس کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ وہ ان آٹھ افراد کو کوئی موقع دیئے بغیر ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے جنگل میں پہلے گیس بم برسانے کا حکم دیا تھا تاکہ وہ آٹھ افراد اس گیس کے اثر سے بے ہوش ہو جائیں اور پھر وہ انہیں بے ہوشی کے عالم میں ہلاک کر دے۔

تھوڑی ہی دیر میں ان کی کشتیاں ساحل کے قریب پہنچ گئیں اور پھر زاشال نے دوربین سے وائلڈ کمانڈوز کو کشتیوں سے چھلانگیں لگا کر اترتے دیکھا۔ وہ مشین گنیں لئے پھیل کر جنگل کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"بہت خوب۔ کمانڈر رام داس نے وہاں پہلے زہریلی گیس پھیلا کر عقل مندی سے کام لیا ہے۔ اس گیس کے اثر سے وہ آٹھوں افراد یقیناً بے ہوش ہو گئے ہوں گے اور کہیں مردہ چھپکلیوں کی طرح گرے پڑے ہوں گے۔ کمانڈر رام داس اور اس کے ساتھی انہیں اسی حالت میں ہلاک کر دیں گے"۔ زاشال نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔

" آقا۔ آقا"۔ اچانک شیگال نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا تو زاشال چونک پڑا۔ اس نے آنکھوں سے دوربین ہٹا کر شیگال کی طرف دیکھا تو حیران رہ گیا۔ شیگال آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جزیرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر زمانے بھر کا خوف پھیلا ہوا تھا

اور وہ اس بری طرح سے کانپ رہا تھا جیسے اسے شدید سردی لگ رہی ہو۔ شیگال کو اس طرح کانپتے دیکھ کر زاشال جیسے گنگ سا ہو کر رہ گیا تھا۔

ہوا میں لہراتی ہوئی آواز سن کر وہ سب بری طرح سے اچھل پڑے تھے اور پلٹ کر سمندر کی طرف دیکھنے لگے۔

"یہ تو کسی شپ کے ہوٹر کی آواز ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لگتا تو یہی ہے۔ لیکن سمندر تو دور دور تک خالی نظر آ رہا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"سمندری ہواؤں کا رخ ہماری طرف ہے۔ ان ہواؤں میں ہمیں ہوٹر کی آواز سنائی دی تھی۔ ہو سکتا ہے بحری جہاز دور ہو اور اس طرف آ رہا ہو"۔ تنویر نے کہا۔

"ضروری نہیں ہے کہ جہاز اسی طرف آ رہا ہو۔ سمندروں میں جہازوں کی آمد و رفت جاری رہتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی جہاز اس طرف سے گزر رہا ہو اور اس کے ہوٹر کی ہمیں آواز سنائی دی ہو"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بھی ممکن ہے"۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جہاز کے موٹر کی آواز جس طرح ہوا کے دوش پر لہراتی سنائی دی تھی اس سے مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ جہاز یا تو اس جزیرے کی طرف آ رہا ہے یا پھر اس جزیرے کے قریب سے گزر کر کسی دوسری طرف جائے گا"۔ نعمانی نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو ہمیں اس جہاز کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے"۔ صفدر نے کہا۔

"صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اگر ہم جہاز میں سوار ہو کر بھی کسی ملک میں چلے جائیں تو وہاں سے آسانی سے واپس اپنے ملک پہنچ سکتے ہیں"۔ چوہان نے کہا۔

"تو پھر جلدی کرو۔ لکڑیاں اکٹھی کر کے جگہ جگہ ڈھیریاں لگا دو۔ ہم ان لکڑیوں کو آگ لگا دیں گے۔ آگ سے دھواں اٹھے گا تو جہاز والے یقیناً اس طرف متوجہ ہو جائیں گے"۔ جولیا نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ وہ تیزی سے جنگل کی طرف بڑھے اور انہوں نے درختوں کے ارد گرد بکھری ہوئی لکڑیاں اکٹھی کرنا شروع کر دیں۔ لکڑیاں لا کر انہوں نے ساحل سے ہٹ کر ایک جگہ ڈھیر لگا دی۔

"پہلے اس ڈھیر کو آگ لگا دو پھر ہم دوسری ڈھیری لگائیں گے"۔ جولیا نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے لائٹر

نکال لیا۔ وہ لکڑیوں کے ڈھیر پر جھک گیا۔ جولیا اس کے قریب کھڑی ہو گئی تھی جبکہ اس کے ساتھی دوسرا ڈھیر لگانے کے لئے لکڑیاں اکٹھی کرنے لگے۔ صدیقی نے لائٹر جلایا اور ان لکڑیوں میں آگ لگانے لگا۔ لکڑیاں خشک تھیں اس لئے انہیں فوراً آگ پکڑ لینی چاہئے تھی مگر صدیقی سے کوشش کے باوجود لکڑیوں میں آگ نہیں لگ رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے لکڑیاں گیلی ہوں۔

"کیا بات ہے۔ اتنی دیر کیوں لگا رہے ہو"۔ جولیا نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مس جولیا۔ لکڑیوں میں آگ نہیں لگ رہی"۔ صدیقی نے کہا۔

"آگ نہیں لگ رہی۔ مگر کیوں۔ لکڑیاں تو خشک ہیں۔ کسی چھوٹی لکڑی کو جلانے کی کوشش کرو"۔ جولیا نے کہا۔

"میں کوشش کر رہا ہوں لیکن کوئی لکڑی آگ نہیں پکڑ رہی"۔ صدیقی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ لائٹر مجھے دو۔ میں کوشش کرتی ہوں"۔ جولیا نے کہا تو صدیقی نے لائٹر اسے دے دیا۔ جولیا نے لائٹر جلایا اور چھوٹی چھوٹی لکڑیوں کو آگ لگانے کی کوشش کرنے لگی مگر لکڑیوں کو آگ لگ ہی نہیں رہی تھی۔

"حیرت ہے۔ یہ لکڑیاں آگ کیوں نہیں پکڑ رہیں"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے مس جولیا۔ آپ نے ابھی تک آگ کیوں نہیں

جلائی"۔ تنویر نے جولیا کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"یہ لکڑیاں آگ نہیں پکڑ رہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"لکڑیاں آگ نہیں پکڑ رہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم کوشش کرو۔ شاید آگ جل جائے"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور لائٹر تنویر کو دے دیا۔ تنویر بھی آگ جلانے میں ناکام رہا۔ دوسرے ممبران تھوڑے فاصلے پر لکڑیوں کا ایک ڈھیر لگا چکے تھے وہ سب بھی باری باری آگ جلانے کی کوشش کر رہے تھے مگر بے سود۔ انہوں نے جنگل سے خشک جھاڑیاں لا کر انہیں آگ لگانے کی بھی کوشش کی مگر وہ ان جھاڑیوں کو بھی آگ لگانے میں ناکام رہے تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ آگ کیوں نہیں جل رہی"۔ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ خاور نے جیب سے ایک کارڈ نکالا اور لائٹر کی سے اس کارڈ کو جلانے کی کوشش کی مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کارڈ گرم ضرور ہو گیا تھا مگر وہ بھی آگ نہیں پکڑ رہا تھا۔

"اوہ۔ لگتا ہے۔ کوئی یہ نہیں چاہتا کہ ہم آگ جلا کر کسی جہاز کو اس طرف متوجہ کریں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کوئی سے تمہاری کیا مراد ہے"۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"شنکارہ یا پھر وہ بدروح ساکالی جو ہمیں ماورائی طریقے سے لائی ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو ان سب نے بے اختیار ہو

بھینچ لئے۔

"تو کیا وہ یہیں کہیں موجود ہیں"۔ نعمانی نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"لگتا تو یہی ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ وہ چاروں طرف دیکھ رہے تھے مگر ساکالی بھلا انہیں کہاں نظر آ سکتی تھی۔ وہ بدروح تھی اگر وہ وہاں موجود ہوتی بھی تو وہ اسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔

"مس جولیا۔ وہ دیکھیں"۔ چوہان نے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ چوہان کی نظریں سمندر کی طرف تھیں۔ انہوں نے اس کی تقلید میں سمندر کی طرف دیکھا تو انہیں سمندر میں دور ایک دھبہ سا دکھائی دیا۔

"اوہ۔ یہ تو کوئی سمندری جہاز ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ ٹھہریں میں دیکھتا ہوں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور اس نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے ایک خوبصورت چشمہ نکال کر آنکھوں پر لگا لیا۔ چشمے کے شیشے ہلکے نیلے رنگ کے تھے۔ چشمے کی سائیڈوں پر پچ بٹن لگے ہوئے تھے۔ کیپٹن شکیل نے ایک بٹن کو پچ کیا تو شیشے یکلخت نیلے ہو گئے جیسے ان میں روشنی بھر گئی ہو۔ اسی لمحے دونوں گلاسز میں دو دو لکیریں سی بنیں اور وہ اوپر نیچے آتی ہوئی ایک دوسرے کو کراس کرنے لگیں۔ وہ سمندر کی طرف دیکھ رہا تھا دوسرے لمحے چشمے کے گلاسز نائٹ ٹیلی سکوپ کی طرح خود بخود فوکس ہونے لگے اور سمندر میں نظر آنے والے جہاز کا دھبہ واضح ہوتا چلا گیا

چشمے نے لمحوں میں طاقتور نائٹ ٹیلی سکوپ کی طرح کام کرنا شروع کر دیا تھا جس کی وجہ سے اب وہ آسانی سے اس جہاز کو دیکھ رہا تھا جو اس طرف آتا دکھائی دے رہا تھا۔ یہ ایکس ایکس گلاسز والا خصوصی چشمہ تھا جسے عمران نے اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح دوسرے سائنسی اسلحے کے ساتھ کیپٹن شکیل کو بھی دے رکھا تھا۔

"اوہ۔ تم ایکس ایکس گلاسز اپنے ساتھ لے آئے ہو۔ ویری گڈ" جولیا نے کہا مگر کیپٹن شکیل نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ مسلسل جہاز کو کلوز کر کے دیکھ رہا تھا۔ اسے جہاز میں گیروے لباس پہنے چند افراد چلتے پھرتے دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے ساتھ فوجی ٹائپ کے افراد بھی تھے جنہوں نے کاندھوں پر سفری بیگ باندھ رکھے اور ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ جہاز میں مو کشتیوں کو رسوں سے باندھ رہے تھے۔ جہاز کے دائیں طرف بڑ بڑے حروف میں آکاش لکھا ہوا تھا۔

"کیا دیکھ رہے ہو۔ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ"۔ جولیا نے کیپٹن ش سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ کافرستانی جہاز ہے مس جولیا اور وہ اسی جزیرے کی طرف ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کافرستانی جہاز"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ اس میں فوجی ٹائپ اور پنڈت ٹائپ قسم کے سوار ہیں۔ جہاز کا نام آکاش ہے اور اس کا رخ اس جزیرے کی

ہے"۔ کیپٹن شکیل نے باقاعدہ کمنٹری کرنے والے انداز میں کہا۔

"اوہ۔ مجھے دکھاؤ"۔ جولیا نے کہا تو کیپٹن شکیل نے چشمہ اتار کر جولیا کو دے دیا۔ جولیا اس جہاز اور جہاز میں موجود افراد کو دیکھنے لگی اس نے جہاز کے کونے پر ریلنگ کے ساتھ ایک بوڑھے کو دیکھا جو دوربین آنکھوں سے لگائے اسی جزیرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس بوڑھے نے بھی گیروے رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔ اس کا جسم وہاں دوسرے پنڈت ٹائپ کے افراد سے خاصا لمبا چوڑا تھا اور اس کے سر پر بڑے بڑے بال تھے جو ہوا میں لہرا رہے تھے۔

"کون ہو سکتے ہیں یہ لوگ اور یہ اس طرف کیوں آ رہے ہیں"۔ جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے چشمہ اتار کر صفدر کو دیا۔ صفدر نے ان سب کو دیکھا پھر باری باری سب نے چشمے سے جہاز اور جہاز میں سوار افراد کو دیکھنا شروع کر دیا۔ جہاز جزیرے سے سو میٹر دور رک گیا تھا۔ فوجی ٹائپ افراد رسیوں سے کشتیاں لٹکا کر سمندر میں اتار رہے تھے۔

"مجھے ان لوگوں کے ارادے خطرناک معلوم ہو رہے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ ایکس ایکس گلاسز والا چشمہ دوبارہ اس کے پاس آ گیا تھا۔

"کیا مطلب"۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

"وہ سمندر میں کشتیاں اتار رہے ہیں اور ان کشتیوں میں انہوں نے ایس ایس ٹی کے سلنڈر رکھے ہوئے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ایس ایس ٹی ۔ کیا مطلب "۔ جولیا نے کہا۔

" ان سلنڈروں میں ایک کیمیائی گیس ہوتی ہے اور اس گیس عموماً جنگلوں میں خطرناک جانوروں کو ہلاک کرنے اور دور بھگا کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ۔ یہ گیس چونکہ بھاری ہوتی ہے ا لئے اس کے اثرات دیر تک برقرار رہتے ہیں جس کی وجہ سے سپر شدہ علاقے کے گرد عام جانور اور پرندہ تک نہیں پھٹکتا ۔ اس گی کی وجہ سے حشرات الارض تک زمین کی تہوں میں چلے جاتے ہیں" کیپٹن شکیل نے ایس ایس ٹی گیس کے بارے میں بتاتے ہو کہا۔

" اوہ ۔ مگر یہ گیس سلنڈر یہاں کیوں لا رہے ہیں "۔ جولیا چونک کر کہا۔

" وہ لوگ اس جزیرے پر آنا چاہتے ہیں ۔ یہاں آکر اپنی حفاظ کے لئے یہ گیس سپرے کریں گے پھر یہاں رہنے کا انتظام کر گے "۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" تم نے کہا ہے کہ اس گیس کے اثرات دیر تک برقرار رہتے پھر وہ خود یہاں زندہ کیسے رہ سکیں گے ۔ کیا زہریلی گیس ان نہیں کرے گی "۔ جولیا نے کہا۔

" اس کے لئے وہ کچھ نہ کچھ انتظام کر کے ہی یہاں آئیں ۔ گیس کے اثرات سے بچنے کے لئے وہ ماسک چڑھائیں گے یا اینٹی گیس کی گولیاں کھا کر آئیں گے تاکہ زہریلی ہوا ان کے

خطرہ نہ بن سکے "۔ اس بار صفدر نے کہا۔

" وہ لوگ کشتیوں میں سوار ہو رہے ہیں ۔ چار کشتیوں میں تقریباً اسی مسلح افراد بیٹھ کر اس طرف آ رہے ہیں "۔ چوہان نے کہا۔

" انہوں نے ہمیں دیکھ لیا ہو گا لیکن پھر بھی ہمیں درختوں کے پیچھے چھپ جانا چاہئے ۔ ایسا نہ ہو وہ ہمیں دشمن سمجھ کر اندھا دھند فائرنگ کر دیں ۔ وہ جزیرے پر آئیں گے تو ہم ان کے سامنے آ جائیں گے ۔ پھر ان سے بات کریں گے ۔ ہو سکتا ہے وہ ہماری مدد کو تیار ہو جائیں "۔ جولیا نے کہا۔

" یہ ٹھیک ہے ۔ آئیں "۔ صفدر نے کہا تو وہ سب سر ہلا کر درختوں کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔ کیپٹن شکیل ایکس ایکس گلاسز سے چند لمحے ان کشتیوں کو جزیرے کی طرف بڑھتا دیکھتا رہا پھر وہ بھی گلاسز اتار کر ان کے پیچھے ہو لیا ۔ جنگل کے درخت بڑے اور گھنے تھے ۔

" کیا خیال ہے ہم ان درختوں پر نہ چڑھ جائیں "۔ چوہان نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" نہیں ۔ ایسی حماقت نہ کرنا ۔ ہم درختوں پر چڑھ گئے تو انہوں نے جزیرے میں آتے ہی گیس سپرے کرنی شروع کر دی تو ہم سب اس گیس کا شکار ہو کر بے موت مارے جائیں گے ۔ ہمیں وقتی طور پر چھپنا ہے ۔ جیسے ہی وہ جزیرے پر آئیں گے ہم ان کے سامنے چلے جائیں گے ۔ ہم خالی ہاتھ ہیں ۔ ہمیں نہتا دیکھ کر وہ فوراً ہم پر فائرنگ نہیں کریں گے "۔ جولیا نے کہا ۔ کیپٹن شکیل نے گلاسز دوبارہ

آنکھوں سے لگائے اور ایک بار پھر سمندر کی طرف دیکھنے لگا
چونک پڑا۔

"اوہ۔اوہ"۔ کیپٹن شکیل کے منہ سے نکلا۔

"کیا ہوا"۔ان سب نے چونک کر کہا۔

"وہ۔ مارٹر گنوں سے جزیرے پر حملہ کرنے والے ہیں"۔ کیپ
شکیل نے کہا۔

"اوہ نہیں"۔ان سب کے منہ سے نکلا اور اسی لمحے انہیں شا
شائیں کی تیز آواز کے ساتھ سمندر کی طرف سے کئی بم آتے دکھ
دیئے۔

"زمین پر لیٹ جاؤ۔ جلدی کرو انہوں نے بم فائر کر دیئے ہیں
کیپٹن شکیل نے چیختے ہوئے کہا تو وہ سب فوراً زمین پر لیٹ گ
اسی لمحے کئی بم ان کے ارد گرد آ کر گرے پھر یکے بعد دیگر
خوفناک دھماکے ہوئے اور ان سب کو یوں محسوس ہوا جیسے
بموں کے ساتھ ان کے بھی ٹکڑے اڑ گئے ہو۔

عمران رانا ہاؤس پہنچا تو جوزف اس کا انتظار کر رہا تھا۔ عمران نے کار پورچ میں روکی اور کار سے باہر آ گیا۔

"تم آ گئے باس"۔ جوزف نے اسے کار سے نکلتے دیکھ کر تیر کی طرح اس کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔جوانا کہاں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"آپ نے جن چیزوں کی خریداری کے لئے مجھے بھیجا تھا میں وہ سب لے آیا ہوں۔ ایک دو چیزیں رہ گئی تھیں ان کے لئے میں نے جوانا کو بھیجا ہے۔وہ بس آنے والا ہے"۔جوزف نے کہا۔

"کہاں ہیں وہ چیزیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"اندر رکھی ہیں"۔جوزف نے کہا۔

"مجھے دکھاؤ"۔ عمران نے کہا تو جوزف نے سر ہلایا اور عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بھی اس کے ساتھ چل پڑا۔جوزف نے سٹنگ

روم کا دروازہ کھولا تو سامنے میز پر دو بڑے بڑے باکس پڑے ہو تھے۔

"میں نے سب چیزیں ان باکس میں رکھ دی ہیں باس"۔ جو نے کہا۔

"کیا سب وہی چیزیں ہیں جن کی میں نے تمہیں ہدایات تھیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ نکال کر دکھاؤں"۔ جوزف نے کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم بیٹھو مجھے تم سے ضروری باتیں کرنی ہیں"۔ عمران نے آگے بڑھ کر ایک صو بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ جوزف مؤدبانہ انداز میں اس کے سامنے گیا۔

"جو باتیں میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں وہ باتیں میرے تمہارے درمیان رہیں اور کوئی اور ان باتوں کو نہ جان سکے عمران نے کہا تو جوزف چونک پڑا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ایک منٹ رکو باس میں ابھی اس کا انت کرتا ہوں"۔ جوزف نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو عمران اثبات میں سرہلا دیا۔ جوزف تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں دیسی خوشبو کا سپرے اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر کھلی ہوئی کھڑکیوں کو بھی کرنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے سپرے کین کا ڈھکن ہٹایا اور کم

میں ہر طرف سپرے کرنے لگا۔ کمرہ چند ہی لمحوں میں دیسی عطر کی مسحور کن خوشبو سے مہک اٹھا۔ جوزف نے کمرے میں آدھے سے زیادہ کین سپرے کیا اور پھر وہ عمران کے سامنے آ بیٹھا۔

"اب تم آزادی سے بات کر سکتے ہو باس۔ شنکارہ اب نہ اس کمرے میں آ سکتی ہے اور نہ ہی وہ ہماری باتیں سن سکتی ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"کیا اب واقعی شنکارہ سے چھٹکارا پانے کا کوئی اور راستہ نہیں ہے"۔ عمران کی اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نو باس۔ اب اور کوئی راستہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ ہم افریقہ کے جنگلوں میں جا کر کاشارا کا جسم حاصل کریں اور پھر اسے اس جسم کے ساتھ ہی فنا کر دیں"۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے کہا تھا کہ شنکارہ اگر کاشارا کے جسم میں سما کر زندہ ہو ئی تو اس کی شیطانی طاقتوں میں بے پناہ اضافہ ہو جائے گا۔ وہ ورائی قوتوں کی اتنی بڑی ساحرہ بن جائے گی جس پر قابو پانا مشکل جائے گا۔ اس صورت میں تم اسے کیسے فنا کر سکتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"اس کو فنا کرنے کا طریقہ مجھے فادر جوشوا نے بتا دیا ہے باس۔ اس طریقے پر عمل کروں گا۔ اس طریقے سے شنکارہ ہر صورت فنا ہو جائے گی"۔ جوزف نے کہا۔

" مجھے اس طریقے کی تفصیل بتاؤ "۔ عمران نے اس کی طرف غ
سے دیکھتے ہوئے کہا۔
" زیادہ لمبی تفصیل نہیں ہے باس ۔ کاشارا کا جسم جن جنگلی جڑ
بوٹیوں کا لیپ کر کے محفوظ کیا گیا ہے ان جڑی بوٹیوں پر آگ بھی ا
نہیں کرتی ۔ کسی گڑھے میں صندل کی لکڑیاں بھر کر اور اس کے او
کاشارا کا حنوط شدہ جسم رکھ کر ان لکڑیوں میں آگ جلانی ہو گی ۔ جب
آگ میں کاشارا کا جسم رکھا جائے گا تو وہ جلنے کی بجائے تپ کر سر
ہو جائے گا ۔ جیسے ہی کاشارا کا جسم سرخ ہو گا شنکارہ فوراً اس میں
جائے گی اور زندہ ہو کر اٹھ بیٹھے گی ۔ اس کے زندہ ہوتے ہی آگ
جائے گا ۔ شنکارہ کو کاشارا کے روپ میں اس وقت تک گڑھے
ہی رہنا ہو گا جب تک اس کا سرخ جسم سرد ہو کر سیاہ نہیں ہو جاتا
جب تک شنکارہ گڑھے سے باہر نہیں آئے گی اس کی ماورائی قوتیں
بیدار نہیں ہوں گی ۔ جیسے ہی وہ گڑھے سے باہر نکلے گی ہمیں کس
طرح اس کو کسی بم سے اڑانا پڑے گا ۔ فادر جوشوا نے بتایا ہے
شنکارہ کو مجسم حالت میں آنے کے بعد اس صورت میں فنا کیا جا
ہے جب ایک لمحے میں اس کے جسم کے پرخچے اڑا دیئے جائیں
جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
" بظاہر تو واقعی یہ بڑی آسان اور سیدھی سی ترکیب ہے لیکن ا
بھی تو ہو سکتا ہے کہ شنکارہ کاشارا کے جسم میں سمانے سے پہلے
ہمیں ہلاک کر دے یا اپنی ماورائی طاقتوں سے بے بس کر دے تا

ہم اس کے خلاف کوئی فوری کارروائی نہ کر سکیں "۔ عمران نے کہا۔
" یس باس ۔ ایسا ہو سکتا ہے ۔ کاشارا کا جسم پہاڑ کے نیچے سے نکال کر جب ہم اسے گڑھے میں رکھ کر اسے صندل کی لکڑیوں سے جلائیں گے تو اس وقت شنکارہ کا مقصد پورا ہو گا ۔ وہ اس وقت ہمارے خلاف کارروائی کر سکتی ہے "۔ جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔
" تو پھر اس بدروح سے بچنے کے لئے ہم کیا کریں گے "۔ عمران نے کہا۔
" اس کے لئے مجھے فادر جوشوا سے بات کرنی ہو گی "۔ وہی ہمیں شنکارہ کے ماورائی حملوں سے بچنے کی ترکیب بتا سکے گا "۔ جوزف نے کہا۔
" تو کرو بات "۔ عمران نے جھلا کر کہا۔
" یس باس ۔ میں فادر جوشوا کو اس کمرے میں بلاتا ہوں ۔ آپ تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جائیں "۔ جوزف نے کہا تو عمران سر ہلا کر اٹھا اور پھر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ اس نے دروازہ کھولا اور کمرے سے باہر آ گیا ۔ باہر آ کر اس نے دروازہ بند کر دیا ۔ جیسے ہی وہ دروازہ بند کر کے پلٹا اسی لمحے سرر کی آواز کے ساتھ اوپر سے ایک سایہ سا آ کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا ۔ سائے میں حرکت سی پیدا ہوئی اور پھر اس سائے میں شنکارہ کے نقوش ابھرتے چلے گئے ۔
" تم "۔ عمران نے اسے دیکھ کر منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ تم اور مکاشو اس کمرے میں کیا کر رہے تھے"۔ شنکارہ نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" میں اس کے گنجے سر پر جوتے مار رہا تھا۔ کیوں ۔ تم کیوں پوچھ رہی ہو"۔ عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تم دونوں میرے خلاف جس قدر مرضی سازشیں کر لو مگر اب کامیاب نہیں ہو سکو گے ۔ اب میرا پلہ تم دونوں پر بھاری ہے ۔ بے حد بھاری"۔ شنکارہ نے غراتے ہوئے کہا۔

" بہت بڑی خوش فہمی ہے تمہیں"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" یہ خوش فہمی نہیں حقیقت ہے"۔ شنکارہ نے کہا۔

" بہر حال یہاں کیوں آئی ہو"۔ عمران نے کہا جیسے وہ اس بے کسی بحث میں نہ الجھنا چاہتا ہو۔

" تمہارا فیصلہ جاننے کے لئے"۔ شنکارہ نے کہا۔

" کیسا فیصلہ"۔ عمران نے کہا۔

"یہی کہ تم میرا ساتھ دینے لئے تیار ہو یا نہیں"۔ شنکارہ نے کہا۔

" کیا تمہیں نہیں معلوم"۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" معلوم ہے ۔ لیکن میں تمہارے منہ سے سننا چاہتی ہوں"۔ شنکارہ نے بھیانک پن سے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ساری دنیا منہ سے ہی بولتی ہے ۔ میں نے کسی کو ناک اور

کانوں سے بولتے نہیں دیکھا"۔ عمران نے کہا تو شنکارہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

" تو بتاؤ"۔ شنکارہ نے کہا۔

" پہلے تم بتاؤ ۔ تم نے میرے ساتھیوں کو کروٹم جیسے خطرناک جزیرے پر کیوں پہنچایا ہے"۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" وہ کروٹم نہیں ماری کٹ جزیرہ ہے"۔ شنکارہ نے کہا۔

" ایک ہی بات ہے ۔ دنیا موت کے اس جزیرے کو کروٹم کے نام سے جانتی ہے جبکہ افریقی زبان میں اس جزیرے کو ماری کٹ جزیرہ کہا جاتا ہے"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

" اگر میں تمہارے ساتھیوں کو اس جزیرے پر نہ پہنچاتی تو وہ سب ہلاک ہو جاتے"۔ شنکارہ نے کہا۔

" کیا مطلب"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

" مجھے حاصل کرنے کے لئے بے شمار طاقتیں متحرک ہیں ۔ افریقہ کے شمالی مشرقی جنگلوں اور ارد گرد کے دوسرے جنگلوں میں ایسی بہت سی طاقتیں ہیں جو اس انتظار میں ہیں کہ میں کب وہاں پہنچوں اور وہ مجھے اپنے قابو میں کر لیں ۔ اگر میں تمہارے ساتھیوں کو ان میں سے کسی جگہ پہنچاتی تو وہ طاقتیں ان کو فوراً ہلاک کر دیتیں لیکن ماری کٹ جزیرہ ایک ایسا جزیرہ ہے جہاں میرے اور جما کا جادو جاننے والوں کے سوا کوئی نہیں جا سکتا ۔ اس جزیرے پر ہر طرف خوفناک درندے، خونخوار پرندے اور زمین پر رینگنے والے زہریلے کیڑے

مکوڑے گھومتے پھرتے رہتے ہیں۔ خاص طور پر اس جزیرے پر خونخوار گدھوں کی ایک بہت بڑی نسل آباد ہے۔ وہ گدھ انسانوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ وہ اچانک حملہ کر کے انسان کو ہلاک کر کے ان کی آنکھیں اور دل نکال کر کھا جاتے ہیں اس لئے خاص طور پر شیطانی ذریتیں اور ان سے متعلق افراد اس جزیرے پر جانے سے گھبراتے ہیں کیونکہ ان گدھوں کی موجودگی میں وہ بھی زندہ نہیں رہ سکتے"۔ شنکارہ نے کہا۔

"انسانوں کو تو ان سے خطرہ ہو سکتا ہے مگر ان شیطانی ذریتوں کو ان گدھوں سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے"۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ شیطانی راز ہے جو تمہیں نہیں بتایا جا سکتا"۔ شنکارہ نے کہا۔

"میرے ساتھیوں کو تم نے اس قدر خوفناک جزیرے میں پہنچا دیا ہے اس کے باوجود بھی تم کہہ رہی ہو کہ وہ محفوظ ہیں"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ وہاں اکیلے نہیں ہیں"۔ شنکارہ نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کون ہے ان کے ساتھ"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"انہیں وہاں ساکالی لے گئی۔ جب تک ساکالی وہاں موجود ہے تمہارے ساتھیوں کو کچھ نہیں ہو گا۔ نہ ان پر درندے حملہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی حشرات الارض اور نہ ہی خونخوار گدھ"۔ شنکارہ نے کہا تو عمران کے چہرے پر قدرے اطمینان آ گیا۔

"کیا وہاں ساکالی ان کے کھانے پینے کا بھی انتظام کرتی رہے گی"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ اپنے کھانے پینے کا انتظام وہ خود کریں گے۔ جنگل پھل دار درختوں اور میٹھے پانی کے چشموں سے بھرا ہوا ہے"۔ شنکارہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ"۔ عمران نے کہا۔

"انہیں بس ایک صورت میں خطرہ ہو سکتا ہے"۔ شنکارہ نے کہا۔

"کس صورت میں"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"اگر ساکالی وہاں سے ہٹ گئی یا اسے وہاں سے ہٹا دیا گیا تو تمہارے ساتھیوں کے لئے وہ جزیرہ واقعی موت کا جزیرہ بن جائے گا۔ پھر وہ نہ اس جزیرے کے حشرات الارض سے بچ سکیں گے نہ جنگلی درندوں سے اور نہ ہی خونخوار گدھوں سے"۔ شنکارہ نے کہا۔

"اوہ۔ مگر تمہارے سوا ساکالی کو وہاں سے کون ہٹا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہے ایک انسان"۔ شنکارہ نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کون ہے وہ"۔ عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"زاشال"۔ شنکارہ نے کہا تو عمران زاشال کا نام سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا زاشال اس جزیرے پر جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"وہ اسی جزیرے کی طرف جارہا ہے۔اس کا خیال ہے کہ میں اس جزیرے پر ضرور جاؤں گی اور وہ اس جزیرے پر مجھے آسانی سے دبوچ لے گا"۔ شنکارہ نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ایسا ممکن ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"زاشال میرے لئے خطرناک ضرور ہو سکتا ہے مگر ...." شنکارہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"مگر کیا"۔ عمران نے کہا۔

"کچھ نہیں ۔ تم اپنے ساتھیوں کی فکر مت کرو۔ جب تک تم میرے ساتھ ہو انہیں کچھ نہیں ہو سکتا"۔ شنکارہ نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

"اگر میں تمہارا ساتھ دینے کی حامی بھرلوں تو کیا تم میرے ساتھیوں کو یہاں واپس بلا سکتی ہو"۔ عمران نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"نہیں ۔انہیں وہاں ساکالی لے گئی ہے ۔ ساکالی کا مجھ سے ا دور رابطہ نہیں ۔ میرے پاس ماورائی طاقتیں ہیں مگر اتنی نہیں کہ میں تمہارے ساتھیوں کو یہاں واپس لا سکوں"۔ شنکارہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر میں ٹرانسمیٹر پر اپنے ساتھیوں سے رابطہ کروں تو کیا وہاں ٹرانسمیٹر پر ساکالی سے بات نہیں کر سکتی"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں ۔جب تک ساکالی میرے سامنے نہیں آئے گی یا میں اس کے پاس نہیں جاؤں گی وہ میری آواز نہیں سن سکتی"۔ شنکارہ نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا یہ ممکن ہے کہ جس طرح ساکالی میرے ساتھیوں کو ماورائی طاقتوں سے اٹھا کر اس جزیرے پر لے گئی ہے اسی طرح تم مجھے اور میرے باقی ساتھیوں کو بھی وہاں پہنچا دو"۔ عمران نے کہا تو شنکارہ ہنس پڑی۔

"اب یہ بھی ممکن نہیں ہے عمران"۔ شنکارہ نے کہا۔

"کیوں ۔اب یہ ممکن کیوں نہیں ہے"۔ عمران نے پھر سے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے اور مکاشو نے جس دھاتی بوتل میں مجھے قید کیا تھا اس دھاتی بوتل کی وجہ سے میرے پاس جہاں بہت سی ماورائی طاقتیں واپس آگئی ہیں اسی طرح چند طاقتیں مجھ سے دور ہو گئی ہیں جن میں ایک طاقت یہ بھی ہے کہ میں دور دراز کا سفر لمحوں میں طے کر سکوں یا کسی کو غائب کر کے کہیں پہنچا سکوں"۔ شنکارہ نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم سے چھٹکارہ پانے کے لئے سارے اخراجات مجھے ہی برداشت کرنا پڑیں گے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا ۔کیا کہا تم نے"۔ شنکارہ نے چونک کر کہا جیسے اس نے عمران کی بڑبڑاہٹ سن لی ہو۔

"کچھ نہیں"۔ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

"میں نے سن لیا ہے جو تم نے کہا ہے"۔ شنکارہ نے غرا کر کہا۔

"سن لیا ہے تو مجھے کیا"۔ عمران نے اور زیادہ برا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سنو عمران۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ افریقہ کے جنگلوں میں جانے اور صرف میرے لئے کام کرنے سے تم خسارے میں رہو گے تو ایسا سوچنا بھی نہیں۔ شنکارہ خود پر کسی کا احسان نہیں رکھتی"۔ شنکارہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ تو تم میرے احسان کا بدلہ بھی اتار دو گی۔ بہت خوب"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں تمہارے احسان کا بدلہ ضرور اتاروں گی"۔ شنکارہ نے کہا۔

"مگر کب"۔ عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور طنز تھا۔

"یہ میں تمہیں ماری کٹ جزیرے پر پہنچ کر بتاؤں گی"۔ شنکارہ نے کہا۔

"یعنی کرو تم جزیرے پر"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ البتہ میں تمہیں اتنا ضرور بتا سکتی ہوں کہ اس جزیرے پر جا کر تم اپنے ملک کو ایک بہت بڑی اور خوفناک تباہی سے بچا سکتے ہو"۔ شنکارہ نے کہا تو عمران چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگا۔

"مجھے احمق بنانے کی کوشش کر رہی ہو تم"۔ عمران نے ا

بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں سچ کہہ رہی ہوں"۔ شنکارہ نے کہا۔

"ہونہہ۔ شیطانی ذریت اور سچ۔ اگر کوئی سچ ہے تو بتاؤ"۔ عمران نے کہا۔

"تم اس طرح نہیں مانو گے۔ تمہیں حقیقت بتانا پڑے گی"۔ شنکارہ نے کہا۔

"بتاؤ"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"ماری کٹ جزیرے پر اسرائیل کے چند سائنس دانوں، انجنیئروں اور چند ایجنٹوں نے بلیک برڈ نامی ایک میزائل لانچ کیا ہے۔ اس میزائل میں کیمیائی مواد بھرا ہوا ہے جو اگر تمہارے ملک میں آکر پھٹ جائے تو صرف چند ہی لمحوں میں تمہارے ملک کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ وہ سب ماری کٹ جزیرے پر قبضہ کرنا چاہتے تھے کیونکہ وہی ایک ایسا جزیرہ ہے جہاں سے بے شمار اسلامی ملکوں کو آسانی کے ساتھ نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے اپنے نئے اور طاقتور میزائل کا پہلا تجربہ پاکیشیا پر کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس میزائل میں یہ خصوصیت ہے کہ ایک تو یہ ہزاروں میل کا سفر چند گھنٹوں میں پورا کر لیتا ہے دوسرے اس میزائل کو کسی طرح سے چیک نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے راستے میں تباہ کیا جا سکتا ہے اور تیسرے یہ کہ وہ میزائل ٹھیک اپنے نشانہ پر جا کر گرتا ہے جس سے ہر طرف اس قدر خوفناک تباہی پھیل جاتی ہے جس کا کوئی

تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اسرائیلی اس میزائل کو جزیرے کے ایک خفیہ مقام پر ایڈجسٹ کر چکے ہیں اور انہوں نے پاکیشیا کو ٹارگٹ بنا کر اس میں پاکیشیا ریبخ بھی فکس کر دی تھی۔ وہ میزائل چونکہ ٹائم سسٹم کے تحت چ تھا اس لئے سائنس دان اس میزائل میں تین دن کا ٹائم سیٹ کر چاہتے تھے۔ اس میزائل کا چونکہ ان کا پہلا تجربہ تھا اس لئے انہیں شک تھا کہ میزائل آن ہوتے ہی اس جزیرے پر بھی پھٹ سکتا ہے جس سے اس جزیرے کا نام ونشان بھی باقی نہ رہتا اس لئے وہ اس ٹائم سیٹ کر کے وہاں سے دور نکل جانا چاہتے تھے۔ جب سائنس دان ٹائمر مشین آن کر رہے تھے تو اچانک ان پر سرخ رنگ چیونٹیوں نے حملہ کر دیا تھا۔ اس جزیرے کی سرخ چیونٹیاں گوشت خور ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی زہریلی ہوتی ہیں۔ ان میں سے اگر ایک چیونٹی بھی کسی انسان کو کاٹ لے تو وہ انسان لمحوں میں تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ ان سب نے سرخ چیونٹیوں سے بچنے ہر ممکن کوشش کی تھی مگر کامیاب نہ ہو سکے تھے۔ جو سائنس دان میزائل پر ٹائم سیٹ کر رہا تھا اسے جب ایک سرخ چیونٹی نے کاٹا اس کا ہاتھ بہک گیا تھا۔ وہ ٹائمر پر اڑتالیس گھنٹوں کا وقت سیٹ کرنا چاہتا تھا مگر ہاتھ بہک جانے کی وجہ سے ٹائمر پر اڑتالیس گھنٹوں کی جگہ نو سو اڑتالیس گھنٹوں کا وقت ایڈجسٹ ہو گیا تھا اس طرح ایک ماہ نو دن اور بارہ گھنٹوں بعد وہ میزائل وہاں سے فائر ہوتا اور

سیدھا پاکیشیا میں آ گرتا۔ اگر اس میزائل کو نہ روکا گیا تو آج سے ٹھیک سات دن بعد وہ میزائل سچ مچ پاکیشیا میں آ گرے گا"۔ شنکارہ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ کافرستانی ذہین ایجنٹ پھول وتی کے جسم میں رہ چکی تھی اور اس نے پھول وتی کا دماغ پڑھ لیا تھا اس لئے وہ سب باتیں بے حد روانی سے کہہ رہی تھی اور اس کی باتیں سن کر عمران واقعی دنگ رہ گیا تھا۔

"کیا واقعی تم سچ کہہ رہی ہو"۔ عمران نے کہا جیسے اسے شنکارہ کی باتوں پر یقین ہی نہ آیا ہو۔

"اس جزیرے پر جا کر خود دیکھ لینا۔ اگر میں غلط ہوئی تو بے شک تم میرا کام نہ کرنا"۔ شنکارہ نے پر اعتماد لہجے میں کہا تو عمران کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں پھیل گئیں۔ اسرائیل نے پاکیشیا کو تباہ کرنے کا ایک خوفناک انتظام کر لیا تھا اور اس کے بارے میں عمران کو کوئی خبر ہی نہ ملی تھی۔ نہ بلیک برڈ میزائل کے اسرائیل میں بننے کی خبر اور نہ اس میزائل کو اسرائیل سے کروٹم جزیرے پر لے جانے کے بارے میں اسے کچھ پتہ چلا تھا۔ اگر شنکارہ واقعی سچ کہہ رہی تھی تو یہ قدرت کی طرف سے عمران اور پاکیشیا کی کروڑوں عوام کے لئے غیبی امداد تھی جو اسرائیلی سائنس دانوں پر سرخ چیونٹیوں کے حملے کی وجہ سے میزائل کے ٹائمر پر نو سو گھنٹوں سے زیادہ وقت سیٹ ہو گیا تھا ورنہ اب تک بے خبری میں واقعی پاکیشیا صفحہ ہستی سے مٹ گیا ہوتا۔

"سات روز سے تمہاری کیا مراد ہے"۔ عمران نے ہونٹ ہوئے کہا۔

"نو سو اڑتالیس گھنٹوں میں سے سات سو اسی گھنٹوں کا گزر چکا ہے۔ اب ایک سو اڑسٹھ گھنٹے یعنی سات دن باقی ہیں سات دنوں میں ہی تم اس میزائل تک پہنچ کر اسے ڈی فیوز کر ہو"۔ شنکارہ نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"سوچ لو شنکارہ۔ اگر تمہاری بات غلط ہوئی تو میں کسی ط بھی تمہارے لئے کاشارا کا جسم حاصل نہیں کروں گا"۔ عمران اسے دھمکاتے ہوئے کہا۔

"میں شیطان کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اگر میں غلط ہوئی ت اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں سے میرا کام کئے بغیر واپس چلے جا میں تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کروں گی"۔ شنکارہ نے اور اسے شیطان کی قسم کھاتے دیکھ کر عمران کو یقین ہو گیا ک جھوٹ نہیں بول رہی۔ شیطانی ذریتیں آسانی سے مہا شیطا قسمیں نہیں کھاتی تھیں کیونکہ ان کی قسمیں اگر جھوٹی ہو جاتیں اسی لمحے جل کر فنا ہو سکتی تھیں۔

"اوہ۔ بڑی عجیب و غریب اور حیرت انگیز بات بتائی ہے تم۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اسرائیل پاکیشیا کے کروڑ عوام کی زندگیوں سے اس طرح کھیل سکتا ہے۔ اسرائیل سفاکی درندگی کی تمام حدیں پار کر چکا ہے۔ اب اسے سبق کھانے کے

مجھے اسرائیل کے خلاف کوئی مشن بنانا ہی پڑے گا"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہارا اپنا فعل ہو گا۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے کہ تم اسرائیل کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔ بلیک برڈ میزائل کے بارے میں میں نے تمہیں صرف اس لئے بتایا ہے تاکہ تم یہ نہ سمجھتے رہو کہ میری وجہ سے افریقہ کے جنگلوں میں جانے سے تمہارا وقت برباد ہو گا اور تم خسارے میں ہو گے۔ میرے کام کے ساتھ ساتھ جب تم اس میزائل کو فائر ہونے سے روک دو گے تو خود ہی سوچو کیا یہ تمہارا مشن نہیں ہو گا"۔ شنکارہ نے کہا تو عمران نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا تم اس جزیرے پر میرے ساتھ ہو گی"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں خود تمہیں اس میزائل تک لے جاؤں گی۔ اس میزائل کو ڈی فیوز کرنے کے بعد ہی تم میرا کام کرنا"۔ شنکارہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تو مجھے ہر حال میں اس جزیرے پر جانا ہو گا۔ تمہارے لئے مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں اس کا فیصلہ میں اس جزیرے پر جا کر ہی کروں گا"۔ عمران نے کہا۔

"مجھے منظور ہے"۔ شنکارہ نے فوراً حامی بھرتے ہوئے کہا۔

"اور ہاں۔ تم نے ملک ساکال جانے کے لئے اپنے ساتھی سے چھ زاد کے لئے ہوائی ٹکٹ بک کرانے اور کاغذات تیار کرانے کے لئے

کہا تھا۔ ان میں اب میرا نام بھی شامل کر لو۔ میں نے کافرستان سے ماورائی طاقتوں سے ایک ایسی لڑکی کو بلا لیا ہے جو پاشوکا کا جادو جانتی ہے۔ میں صرف پاشوکا کا جادو جاننے والی لڑکیوں کے جسم میں ہی سما سکتی ہوں اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اس لڑکی کے جسم میں سما کر تمہارے ساتھ انسانی روپ میں ہی سفر کروں گی"۔ شنکارہ نے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کے لئے تم ایک اور خون کرو گی"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ ضروری ہے۔ میں جانتی ہوں تم ایک دردمند انسان ہو۔ کسی بے گناہ کو ہلاک ہوتے نہیں دیکھ سکتے مگر میں نے جس لڑکی کو بلایا ہے وہ ساحرہ ہے اور زاشال کی کنیز ہے۔ اس لڑکی کی ہلاکت کا تمہیں افسوس نہیں ہو گا"۔ شنکارہ نے بھیانک پن سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے وہ لڑکی"۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ کافرستان سے روانہ ہو چکی ہے۔ اگلے ایک گھنٹے میں وہ ایک فلائٹ سے یہاں پہنچ جائے گی۔ جیسے ہی وہ یہاں آئے گی میں اسے ہلاک کر کے اس کے جسم میں سما جاؤں گی اور اس سے اگلے ایک گھنٹے میں واپس تمہارے پاس آجاؤں گی"۔ شنکارہ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جا کر اس لڑکی کا جسم حاصل کرو اتنی دیر میں

میں اپنی باقی تیاری مکمل کر لیتا ہوں"۔ عمران نے کہا تو شنکارہ سر ہلا کر وہاں سے غائب ہو گئی۔ اب عمران واقعی پریشان نظر آ رہا تھا۔ شنکارہ نے اسے جس بلیک برڈ میزائل کے بارے میں بتایا تھا وہ اس کے ہوش اڑا دینے کے لئے کافی تھا۔ اس نے بہرحال کروٹم جزیرے پر جا کر اس میزائل کو پاکیشیا پر فائر ہونے سے روکنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اسی لمحے اس کے عقب میں کمرے کا دروازہ کھلا اور جوزف باہر آ گیا۔ جوزف کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں جیسے ان میں خون ہی خون بھرا ہو۔

"باس۔ شنکارہ نے تمہیں جو بتایا ہے وہ غلط نہیں ہے۔ کروٹم جزیرے پر واقعی اسرائیل کا میزائل موجود ہے جو اگلے سات روز میں وہاں سے فائر ہو کر پاکیشیا میں آ کر گر سکتا ہے اور اس میزائل کے گرتے ہی پاکیشیا کا وجود ہمیشہ کے لئے مٹ جائے گا"۔ جوزف نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران بری طرح سے اچھل پڑا۔ ساتھ ہی اس نے آئی کوڈ میں اسے اشارہ کر دیا۔

"تمہیں اس میزائل کے بارے میں کیسے معلوم ہوا۔ کیا تم میری اور شنکارہ کی باتیں سن رہے تھے"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔ مجھے یہ سب کچھ فادر جوشوا نے بتایا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ باہر شنکارہ تم سے باتیں کر رہی ہے۔ وہ تم سے جو کچھ کہہ رہی تھی اس کی کوئی بات غلط نہیں ہے"۔ جوزف نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

بم ان کے ارد گرد آکر پھٹے تھے جس کی وجہ سے ان کے دل دہل گئے تھے اور انہیں یوں محسوس ہوا تھا جیسے ان کے جسم بھی ان دھماکوں کے ساتھ پھٹ گئے ہوں لیکن انہیں اپنے جسموں میں معمولی سی بھی تکلیف کا احساس نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے چونک کر دیکھا ان کے ارد گرد پھٹنے والے بم دھویں کے تھے جن سے نیلے رنگ کا دھواں نکل کر ہر طرف پھیلتا جا رہا تھا۔

ساحل پر اور درختوں کی دوسری طرف دائیں بائیں اس طرح کے مسلسل دھماکے ہو رہے تھے اور انہیں ہر طرف سے نیلے رنگ کے دھویں کے بادل سے اٹھتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے۔ اس دھویں کی وجہ سے ان سب کی ناک میں ہلکی ہلکی سوزش ضرور ہوئی تھی ا وہ سب چھینکیں مارنے پر مجبور ہو گئے تھے مگر نہ ہی اس دھویں سے ان کے سر چکرائے تھے اور نہ ہی وہ بے ہوش ہوئے تھے۔ ان ک

چھینکیں بھی فوراً ہی رک گئی تھیں۔

"اوہ۔ وہ لوگ تو یہاں دھویں کے بم برسا رہے ہیں"۔ جولیا نے جلدی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ اگر انہوں نے جنگل میں دھویں کے بم ہی برسانے تھے تو وہ اپنے ساتھ ایس ایس ٹی گیس کے سلنڈر کیوں لا رہے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ سب کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"میرا خیال ہے وہ جنگلی جانوروں کو یہاں سے دور ہٹانے کے لئے زہریلے دھویں کے بم برسا رہے ہیں تاکہ جنگلی جانور کافی پیچھے ہٹ جائیں اور پھر وہ جزیرے پر آکر یہاں اطمینان سے ایس ایس ٹی کا سپرے کرتے رہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن کیا انہیں ہم نہیں نظر آئے ہوں گے۔ جہاز پر سے ایک بوڑھا آنکھوں سے مسلسل دوربین لگائے جزیرے کی طرف دیکھ رہا تھا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس غیر آباد جزیرے میں وہ ہمیں اپنے لئے خطرہ سمجھتے ہوں اس لئے انہوں نے یہاں دھویں کے بم برسا دیئے تاکہ ہم بھی یہاں بے ہوش ہو کر گر جائیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ ہو سکتا ہے۔ مگر"۔ جولیا نے کہا اور پھر وہ اچانک بری طرح سے چونک پڑی۔

"کیا ہوا۔ آپ کچھ کہتے کہتے رک کیوں گئی ہیں"۔ تنویر نے کہا۔

"انہوں نے یہاں بلیو سموک بم برسائے ہیں ناں"۔ جولیا نے جیسے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ان بموں سے اب بھی بلیو سموک اٹھ رہا ہے"۔ صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اور یہ بلیو سموک اس قدر زود اثر ہوتا ہے کہ اس سے ہاتھی تک بے ہوش ہو کر گر جاتے ہیں"۔ جولیا نے اسی انداز میں کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ لیکن آپ۔ اوہ۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا کہ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں"۔ صفدر نے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"واقعی یہ حیرانی کی بات ہے۔ بلیو سموک ہمارے ارد گرد پھیلا ہوا ہے اس کے باوجود ہم سب ہوش میں ہیں۔ ہمیں تو فوراً بے ہوش ہو جانا چاہئے"۔ تنویر نے کہا تو اس کی بات سن کر سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"ہمیں اپنی ناک میں ہلکی ہلکی سوزش ضرور محسوس ہو رہی ہے لیکن نہ ہی ہمارا سر بھاری ہوا ہے اور نہ ہمارے دماغ چکرائے ہیں۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم یہ باتیں بعد میں کر سکتے ہیں مس جولیا۔ پہلے ہمیں ساحل کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ وہ لوگ ساحل پر آ چکے ہیں۔ بلیو سموک سے تو ہم بے ہوش ہونے سے بچ گئے ہیں لیکن اگر انہوں نے یہاں ایس ایس ٹی گیس کا سپرے کرنا شروع کر دیا تو ہم میں سے کوئی زندہ

نہیں بچ سکے گا"۔ خاور نے انہیں توجہ دلاتے ہوئے کہا تو انہوں نے چونک کر دیکھا کہ کمانڈوز واقعی کشتیوں سمیت ساحل پر آ چکے تھے۔ وہ چھلانگیں لگا کر کشتیوں سے نکل کر کشتیوں کو خشکی پر کھینچ رہے تھے۔ ان سب نے چہروں پر گیس ماسک چڑھا رکھے تھے۔

"ہمیں فوراً ان کے سامنے جا کر انہیں اس سپرے سے روکنا ہو گا"۔ خاور نے کہا۔

"نجانے یہ لوگ کون ہیں۔ اگر انہوں نے ہمیں دیکھ کر اچانک فائرنگ کر دی تو پھر"۔ چوہان نے کہا۔

"ہم سب کا ایک ساتھ ان کے سامنے جانا مناسب نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں اکیلی ان کے پاس جاتی ہوں۔ ایک اکیلی عورت کو دیکھ کر وہ فوراً فائرنگ نہیں کریں گے۔ میں ان کے کمانڈر سے بات کروں گی"۔ جولیا نے کہا۔

"لیکن آپ ان سے کہیں گی کیا"۔ تنویر نے پوچھا۔

"میں کہہ دوں گی کہ میں اور میرے ساتھی شکار کھیلنے اس جزیرے کی طرف آ رہے تھے کہ سمندر میں ہماری لانچ ڈوب گئی اور ہم تیرتے ہوئے اس جزیرے پر آ گئے۔ اب ہمیں ان کی مدد کی ضرورت ہے۔ وہ ہمیں کسی افریقی ملک میں بھی پہنچا دیں گے تو ہم وہاں سے آسانی کے ساتھ نکل جائیں گے"۔ جولیا نے کہا۔

"پھر بھی مس جولیا۔ آپ کو ان کے سامنے اکیلے نہیں جانا چاہئے"۔ تنویر نے کہا۔

"تو تم میرے ساتھ چلو۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا"۔ جولیا نے کہا تو تنویر کی آنکھیں چمک اٹھیں جیسے وہ جولیا سے اسی جواب کی توقع کر رہا تھا۔

"جلدی کریں مس جولیا وہ گیس سلنڈر کشتیوں سے نکال کر خشکی پر لا رہے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا جس کی آنکھوں پر ایکس ایکس گلاسز لگے ہوئے تھے۔

"آؤ"۔ جولیا نے تنویر سے کہا اور پھر وہ درختوں کے پیچھے سے نکلے اور قدم اٹھاتے ہوئے کمانڈوز کی طرف بڑھنے لگے۔

"سنو۔ ہماری بات سنو۔ ہم نہتے ہیں۔ ہم پر فائرنگ مت کرنا"۔ تنویر نے اونچی آواز میں کہا۔ ان دونوں نے احتیاطاً ہاتھ سروں پر بلند کر رکھے تھے مگر یہ دیکھ کر جولیا اور تنویر حیران رہ گئے کہ ان میں سے کوئی تنویر کی آواز سن کر نہیں چونکا تھا۔ وہ جس طرح درختوں کے پیچھے سے نکلے تھے فوراً ان مسلح کمانڈوز کو نظر آ جانا چاہئے تھا مگر وہ سب اپنے کاموں میں اس طرح مصروف نظر آ رہے تھے جیسے کسی نے بھی انہیں نہ دیکھا ہو۔

"یہ لوگ ہماری طرف متوجہ کیوں نہیں ہو رہے"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں خود بھی حیران ہوں"۔ تنویر نے کہا۔ وہ دونوں اس طرح ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ مسلح افراد بڑے بڑے سلنڈر کھینچتے ہوئے اس طرف لا رہے تھے اور کچھ مسلح کمانڈوز چوکنا انداز میں ان

کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی کو تلاش کر رہے ہوں۔ ان میں سے چند افراد کی نظریں اس طرف تھیں جہاں سے تنویر اور جولیا ان کی طرف بڑھ رہے تھے مگر ان کو دیکھ کر ان کے چہروں پر کوئی تاثرات پیدا نہیں ہوئے تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور سب کی کمروں پر فوجی بیگ تھے۔

"ہم ان کے نزدیک جا رہے ہیں اور وہ ہماری طرف دیکھ ہی نہیں رہے۔ کیا یہ سب اندھے ہیں"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے"۔ تنویر کے منہ سے نکلا۔ اسی لمحے انہوں نے ایک مسلح شخص کو چونکتے دیکھا۔ اس کی نظریں ان کی طرف ہی تھیں۔ اس نے یکلخت گن سیدھی کی اور تیز تیز چلتا ہوا ان کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ دونوں رک گئے۔

"تم اس سے کوئی بات نہ کرنا۔ میں خود اس سے بات کروں گی"۔ جولیا نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا بات ہے راجن۔ جنگل کی طرف کیوں جا رہے ہو"۔ اچانک اس مسلح شخص کو پیچھے سے کسی نے آواز دے کر پوچھا۔ وہ ایک لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر شخص تھا جس کے چہرے پر درشتگی اور سپاٹ پن تھا۔

"میں نے ان درختوں کے قریب جھاڑیوں میں حرکت دیکھی ہے

کمانڈر ۔ شاید اس طرف کوئی ہے"۔ اس مسلح شخص نے کہا جو تنویر اور جولیا کی طرف آ رہا تھا۔ اس کی بات سن کر وہ دونوں حیران رہ گئے تھے۔ اس نے جھاڑیوں میں حرکت کی بات کی تھی۔ ان دونوں کو واقعی جیسے وہ نہیں دیکھ رہا تھا۔

"اوہ ۔ تو پھر تم اکیلے اس طرف مت جاؤ۔ ہو سکتا ہے ان میں سے کوئی ایک بے ہوش ہونے سے بچ گیا ہو"۔ کمانڈر نے کہا۔ اس نے چند مشین گن برداروں کو آواز دے کر بلایا اور انہیں راجن کے ساتھ درختوں اور جھاڑیوں کی طرف جانے کا حکم دیا۔ مسلح افراد گنیں سیدھی کر کے کمانڈر کی مخصوص چال چلتے ہوئے ان دونوں کے قریب سے یوں گزرتے چلے گئے جیسے وہ دونوں غیبی مخلوق ہوں اور وہ واقعی انہیں نہ دیکھ پا رہے ہوں۔

"یہ ۔ یہ کیا ہو رہا ہے"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لگتا ہے یہ جان بوجھ کر ہمیں نظرانداز کر رہے ہیں یا پھر"۔ تنویر نے کہا۔

"یا پھر ۔ یا پھر کیا"۔ جولیا نے کہا۔

"یا پھر شاید واقعی ہم انہیں دکھائی نہیں دے رہے"۔ تنویر نے کہا اور جولیا اس کی طرف ایسی نظروں سے دیکھنے لگی جیسے اسے تنویر کی دماغی حالت پر شک ہو۔

"کیا بات کر رہے ہو۔ ہم انسان ہیں جن بھوت نہیں جو انہیں دکھائی نہ دے رہے ہوں"۔ جولیا نے کہا۔ کمانڈر ان کے سامنے ہی

کھڑا تھا اور اس کی نظریں اپنے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں جو جنگل کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن کی بجائے بھاری پسٹل تھا۔

"ایک منٹ"۔ تنویر نے کہا پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا کمانڈر کے پاس آیا۔

"ہیلو ۔ کیا تم مجھے دیکھ نہیں رہے ہو"۔ تنویر نے کمانڈر کے سامنے جا کر کہا لیکن کمانڈر کے انداز میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ یہ دیکھ کر جولیا بھی تیزی سے اس کے قریب آ گئی۔

"مس جولیا یہ تو میری آواز بھی نہیں سن رہا"۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں کیا کہہ سکتی ہوں"۔ جولیا نے کہا۔ تنویر نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا مگر بے سود۔ کمانڈر کی آنکھوں میں کوئی تاثر نمودار نہیں ہوا تھا۔

"مسٹر۔ میں تم سے مخاطب ہوں۔ کیا تم سچ مچ اندھے اور بہرے ہو"۔ تنویر نے کمانڈر کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس نے جیسے ہی کمانڈر کے کاندھے پر ہاتھ رکھا وہ اس طرح بھڑک کر پیچھے ہٹ گیا جیسے اس کے پیر پر کسی زہریلے ناگ نے کاٹ لیا ہو۔

"کون ہے ۔ کون ہے یہاں ۔ میرے کاندھے پر کس نے ہاتھ رکھا تھا"۔ کمانڈر نے مشین پسٹل سیدھا کر کے اندھوں کی طرح

ادھر ادھر نظریں گھماتے ہوئے کہا۔ کمانڈر کے اس انداز پر وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ اب انہیں یقین ہو گیا تھا کہ وہ دونوں واقعی کمانڈر کی نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ اسی لمحے ایک مسلح شخص تیز تیز چلتا ہوا کمانڈر کے پاس آیا۔

"کیا ہوا سر"۔ اس نے کمانڈر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یہاں کوئی ہے۔ کسی نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا"۔ کمانڈر نے تیز لہجے میں کہا۔

"کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔ لیکن سر یہاں تو کوئی نہیں ہے"۔ اس شخص نے کہا تو جولیا اور تنویر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے جیسے ان کی سمجھ میں ہی نہ آ رہا ہو کہ وہ کیا کہیں اور کیا کریں۔

"مم۔ مجھے تو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہو رہا ہے"۔ جولیا نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔ ہم ان کے سامنے ہیں اور یہ ...."۔ تنویر نے کہا۔

"معلوم تو ایسا ہی ہو رہا ہے"۔ جولیا نے کہا۔ تنویر نے ہاتھ اٹھایا جیسے وہ کمانڈر کے چہرے پر تھپڑ مارنا چاہتا ہو۔

"رکو۔ یہ تم کیا کر رہے ہو"۔ جولیا نے اسے فوراً روکتے ہوئے کہا۔

"میں اس کے منہ پر تھپڑ مار کر اسے اپنی موجودگی کا احساس دلانا

چاہتا ہوں"۔ تنویر نے کہا۔

"احمقانہ حرکتیں مت کرو۔ جاؤ اور جا کر اپنے ساتھیوں کو یہاں بلا لاؤ۔ اگر ہم انہیں دکھائی نہیں دے رہے تو وہ بھی انہیں نظر نہیں آئیں گے"۔ جولیا نے کہا۔

"لیکن مس جولیا"۔ تنویر نے کچھ کہنا چاہا۔

"جو کہہ رہی ہوں وہ کرو"۔ جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔ جولیا کا سرد لہجہ سن کر تنویر نے سر جھٹکا اور پھر مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا درختوں کی طرف بڑھنے لگا جہاں اس کے باقی ساتھی موجود تھے۔ اچانک جولیا کے سامنے ایک سایہ سا لہرایا اور دوسرے لمحے اس کے سامنے ایک دیوہیکل بوڑھی عورت نمودار ہو گئی۔ اسے اس طرح اپنے سامنے نمودار ہوتے دیکھ کر جولیا اچھل کر پیچھے ہٹ گئی۔ بڑھیا نے سیاہ لباس پہن رکھا تھا۔ اس کا چہرہ سیاہ اور جھریوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی اور اندر کو دھنسی ہوئی تھیں اور اس کے سر کے بال سفید اور بے تحاشہ بڑھے ہوئے تھے۔

"تم۔ کون ہو تم"۔ جولیا نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں ساکالی ہوں لڑکی۔ میری بات غور سے سنو"۔ بڑھیا نے کہا تو جولیا اس کی آواز اور اس کا نام سن کر بری طرح سے اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ غصے کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"کیا بات ہے۔ تم اس طرح کیوں کانپ رہے ہو"۔ زاشال نے شیگال کو کانپتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آقا۔ جزیرے سے اپنے ساتھیوں کو واپس بلا لیں"۔ شیگال نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر زاشال بری طرح چونک پڑا۔

"واپس بلا لوں۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو"۔ زاشال نے اس کی طرف غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ جزیرے پر ساکالی آ گئی ہے۔ میں نے جزیرے پر ساکالی کا سایہ دیکھا ہے"۔ شیگال نے کہا۔

"ساکالی۔ کون ساکالی"۔ زاشال نے چونک کر کہا۔

"وہ گنڈاپ کی سیاہ بدروح ہے آقا۔ یہ وہی بدروح ہے جو دھا بوتل میں بند شنکارہ کو گنڈاپ کی دلدل میں لے گئی تھی"۔ شیگا

نے جواب دیا۔

"اوہ۔ لیکن ساکالی یہاں کیسے آ گئی۔ وہ اس جزیرے پر کیا کر رہی ہے"۔ زاشال نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ ان آٹھ انسانوں کی پشت پناہی کر رہی ہے آقا جو جزیرے پر موجود ہیں"۔ شیگال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کہاں ہے وہ۔ کیا تم اسے دیکھ سکتے ہو"۔ زاشال نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں آقا۔ ساکالی اور وہ آٹھ انسان ساحل پر ہی ہیں۔ وہ آپ کے ساتھیوں کے درمیان گھوم پھر رہے ہیں"۔ شیگال نے کہا تو زاشال ایک بار پھر اچھل پڑا۔ اس نے جلدی سے دوربین آنکھوں سے لگائی اور جزیرے پر اسے فوکس کرنے لگا لیکن اسے وہاں سوائے وائلڈ کھانڈوز کے کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"کہاں ہیں وہ۔ مجھے تو وہ کہیں دکھائی نہیں دے رہے"۔ زاشال نے مسلسل جزیرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ساکالی نے ان سب کو اوجھل کر رکھا ہے آقا"۔ شیگال نے کہا۔

"کیا مطلب"۔ زاشال نے آنکھوں سے دوربین ہٹا کر اس کی طرف پلٹتے ہوئے کہا۔

"وہ سب ساحل پر ہی ہیں آقا۔ ساکالی نے آپ کے تمام ساتھیوں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے جس کی وجہ سے وہ ان کے سامنے ہوتے ہوئے بھی انہیں دکھائی نہیں دے رہے"۔ شیگال نے کہا تو

زاشال نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا وہ لوگ میرے ساتھیوں کو دیکھ سکتے ہیں"۔ زاشال نے کہا۔

"ہاں آقا۔ وہ آپ کے ساتھیوں کو دیکھ بھی سکتے ہیں اور ان پر حملہ بھی کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے ساتھیوں کو جزیرے سے واپس بلا لیں۔ اگر آپ کے کسی ساتھی کے خون کا ایک قطرہ بھی وہاں گر گیا تو شمالی جنگلوں کے سامی گان قبیلے کے سردار زکاٹا کو اس کا فوراً علم ہو جائے گا۔ پھر وہ پوری طاقتوں کے ساتھ آپ کے خلاف اٹھ کھڑا ہو گا"۔ شیگال نے کہا۔

"ہونہہ۔ دیکھا جائے گا۔ سردار زکاٹا جیسے پجاری سے ٹکرانے کے لئے میں بھی بے پناہ شکتیاں رکھتا ہوں۔ تم مجھے ساکالی کے بارے میں بتاؤ۔ وہ شنکارہ کی ساتھی ہے۔ اگر میں کسی طرح اسے اپنے قابو میں کر لوں تو شنکارہ کو لامحالہ میرے سامنے آنا پڑے گا۔ وہ ایک بار میرے سامنے آ گئی تو پھر وہ میرے ہاتھوں سے بچ کر نہ جا سکے گی"۔ زاشال نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں آقا۔ واقعی اگر آپ ساکالی کو قابو کر لیں تو شنکارہ آپ کے سامنے ضرور آ جائے گی"۔ شیگال نے کہا۔

"تو پھر تم بتاؤ۔ ساکالی کو پکڑنے کے لئے میں کیا کروں"۔ زاشال نے کہا۔

"ساکالی کو زخمی کر کے ہی پکڑا جا سکتا ہے۔ اس کو قابو کرنے

کے لئے آپ کو خاص انتظام کرنا پڑے گا"۔ شیگال نے کہا۔

"کیسا انتظام"۔ زاشال نے چونک کر کہا تو شیگال اسے خاص انتظامات کے بارے میں بتانے لگا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں ابھی یہ سب انتظامات کراتا ہوں"۔ زاشال نے کہا پھر وہ تیزی سے جہاز کے عرشے کی طرف بڑھا اور اپنے پجاریوں کو چیخ چیخ کر آوازیں دینے لگا۔ چند ہی لمحوں میں جہاز کے عرشے پر گنجے سروں اور گیروے لباسوں والے پجاری جمع ہو گئے۔ ان کی تعداد دو سو کے لگ بھگ تھی۔ زاشال نے ان میں سے ستر پجاریوں کو چنا اور پھر اس نے باقی پجاریوں کو جہاز کے نچلے حصے میں جانے کا حکم دے دیا۔ اس نے ستر پجاریوں کے سوا جہاز پر موجود وائلڈ کمانڈوز اور جہاز کے عملے کو بھی وہاں سے ہٹا دیا تھا۔ پھر اس نے ان ستر پجاروں کو عرشے پر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر دائرہ بنانے کا حکم دیا۔ پجاریوں نے پھیل کر ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ لئے اور دائرہ سا بنا کر کھڑے ہو گئے۔

زاشال نے ہوا میں ہاتھ مارا تو اچانک اس کے ہاتھ میں ایک پتلی دھار والا نوکیلا خنجر آ گیا۔ اس نے اپنا بایاں ہاتھ پھیلا کر خنجر سے اپنی ہتھیلی پر ایک کٹ لگایا۔ کٹ لگتے ہی اس کے ہاتھ سے خون ابل پڑا۔ زاشال نے ہاتھ سیدھا کیا اور آہستہ آہستہ اپنے پیروں پر گھومنے لگا۔ اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں اور اس کے ہونٹ مسلسل ہلنے شروع ہو گئے تھے جیسے وہ کچھ پڑھ رہا ہو۔ اس کی ہتھیلی

سے نکلنے والا خون نیچے ٹپک رہا تھا اور اس کے گھومنے کی وجہ سے اس کے گرد دائرہ سا بنتا جا رہا تھا۔ جیسے ہی خون کا دائرہ مکمل ہوا وہ رک گیا اور اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔ اس نے اپنے زخمی ہاتھ پر کچھ پڑھ کر پھونکا۔ اس کی ہتھیلی پر شعلہ سا چمکا دوسرے ہی لمحے اس کی ہتھیلی کا زخم یوں غائب ہو گیا جیسے وہاں کبھی کٹ لگا ہی نہ تھا۔ زاشال نے دائیں ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر فضا میں اچھال دیا۔ فضا میں اچھلتے ہی خنجر چھپاکے کے ساتھ غائب ہو گیا۔

" تم سب آنکھیں بند کر لو اور ایک ساتھ اور ایک ہی آواز میں کاسلوک منتر پڑھنا شروع کر دو۔ خبردار جب تک میں نہ کہوں تم میں سے کوئی آنکھیں نہیں کھولے گا"۔ زاشال نے پجاریوں سے مخاطب ہو کر کہا تو پجاریوں نے فوراً آنکھیں بند کر لیں اور اونچی آواز میں منتر پڑھنے لگے۔

" شیگال "۔ زاشال نے چیختے ہوئے شیگال کو آواز دی جو جہاز کے کنارے پر کھڑا تھا۔

" حکم آقا "۔ اس نے سر جھکاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" میرا دھنش وان لاؤ۔ جلدی "۔ زاشال نے تحکمانہ لہجے میں کہا

" جو حکم آقا "۔ شیگال نے کہا اور پھر وہ اچانک غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دوبارہ نمودار ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑی ایرو گن تھی۔ اس ایرو گن کی کمان پر دس نوکیلے تیر لگے ہوئے تھے جن کے سرے بے حد نوکیلے تھے۔

" آقا۔ آپ کا دھنش وان "۔ شیگال نے ایرو گن زاشال کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ یہ آٹومیٹک ایرو گن تھی۔ ٹریگر دبانے سے ایک تیر نکلتا تھا تو سائیڈوں میں موجود دوسرا تیر کٹک کی آواز کے ساتھ گن میں لوڈ ہو جاتا تھا اس طرح یکے بعد دیگرے دس تیر چلائے جا سکتے تھے۔

" تم جاؤ "۔ زاشال نے اس سے ایرو گن لیتے ہوئے کہا تو شیگال نے سر جھکایا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔ زاشال نے اپنا رخ جزیرے کی طرف کیا اور پھر اس نے ایرو گن کے درمیانی تیر کو اپنی پیشانی سے لگاتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے کوئی منتر پڑھا اور پھر آنکھیں کھول دیں۔ اس نے تیر پر پھونک مارتے ہوئے ایرو گن کا رخ جزیرے کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ایرو گن سے تیر نکلا اور گولی کی سی رفتار سے ساحل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ لیکن تیر ابھی کچھ ہی آگے گیا ہو گا کہ ساحل کی طرف سے روشنی کی ایک لہر سی آکر اس تیر سے ٹکرائی اور زاشال نے اس تیر کو فضا میں ہی جل کر راکھ ہوتے دیکھا۔

" اوہ۔ تو ساکالی میرا مقابلہ کرنا چاہتی ہے "۔ زاشال نے تیر کو راکھ ہوتے دیکھ کر غراتے ہوئے کہا۔ پہلا تیر نکلتے ہی گن میں دوسرا تیر لوڈ ہو گیا تھا۔ زاشال نے گن میں لوڈ ہونے والے تیر پر انگلی رکھ کر زور سے دبائی تو تیر کی نوک اس کی انگلی میں اتر گئی اور خون نکل کر تیر پر آ لگا۔ زاشال نے اس طرح دوسرے تیروں کی نوکوں پر بھی

انگلی سے خون لگایا۔ پھر وہ مختلف منتر پڑھ کر ان تیروں پر پھونکنے لگا۔ گن کی کمان پر دس تیر تھے جن میں سے ایک تیر زاشال چلا چکا تھا اب گن پر نو تیر باقی تھے۔

زاشال نے ان سب تیروں پر خون لگا دیا تھا اور سب تیروں پر مختلف منتر پڑھ کر پھونک دیئے تھے۔ پھر اس نے گن کا رخ دوبارہ جزیرے کی طرف کیا اور ٹریگر کو رکے بغیر چلاتا چلا گیا۔ ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی تیر نکلے اور جزیرے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جیسے ہی تیر جزیرے کی طرف بڑھے یکے بعد دیگرے سرخ روشنی کی لکریں سی نمودار ہوئیں اور ان تیروں سے ٹکرانے لگیں۔ جیسے ہی سرخ روشنی تیروں سے ٹکراتی تیر یکلخت فضا میں ہی جل کر راکھ ہو جاتے۔ روشنی کی آٹھ لکیروں نے آٹھ تیروں کو جلا کر راکھ بنا دیا تھا جبکہ نویں تیر سے سرخ روشنی کی لکیر تیر کو چھوئے بغیر اس کے قریب سے گزر گئی تھی اور تیر بجلی کی سی تیزی سے جزیرے پر جا کر غائب ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحے زاشال نے ایک تیز اور ہوا میں لہراتی ہوئی چیخ سنی۔ اس چیخ کو سن کر زاشال کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔

" یہ ہوئی ناں بات۔ اب دیکھتا ہوں ساکالی مجھ سے کیسے بچتی ہے"۔ زاشال نے کہا۔ اس نے ایک بار پھر فضا میں ہاتھ مارا تو اس بار اس کے ہاتھ میں دھاگوں کا ایک گچھا آ گیا۔ مختلف رنگوں دھاگے کا الجھا ہوا گچھا تھا۔ زاشال نے دھاگے کے گچھے پر کچھ پڑھ

پھونکا اور اسے فضا میں اچھال دیا۔ دھاگے کا گچھا اس کے سر سے بلند ہوا اور اچانک غائب ہو گیا۔ جزیرے پر سے ایک بار پھر لہراتی ہوئی چیخ کی آواز سنائی دی اور پھر اچانک زاشال کے قدموں کے پاس ایک سیاہ رنگ کا جال سا آگرا۔ جال میں سیاہ رنگ کی ایک بدشکل بڑھیا قید تھی۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا لباس تھا۔ اس کے سفید بال بے تحاشہ بڑھے ہوئے تھے۔ بڑھیا کے دائیں کاندھے میں ایک تیر پیوست تھا۔ وہ جال میں پھنسی بری طرح سے تڑپ رہی تھی اور اس کے منہ سے تیز اور دل خراش چیخیں نکل رہی تھیں۔

" خاموش "۔ زاشال نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو جال میں چیختی ہوئی بڑھیا نہ صرف خاموش ہو گئی بلکہ وہ ساکت بھی ہو گئی تھی دائرے میں کھڑے پجاری اسی طرح آنکھیں بند کئے زاشال کا بتایا ہوا منتر پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے بڑھیا کی چیخیں سن کر بھی آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔ جہاز کے عرشے پر صرف ان پجاریوں کے منتر پڑھنے کی آوازیں ابھر رہی تھیں۔ ان پجاریوں کو منتر پڑھتے دیکھ کر بڑھیا دہشت زدہ ہو گئی تھی اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر زاشال اور اس کے منتر پڑھتے ہوئے پجاریوں کو دیکھنے لگی۔ جوں جوں پجاری منتر پڑھتے جا رہے تھے بڑھیا کے چہرے پر خوف و ہراس گہرا ہوتا جا رہا تھا۔

پاکیشیا کا ایک بوئنگ طیارہ آسمان کی بلندیوں میں پرواز کرتا ہوا شمالی افریقہ کے ملک ساکال جا رہا تھا۔ اس طیارے میں جہاز کے عملے کے ساتھ عمران اور اس کے چار ساتھی موجود تھے۔ اس کے ساتھیوں میں جوزف، جوانا، سلیمان اور بلیک زیرو تھے جبکہ ان کے ساتھ ایک سیاہ فام لڑکی بھی موجود تھی جو دوسری رو میں عمران کے قریب بیٹھی تھی۔ عمران کے ساتھ والی سیٹ پر سلیمان بیٹھا ہوا تھا جبکہ جوزف اور جوانا اس سے پچھلی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے عقب میں ٹائیگر موجود تھا۔ بلیک زیرو نے چونکہ ان سے الگ رہنا تھا اس لئے عمران نے اسے میک اپ کر کے جہاز کے عملے میں شامل کرا دیا تھا۔

سیاہ فام لڑکی شنکارہ تھی جس نے ماورائی طاقتوں سے پاشو کا جادو جاننے والی ایک لڑکی کو بلا کر اس کے جسم پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس

کے بارے میں عمران نے اپنے ساتھیوں کو اصل بات بتا دی تھی کہ یہ شنکارہ ہے جو افریقہ کے جنگلوں میں جانے کے لئے ان کے ساتھ ہی سفر کرے گی جس کی وجہ سے وہ سب شنکارہ کو نفرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے لیکن عمران کی وجہ سے خاموش تھے۔

عمران نے شنکارہ کی باتوں کو سیریئس لیتے ہوئے سر سلطان سے جا کر بات کی تھی اور پھر اس نے کروٹم جزیرے پر موجود بلیک برڈ میزائل کو ڈی فیوز کرنے اور اسے لا کر پاکیشیائی حکام کے حوالے کرنے کی بات کی تھی۔ پاکیشیا سے چونکہ افریقی ممالک کے لئے کوئی ڈائریکٹ فلائٹ نہیں جاتی تھی اس لئے بلیک زیرو نے ایک بوئنگ طیارہ چارٹرڈ کرا لیا تھا۔ اب وہ اس طیارے میں ساکال جا رہے تھے۔ عمران نے بلیک زیرو کو جس سامان کی لسٹ دی تھی اور اس نے جوزف سے جو سامان منگوایا تھا وہ دو بڑے بڑے بیگوں میں ان کے پاس تھا۔ جہاز کو پاکیشیا سے ٹیک آف کئے چھ گھنٹے ہو چکے تھے۔ ابھی ان کا مزید آٹھ گھنٹوں کا سفر باقی تھا۔

عمران کی آنکھیں بند تھیں جیسے وہ سو رہا ہو جبکہ اس کے دوسرے ساتھی شنکارہ سمیت جاگ رہے تھے۔ شنکارہ کے چہرے پر عجیب سی بے چینی اور پریشانی کے آثار تھے۔ وہ بار بار عمران کی طرف دیکھ رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ عمران سے کچھ کہنا چاہتی ہو مگر عمران کو سوتا دیکھ کر وہ خاموش ہو جاتی تھی۔

"صاحب"۔ سلیمان نے عمران کے کان کے قریب منہ کر کے کہا

لیکن عمران نے آنکھیں نہ کھولیں۔

" صاحب۔آنکھیں کھولیں صاحب"۔ سلیمان نے اس بار عمران کا کاندھا پکڑ کر ہلاتے ہوئے کہا تو عمران نے بوکھلا کر آنکھیں کھول دیں۔

" لک۔کیا ہوا۔جہاز ہائی جیک ہو گیا ہے کیا۔ ارے باپ رے۔اب کیا ہو گا"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔وہ سیٹ پر یوں سمٹ گیا تھا جیسے حقیقتاً خوفزدہ ہو گیا ہو۔

" کچھ تو خدا کا خوف کریں صاحب۔کیوں بدشگونی کی باتیں کر رہے ہیں"۔ سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" بدشگونی کی باتیں۔میں نے کیا کہا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" آپ کچھ نہ ہی کہیں تو بہتر ہو گا۔ایک تو آپ بلاوجہ مجھے خوفناک جنگلوں میں لے جا رہے ہیں جہاں خونخوار درندوں کی بھرمار ہے دوسرے جہاز کو ہائی جیک ہونے کا کہہ کر آپ میرے اوسان خطا کر رہے ہیں۔آج کل کے ہائی جیکر ویسے ہی بے حد خطرناک ہیں۔ سنا ہے وہ جہاز ہائی جیک کر کے سیدھا بلڈنگوں میں دے مارتے ہیں اور اس طرح مرنے والوں کی ہڈیاں بھی نہیں ملتیں"۔ سلیمان نے کہا۔

" اگر مرنے سے اتنا ہی ڈرتے ہو تو میرے ساتھ آئے ہی کیوں تھے"۔ عمران نے کہا۔

" آپ کی جان بچانے کے لئے"۔ سلیمان نے فوراً کہا۔

" میری جان بچانے کے لئے۔کیا مطلب"۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا جیسے وہ سلیمان کی بات کا مطلب نہ سمجھا ہو۔

" دو خوفناک بھوت آپ کے ساتھ برسوں سے چمٹے ہوئے ہیں جنہوں نے آپ کا خون چوس چوس کر آپ کو آدھا کر دیا ہے۔اب آپ کے ساتھ بھوتوں کی ملکہ بھی چمٹ گئی ہے۔میں ڈر رہا تھا کہ اگر اس نے بھی آپ کا خون چوس لیا تو آپ کہیں پورے ہی نہ ختم ہو جائیں۔آپ کو بچانے والا کوئی تو ہونا چاہئے جو آپ کو ان بہن بھائی بھوتوں سے بچا سکے"۔ سلیمان نے اس انداز میں کہا کہ عمران مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

" اچھا۔تو تم مجھے ان بھوتوں سے بچا سکتے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں۔بچا سکتا ہوں"۔ سلیمان نے کہا۔

" کیسے"۔ عمران نے کہا۔

" میں اپنی جیبوں میں پسی ہوئی مرچیں بھر لایا ہوں۔اگر ان بھوتوں نے آپ پر حملہ کیا تو میں ان کی آنکھوں میں پسی ہوئی مرچیں جھونک دوں گا اس طرح ایک تو یہ اندھے ہو جائیں گے اور دوسرے یہ چھینکیں مارتے ہوئے ایک دوسرے پر جھپٹ پڑیں گے۔اس بات کا فائدہ اٹھا کر میں جہاز کا دروازہ کھول کر آپ کو لے کر جہاز سے کود جاؤں گا اور آسانی سے آپ کی جان ان سے بچا لوں گا"۔ سلیمان نے کہا۔

"یہ تم بھوت کسے کہہ رہے ہو"۔ پیچھے بیٹھے ہوئے جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا جو شاید ان کی باتیں سن رہا تھا۔

"بے فکر رہو۔ میں تمہیں اور جوانا کو بھوت نہیں کہہ رہا۔ میرا اشارہ ان کی طرف ہے جو میرے اور صاحب کے پیچھے بیٹھے ہیں"۔ سلیمان نے کہا اور اس کے برجستہ جواب پر عمران بے اختیار ہنس پڑا اس کا جواب سن کر جوزف غصے سے بل کھا کر رہ گیا تھا کیونکہ اس کے اور عمران کے پیچھے سیٹوں پر وہ اور جوانا ہی بیٹھے تھے جبکہ جوانا سلیمان کی بات سن کر مسکرا دیا۔

"باس۔ آپ اس احمق کی بات سن رہے ہیں"۔ جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں بھائی۔ میں نے کان بند کر رکھے ہیں"۔ عمران نے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"صاحب سے کیا بات کر رہے ہو۔ مجھ سے بات کرو۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ میں نے تمہیں اور جوانا کو بھوت نہیں کہا تو بھوتوں کی طرح خوفناک کیوں ہو رہے ہو"۔ سلیمان نے گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"خاموشی سے بیٹھے رہو ورنہ گردن توڑ دوں گا"۔ جوزف نے غرا کر کہا۔

"نہیں توڑ سکتے۔ میں نے سیٹل لیس سٹیل کی گردن بنوا رکھی ہے"۔ سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو جوزف اسے

گھور کر رہ گیا۔ سلیمان کے جواب پر جوانا اور عمران کے ساتھ ساتھ جوانا کے پیچھے بیٹھا ہوا ٹائیگر بھی مسکرا دیا تھا۔

"اچھا بھائی بھوتوں کے ایکسپرٹ۔ تم نے مجھے جگایا کیوں تھا"۔ عمران نے کہا۔

"آپ سچ مچ سو رہے تھے"۔ سلیمان نے کہا۔

"اور نہیں تو کیا۔ خواب میں میرے ارد گرد خوبصورت پریاں رقص کر رہی تھیں۔ ایک پری میرا سر سہلا رہی تھی جبکہ دو پریاں ٹانگیں دبا رہی تھیں اور ایک پری مور پنکھ سے مجھے ہوا دے رہی تھی۔ ایک پری نے مجھے گانا سنانے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ تمہاری بھیانک آواز سن کر وہ سب ڈر کر بھاگ گئیں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ بھوتوں کے جھرمٹ میں پریوں کا رقص"۔ سلیمان نے منہ بنا کر کہا تو عمران پھر ہنس پڑا۔

"خیر تو ہے ناں۔ تم انہیں بھوت بنانے پر کیوں تلے ہوئے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے چھوڑیں آپ اس بھوتوں کی نانی پر توجہ دیں۔ وہ شاید آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہے"۔ سلیمان نے اس کی توجہ شنکارہ کی طرف دلاتے ہوئے کہا جو بے چینی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"بھوتوں کی نانی۔ یہ بھوتوں کی نانی کون ہے"۔ عمران نے جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے کہا۔

"یہ میری بات کر رہا ہے عمران"۔ اچانک شنکارہ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم بھوتوں کی نانی ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں"۔ شنکارہ نے کہا۔

"سب کے سامنے کہو گی یا علیحدگی میں چلیں"۔ عمران نے بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب"۔ شنکارہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ بزرگوں سے شادی بیاہ کی باتیں علیحدگی میں کی جاتی ہیں۔ سلیمان مجھے اپنا بزرگ سمجھتا ہے۔ تم اس کے متعلق مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہو ناں"۔ عمران نے کہا۔

"کیا کہا آپ نے۔ میں اور اس بھوتنی سے شادی کروں گا"۔ سلیمان نے بھڑک کر کہا۔

"ارے احمق۔ یہ اصل میں پریوں کی شہزادی ہے۔ ایک ہزار سال پہلے یہ حسین ترین ہوا کرتی تھی۔ ایک کن کٹے جادوگر نے اس پر کالا جادو کر دیا تھا جس کی وجہ سے یہ ایسی ہو گئی ہے۔ ایک بزرگ نے میرے خواب میں آکر مجھے بتایا تھا کہ اگر اس کی کسی باورچی سے شادی کر دی جائے جس کا نام سین سے شروع ہو کر نون پر ختم ہوتا ہو تو اس پر سے اسی وقت جادو کا اثر ختم ہو جائے گا اور پھر یہ حسین ہو جائے گی۔ تم نہیں جانتے اس کی ہزاروں اولادیں ہیں جن کے تم آسانی سے باپ بن جاؤ گے"۔ عمران نے کہا تو اس کے پیچھے بیٹھے

ہوئے جوزف اور جوانا ہنس پڑے جبکہ سلیمان برے برے منہ بنانے لگا۔

"میں سنجیدہ ہوں عمران"۔ شنکارہ نے کہا۔

"تو میں کب کہہ رہا ہوں کہ تم رنجیدہ ہو"۔ عمران نے کہا۔

"تمہارے ساتھی خطرے میں ہیں"۔ اچانک شنکارہ نے کہا۔

"خطرے میں۔ حیرت ہے۔ میں تو ان سب کو جہاز میں دیکھ رہا ہوں۔ کیا اس جہاز کا نام خطرہ ہے"۔ عمران نے کہا۔

"میں ان کی بات نہیں کر رہی"۔ شنکارہ نے جھلا کر کہا تو اس کی بات سن کر وہ سب چونک پڑے۔

"تو کن کی بات کر رہی ہو"۔ عمران نے کہا۔

"تمہارے وہ ساتھی جو جنگلوں میں ہیں"۔ شنکارہ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا خطرہ ہے انہیں"۔ عمران نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے تم سے کہا تھا کہ ماری کٹ جزیرے پر ساکالی ان کی حفاظت پر مامور ہے۔ اگر ساکالی وہاں سے ہٹ جائے یا اس کو ہٹا دیا جائے تو وہ لوگ خطرے میں آجائیں گے"۔ شنکارہ نے کہا۔

"ہاں کہا تھا"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"زاشال نے ساکالی کو اپنے قبضے میں کر لیا ہے"۔ شنکارہ نے کہا پہلے تو عمران حیرت سے اس کی شکل دیکھتا رہا جیسے وہ اس کی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو پھر وہ بری طرح سے چونک پڑا۔

"اوہ ۔ کیا زاشال وہاں پہنچ گیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ وہ وائلڈ کمانڈوز اور اپنے بے شمار پجاریوں کو لے کر ماری کٹ جزیرے پر پہنچ گیا ہے"۔ شنکارہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور میرے ساتھی"۔ عمران نے پوچھا۔

"ساکالی نے انہیں جنگل کی طرف بھگا دیا تھا"۔ شنکارہ نے کہا۔

"بھگا دیا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ ساکالی نے انہیں بتا دیا تھا کہ وائلڈ کمانڈوز اور پجاریوں کے ہمراہ ان کا مہاگرو زاشال بھی ہے جو انہیں ماورائی طاقتوں سے نقصان پہنچا سکتا ہے اس لئے وہ جنگل کی طرف چلے جائیں ۔ حالانکہ تمہارے ساتھی ان وائلڈ کمانڈوز کو ہلاک کر کے ان کے جہاز پر قبضہ کر کے واپس پاکیشیا آنا چاہتے تھے مگر انہیں ساکالی کی باتیں سمجھ میں آ گئی تھیں ۔ ساکالی انہیں جنگل کے اس ویران کھنڈر میں لے جا کر چھپا دینا چاہتی تھی جہاں پاکیشیا کو تباہ کرنے کے لئے بلیک برڈ میزائل نصب کیا گیا ہے ۔ ان کھنڈروں کے تہہ خانوں میں جا کر وہ آسانی سے چھپ سکتے تھے لیکن اس سے پہلے کہ وہ ان کھنڈروں تک پہنچے زاشال نے ماورائی طاقتوں کا استعمال کرتے ہوئے ساکالی کو زخمی کر دیا اور اس پر جال پھینک کر اسے بے بس کر دیا اور پھر ماورائی طاقتوں سے اس نے ساکالی کو جہاز میں بلا کر اپنے پاس قید کر لیا"۔ شنکارہ نے باقاعدہ تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ اب میرے ساتھی کہاں ہیں"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ جنگل کے خطرناک علاقے میں ہیں"۔ شنکارہ نے کہا۔

"کیا مطلب"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ جنگل کے جس حصے میں ہیں وہاں خطرناک درندوں کے علاوہ زہریلے ناگ، زہریلی سرخ چیونٹیاں اور زہریلے حشرات الارض موجود ہیں ۔ ساکالی نے ان سب کو گولار کے پھول کھلا دیئے تھے جن کی وجہ سے زہریلے حشرارت الارض سے تو انہیں نقصان نہیں پہنچے گا مگر شاید وہ خونخوار درندوں سے نہ بچ سکیں"۔ شنکارہ نے کہا۔

"شنکارہ ۔ میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر میرے ساتھیوں کو کچھ ہوا تو یہ تمہارے حق میں بہت برا ہو گا"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اس کے سب ساتھی خاموشی سے ان کی باتیں سن رہے تھے۔

"میں نے ان کو جان بوجھ کر موت کے منہ میں نہیں پہنچایا"۔ شنکارہ نے منہ بنا کر کہا۔

"ساکالی تمہارے ہی حکم سے انہیں اس خطرناک جزیرے پر لے گئی تھی"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"ساکالی ان کی حفاظت کر رہی تھی مگر ...."۔ شنکارہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"مگر ۔ اگر مگر کچھ نہیں جانتا ۔ ان کی حفاظت کا کوئی اور انتظام

کرو ورنہ"۔ عمران نے غرا کر کہا۔

" میں کیا کروں ۔ میں جو کر سکتی تھی کر دیا ہے ۔ اب میں کچھ نہیں کر سکتی"۔ شنکارہ نے کہا۔

" سوچ لو شنکارہ ۔ یہ کہہ کر تم خود ہی اپنے لئے گڑھا کھود رہی ہو"۔ عمران نے کہا۔

" ہونہہ ۔ دیکھا جائے گا"۔ شنکارہ نے سر جھٹک کر کہا جیسے اسے عمران کی دھمکی کی کوئی پرواہ نہ ہو۔

" جوزف "۔ عمران نے چند لمحے غصیلی نظروں سے شنکارہ کو دیکھا پھر وہ جوزف سے مخاطب ہو گیا۔

" یس باس "۔ جوزف نے کہا۔

" اب کیا کہتے ہو"۔ عمران نے پوچھا۔

" ابھی وقت نہیں آیا باس"۔ جوزف نے جواب دیا۔

" دیکھ لو کہیں چڑیا اڑ ہی نہ جائے"۔ عمران نے کہا۔

" آپ بے فکر ہیں باس ۔ جوزف دی گریٹ ایسا نہیں ہونے دے گا۔ میں چڑیا کے پر کاٹنے کے لئے تیار ہوں"۔ جوزف نے کہا۔

" تو کیا میں سو جاؤں"۔ عمران نے کہا۔

" یس باس ۔ آپ بے فکر ہو کر سو جائیں ۔ باقی میں سنبھال لوں گا"۔ جوزف نے کہا۔

" اوکے ۔ اور ہاں ۔ جاسوس خانساماں اگر اب تم نے مجھے جگانے کی کوشش کی تو میں تمہارے سر پر اتنے جوتے لگاؤں گا کہ تم ا

تینوں سے زیادہ بھیانک بھوت بن جاؤ گے"۔ عمران نے سلیمان سے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے بھوت بننے کی ۔ آپ کو یہ تینوں بھوت ہی مبارک ہوں"۔ سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں اور دوسرے لمحے جہاز میں اس کے خراٹے نشر ہونے لگے ۔ جوزف کے علاوہ اس کے سبھی ساتھی حیران تھے کہ کہاں ابھی شنکارہ سے اپنے ساتھیوں کے خطرے میں ہونے کا سن کر اس پر غصہ کر رہا تھا اور اب کہاں آنکھیں بند کر کے اطمینان سے سو گیا تھا جیسے اسے واقعی کسی بات کی فکر نہ ہو۔

شنکارہ کی آنکھوں میں بھی حیرت تھی ۔ وہ عمران کی جانب ایسی نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے اسے سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو ۔ اسے عمران اور جوزف کی آخری باتوں کی کوئی سمجھ نہ آئی تھی۔

جنگل کے مشرقی حصے میں اونچے اور بڑے بڑے پہاڑوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ ان پہاڑوں کے دامن میں ایک قدرتی جھیل تھی جس کے ارد گرد درختوں کا ذخیرہ تھا۔ جھیل زیادہ لمبی چوڑی اور گہری نہیں تھی۔ یہاں قدرتی طور پر ایک گڑھا بن گیا تھا جس میں عموماً بارشوں کا پانی اکٹھا ہو جاتا تھا اور گڑھا کسی جھیل کا سا منظر پیش کرنے لگتا تھا۔

جنگل کے زیادہ تر جانور اسی جھیل سے پانی پیتے تھے۔ ان علاقوں میں چونکہ آئے دن بارشوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا اس لئے یہ جھیل بہت کم خشک ہوتی تھی۔ جھیل خاصی صاف و شفاف تھی۔ درختوں کے بیچ سے دھوپ چھن چھن کر آتی تو جھیل کا پانی چمکنے لگتا تھا جس کی وجہ سے اسے دور سے ہی دیکھا جا سکتا تھا۔ جھیل کے ارد گرد اس وقت تختے لگے ہوئے تھے جن کے ساتھ دس وحشیوں کو رسیوں کے ساتھ اس انداز میں باندھا گیا تھا کہ ان کے دھڑ آگے کو جھکے ہوئے تھے۔ اگر تختے زمین سے اکھڑ جاتے تو وحشی منہ کے بل جھیل میں جا گرتے۔ ان وحشیوں کے قریب سامی گان قبیلے کے دس وحشی موجود تھے جن کے ہاتھوں میں تلواروں جیسے بڑے بڑے چھرے نظر آ رہے تھے۔

بندھے ہوئے وحشیوں کے چہروں پر موت کا خوف طاری تھا۔ وہ بری طرح سے چیخ رہے تھے جیسے وہ قریب کھڑے وحشیوں سے رحم کی بھیک مانگ رہے ہوں مگر ان وحشیوں کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ان کی چیخیں اور آوازیں سن ہی نہ رہے ہوں۔ اچانک درختوں کے جھنڈ سے سردار زکاٹا نکل کر وہاں آ گیا اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا ان وحشیوں کے قریب آ گیا۔ اس کا چہرہ جوش سے اور زیادہ سیاہ ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ سفاکی اور درندگی کی چمک تھی۔ اس نے ایک ایک کر کے بندھے ہوئے وحشیوں کو دیکھا اور پھر اس نے اشارے سے اپنے قبیلے کے ایک وحشی کو اپنے قریب بلا لیا۔ یہ سامی گان قبیلے کا سردار کاچوکا تھا۔

"حکم بڑے سردار"۔ سردار کاچوکا نے سردار زکاٹا کے سامنے سر جھکاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان وحشیوں کے جسم پر کوئی زخم تو نہیں ہے"۔ سردار زکاٹا نے پوچھا۔

"نہیں سردار۔ میں مختلف قبیلوں سے چن چن کر اور دیکھ بھال

کر انہیں یہاں لایا ہوں"۔ سردار کاچوکا نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں جھیل میں اتر کر جیسے ہی جاکوشانا کا منتر پڑھنا شروع کروں گا تم اور تمہارے ساتھی ایک ساتھ ان کی گردنیں اڑا دیں گے۔ ان کے جسموں سے نکلنے والا سارا خون جھیل میں گرنا چاہئے"۔ سردار زکاٹا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" میں جانتا ہوں بڑے سردار"۔ سردار کاچوکا نے کہا۔

" اسی طرح چالیس روز تک تم یہاں دس دس وحشیوں کو لاکر ہلاک کرو گے۔ جن وحشیوں کو تم اور تمہارے ساتھی پکڑ کر لائیں وہ تندرست، جوان اور صحت مند ہونے چاہئیں اور اس بات کا خاص دھیان رکھنا کہ ان کے جسموں پر زخم کا معمولی سا نشان بھی نہ ہو"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

" آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی بڑے سردار"۔ سردار کاچوکا نے کہا۔

" اور سنو۔ ان وحشیوں کے جب سر کٹ کر جھیل میں گریں تو ان کو نکالنے کے لئے جھیل میں تم خود اترنا۔ کسی دوسرے وحشی کو جھیل میں نہ اترنے دینا"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

" جو حکم بڑے سردار"۔ سردار کاچوکا نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اب میں جھیل میں جا رہا ہوں۔ میرے بعد چالیس روز تک سامی گان قبیلے کا انتظام تم نے ہی سنبھالنا ہے"۔ سردار زکاٹا نے کہا تو سردار کاچوکا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر سردار

زکاٹا آگے بڑھا اور جھیل میں اتر گیا۔ جھیل زیادہ گہری نہیں تھی لیکن سردار زکاٹا گردن تک پانی میں چلا گیا تھا۔ وہ جھیل کے عین درمیان میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور سر سے بلند کر کے معافی مانگنے والے انداز میں جوڑ لئے۔ پھر اس نے آنکھیں بند کیں اور پھر اس کے ہونٹ ہلنا شروع ہو گئے۔

سردار زکاٹا کے جھیل میں اترتے ہی سردار کاچوکا اپنا تلوار نما چھرا لئے اس بندھے ہوئے وحشی کے قریب آ گیا جہاں وہ پہلے کھڑا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو ان سب نے چھرے بلند کر لئے۔ یہ دیکھ کر بندھے ہوئے وحشی بری طرح سے چیخنے اور گڑگڑانے لگے مگر سردار کاچوکا اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر رحم نام کی کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

" میں جیسے ہی نعرہ لگاؤں گا تم سب ایک ساتھ ان کی گردنیں اڑا دو گے"۔ سردار کاچوکا نے چیختے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اس نے بھی تلوار نما چھرا دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر سر سے بلند کر لیا تھا۔ سردار کاچوکا کی بات سن کر بندھے ہوئے وحشی اور زیادہ چیخنے لگے۔ پھر سردار کاچوکا نے اچانک حلق سے تیز اور زور دار چیخ ماری۔ چیخ مارتے ہوئے اس کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے اور تلوار نما چھرا بندھے ہوئے وحشی کی عین گردن پر پڑا۔ کھچک کھچک کی آوازوں کے ساتھ ہی وحشیوں کی گردنیں ان کے جسموں سے الگ ہو کر جھیل میں جا گریں۔ سردار کاچوکا کے چیخ مارتے ہی دوسرے وحشیوں

نے بھی بندھے ہوئے وحشیوں کی ایک ساتھ گردنیں اڑا دی تھیں۔ جیسے ہی ان کے سر کٹ کر پانی میں گرے ان کی کٹی ہوئی گردنوں سے خون فواروں کی طرح ابل پڑا اور جھیل میں جیسے خون کی بارش ہونے لگی۔

وحشیوں کے جسموں سے خون ابل ابل کر پانی میں گر رہا تھا اور جھیل کا صاف شفاف پانی سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ تختوں سے بندھے ہوئے سر کٹے وحشی چند ہی لمحوں میں تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گئے تھے جب ان کے جسموں سے خون کا آخری قطرہ تک نکل کر جھیل میں گر گیا تو سردار کاچوکا نے اپنے ساتھیوں کو ان لاشوں کو تختوں سے ہٹانے کا حکم دے دیا۔ وحشی تختوں سے بندھی ہوئی لاشوں کو رسیوں سے کھول کر ہٹانے لگے اور سردار کاچوکا تلوار نما چھرا زمین پر رکھ کر جھیل میں اتر گیا جہاں وحشیوں کے کٹے ہوئے سر تیر رہے تھے سردار کاچوکا نے ان کٹے ہوئے سروں کو اٹھا اٹھا کر جھیل سے باہر پھینکنا شروع کر دیا۔ جب اس نے آخری سر بھی جھیل سے باہر پھینک دیا تو وہ خود بھی جھیل سے نکل کر باہر آ گیا۔ جھیل میں اترنے کی وجہ سے اس کے جسم پر بھی خون لگ گیا تھا جس کی وجہ سے اس کا جسم سرخ ہو رہا تھا۔

" ان لاشوں اور سروں کو اٹھا کر لے جاؤ اور کسی گڑھے میں پھینک کر آگ لگا دو"۔ سردار کاچوکا نے کہا تو وحشیوں نے سر ہلاتے ہوئے لاشیں اور کٹے ہوئے سر اٹھائے اور ایک طرف چل پڑے۔

سردار کاچوکا چند لمحے جھیل میں کھڑے سردار زکاٹا کو دیکھتا رہا جو بدستور ہاتھ باندھے اور آنکھیں بند کئے منتر پڑھ رہا تھا۔ پھر وہ مڑا اور واپس قبیلے کی طرف چل پڑا۔

سردار زکاٹا نے طاقت دیوتا کی لاش کو اپنی جھونپڑی میں لے جا کر اس کا دل نکال کر کھا لیا تھا جس کی وجہ سے اس کے جسم میں طاقت دیوتا کی تمام شیطانی طاقتیں سرایت کر گئی تھیں۔ پجارن شاتانہ نے سردار زکاٹا کو بتا دیا تھا کہ شنکارہ آزاد ہو چکی ہے اس لئے سردار زکاٹا شالاگ کے بتائے ہوئے تمام طریقوں پر عمل کر لینا چاہتا تھا تاکہ شنکارہ جب بھی جنگلوں میں واپس آئے تو وہ آسانی سے اسے اپنے قابو میں کر سکے۔

اسے چالیس روز تک اس جھیل میں جاکوشانا کا منتر پڑھنا تھا۔ شالاگ کے کہنے کے مطابق جاکوشانا کا منتر پڑھنے کے لئے اسے ہر روز دس انسانوں کو ہلاک کر کے ان کا خون اس جھیل میں ڈالنا تھا تاکہ جھیل میں خون کی سرخی برقرار رہے۔ اس کے لئے سردار زکاٹا نے سردار کاچوکا اور قبیلے کے وحشیوں کو جنگل کے دوسرے قبیلوں میں بھیجا تھا تاکہ وہ ان قبیلوں پر حملہ کر کے وہاں سے دس ہٹے کٹے وحشیوں کو پکڑ لائیں تاکہ ان وحشیوں کو ہلاک کر کے ان کا تازہ خون جھیل میں ڈالا جا سکے۔ سردار زکاٹا کے حکم پر سردار کاچوکا اور اس کے ساتھیوں نے پورا عمل کیا تھا۔ اب سردار زکاٹا اطمینان سے خون آلود جھیل میں کھڑا جاکوشانا کا منتر پڑھنے میں مصروف ہو گیا تھا

اسے یقین تھا کہ سردار کاچو کا اس کا وفادار ہے اور اس کی ہدایات پر اسی طرح عمل کرتا رہے گا جس کا اس نے حکم دیا تھا ۔ وہ ہر روز مختلف قبیلوں پر حملہ کر کے دس وحشیوں کو پکڑ کر لاتا رہے گا اور انہیں انہی تختوں سے باندھ کر ہلاک کرتا رہے گا تاکہ ان کا خون نکل کر جھیل کے پانی میں شامل ہوسکے ۔

" تم " ۔ بڑھیا کو دیکھ کر جولیا نے اس کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا ۔

" میں ساکالی ہوں لڑکی ۔ اپنے ساتھیوں کے پاس جاؤ ۔ جلدی " ۔ بڑھیا نے کہا ۔ اس کے لہجے میں عجیب سی تھرتھراہٹ اور خوف تھا ۔

" کیوں ۔ میں کیوں جاؤں اپنے ساتھیوں کے پاس اور تم حکم دینے والی کون ہوتی ہو " ۔ جولیا نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا ۔

" میں تمہیں حکم نہیں دے رہی ۔ بتا رہی ہوں کہ یہاں تمہارے لئے خطرہ ہے ۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنگل کی طرف بھاگ جاؤ ورنہ وہ میرے ساتھ ساتھ تم سب کو بھی ہلاک کر دے گا " ۔ بڑھیا نے کہا ۔

" ہلاک کر دے گا ۔ کون ۔ کس کی بات کر رہی ہو " ۔ جولیا نے

چونک کر کہا۔

" زاشال ۔ اس جہاز میں زاشال موجود ہے ۔ اس نے ان انسانوں کو یہاں بھیجا ہے ۔اسے تمہارے بارے میں علم ہو چکا ہے وہ تم سب کو ہلاک کرنے کے بعد اس جزیرے پر آنا چاہتا ہے ۔اگر میں نے ان انسانوں کی آنکھوں پر پردہ نہ ڈال دیا ہوتا تو یہ تمہیں دیکھتے ہی ہلاک کر دیتے ۔انہوں نے زہریلی ہوا کے جو گولے جنگل میں پھینکے تھے ان سے بھی میں نے ہی تمہیں بچایا ہے"۔ساکالی نے کہا۔

" اوہ ۔مگر یہ زاشال کون ہے اور یہ ہمیں کیوں ہلاک کرنا چاہتا ہے "۔جولیا نے کہا تو ساکالی نے اسے مختصر طور پر زاشال اور اس کے ارادوں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

" اوہ ۔تو یہ بھی شیطان کا پجاری ہے"۔جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ اس کے پاس بے پناہ ماورائی طاقتیں ہیں ۔ تم اور تمہارے ساتھی ان انسانوں کا تو مقابلہ کر لیں گے لیکن تم اور تمہارے ساتھی زاشال کی کالی طاقتوں کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے اس لئے میرا کہا مانو اور یہاں سے نکل جاؤ ۔میں تمہیں جنگل میں موجود ایک پرانے کھنڈر میں پہنچا دیتی ہوں ۔ان کھنڈروں کے نیچے ایسی جگہ ہے جہاں تم سب زاشال کی نظروں سے آسانی سے چھپ جاؤ گے"۔ساکالی نے کہا۔

" ہونہہ ۔اگر تمہیں ہم سے اتنی ہی ہمدردی ہے تو تم ہمیں یہاں لائی ہی کیوں تھی"۔جولیا نے کہا۔

" میں نے شنکارہ کے حکم سے ایسا کیا تھا"۔ساکالی نے کہا۔

" تو پھر تم ہمیں اسی طرح واپس پہنچا دو جیسے لائی تھی"۔جولیا نے کہا۔

" نہیں ۔میں ایسا نہیں کر سکتی"۔ساکالی نے کہا۔

" کیوں "۔جولیا نے فوراً کہا۔

" جب تک شنکارہ کا حکم نہیں ہو گا میں تمہیں واپس نہیں لے جا سکتی"۔ساکالی نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔اسی لمحے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سن کر جولیا چونک پڑی ۔اس نے دیکھا کہ اس کے ساتھی بھاگتے ہوئے اس کی طرف آ رہے تھے ۔ ان سب کے جسموں پر وائلڈ کمانڈوز کی وردیاں تھیں ۔ انہوں نے شاید جنگل میں جانے والے وائلڈ کمانڈوز کو ہلاک کر کے ان کے لباس پہن لئے تھے ۔وائلڈ کمانڈوز کے بیگ ان کے کاندھوں پر تھے اور ان کی گنیں بھی ان کے ہاتھوں میں نظر آ رہی تھیں ۔وہ جولیا کے ساتھ ایک بدصورت سیاہ بڑھیا کو دیکھ کر یکلخت ٹھٹھک گئے تھے۔

" یہ کون ہے مس جولیا"۔تنویر نے بڑھیا کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" یہ شنکارہ کی ساتھی ساکالی ہے جو ہمیں پاکیشیا سے یہاں لائی ہے"۔جولیا نے کہا تو سب غصیلی نظروں سے اس بڑھیا کو دیکھنے لگے

" لیکن یہ یہاں کیا کر رہی ہے ۔ کیا کہہ رہی تھی یہ آپ سے"۔ صفدر نے کہا۔

" پہلے تم بتاؤ یہ لباس اور اسلحہ تم نے ان کمانڈوز کو ہلاک کر کے حاصل کیا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

" تنویر نے ہمیں ساری بات بتا دی تھی جسے سن کر ہمیں یقین ہی نہیں آ رہا تھا اس لئے ہم ان کمانڈوز کے سامنے آگئے ۔ پھر ہم نے ان سب کو چھاپ لیا"۔ صفدر نے کہا۔

" مس جولیا ۔ اس بڑھیا کو چھوڑیں اور ان کمانڈوز کے بارے میں سوچیں ۔ یہ ہمیں دیکھ نہیں سکتے ۔ ہم خاموشی سے جا کر ان کے جہاز پر قبضہ کر لیتے ہیں اور پھر اس جہاز کو ہم پاکیشیا لے جاتے ہیں"۔ تنویر نے کہا۔

" نہیں ۔ ہم جہاز پر نہیں جا سکتے"۔ جولیا نے کہا اور انہیں ساکالی کی بتائی ہوئی زاشال کے بارے میں تمام باتیں بتا دیں۔

" اوہ ۔ تو پھر اب کیا کرنا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

" ساکالی کہہ رہی ہے کہ زاشال ہمیں کالی طاقتوں سے نقصان پہنچا سکتا ہے ۔ اس سے بچنے کے لئے ہمیں جنگل میں چلے جانا چاہئے ۔ وہاں ایک پرانا کھنڈر ہے اگر ہم اس کھنڈر میں روپوش ہو جائیں تو زاشال اور اس کی کالی طاقتیں ہمیں تلاش نہیں کر سکیں گی"۔ جولیا نے کہا۔

" ہونہہ ۔ آپ اس شیطان بڑھیا کی باتوں میں آ رہی ہیں ۔ میں تو

کہتا ہوں ہم اس شیطان بڑھیا کے ساتھ ساتھ زاشال اور اس کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیتے ہیں ۔ پھر ان کے جہاز پر قبضہ کر کے ہم یہاں سے آسانی سے نکل جائیں گے"۔ تنویر نے کہا۔

" ساکالی کو ہلاک کرنا اتنا آسان نہیں ہے نوجوان ۔ تمہارا یہ آتشیں اسلحہ مجھ پر کوئی اثر نہیں کرے گا ۔ میں نے اس لڑکی کو بتا دیا ہے کہ تم ان دشمنوں کو ہلاک کر سکتے ہو مگر زاشال اور اس کی کالی طاقتوں کا مقابلہ کرنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے ۔ وہ ایسے ایسے شیطانی علوم جانتا ہے جن کے ذریعے وہ تم سب کو لمحوں میں جلا کر بھسم کر سکتا ہے"۔ ساکالی نے تنویر کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا ۔ اس کی بات سن کر تنویر کو غصہ آگیا اور اس نے ٹرانگن اٹھا کر اس کا رخ ساکالی کی جانب کر دیا ۔ اس سے پہلے کہ وہ ساکالی پر فائرنگ کرتا جولیا فوراً اس کے سامنے آگئی۔

" معاملات کو سمجھنے کی کوشش کرو تنویر ۔ ہم شیطانی ذریتوں میں گھرے ہوئے ہیں ۔ ان کا ہم سوچ سمجھ کر مقابلہ کریں گے ۔ اگر ہم نے کوئی غلطی کی تو وہی غلطی ہمارے لئے موت کا پھندہ بن جائے گی"۔ جولیا نے کہا۔

" یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مس جولیا"۔ تنویر نے جولیا کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" یہ مصلحت کا تقاضا ہے تنویر ۔ مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں ۔ شیطانی طاقتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں کچھ اور ہی سوچنا ہو گا"۔

صفدر نے آگے بڑھ کر تنویر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"مگر"۔ تنویر نے کچھ کہنا چاہا۔

"بس تنویر۔ یہاں میں تمہاری لیڈر ہوں اور لیڈر کی بات ما تمہارا فرض ہے"۔ جولیا نے کہا تو تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے گر نیچے کر لی۔

"مس جولیا۔ وہ ایس ایس ٹی گیس پھیلانے کی تیاری کر ر ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے ان کی توجہ کمانڈوز کی طرف دلاتے ہو کہا جو واقعی سلنڈروں کے ساتھ بڑے بڑے منہ والے پائپ لگار تھے۔

"گھبراؤ نہیں۔ میرے ہوتے ہوئے یہ زہریلی ہوا تمہیں کو نقصان نہیں پہنچائے گی"۔ ساکالی نے کہا۔

"جس طرح تم نے ہمیں ان کمانڈوز کی نگاہوں سے چھپا رکھا اسی طرح کیا تم ہمیں زاشال کی نگاہوں سے نہیں چھپا سکتی"۔ جو نے ساکالی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ زاشال مہان طاقتوں کا مالک ہے۔ جہاز سے تو تمہیں نہیں دیکھ سکتا لیکن اگر وہ یہاں آگیا تو تم اس کی نظروں نہیں چھپ سکو گے اور وہ تمہیں ایک ہی وار میں ہلاک کر دے گا ساکالی نے کہا۔

"تو تم ہمیں اس سے بچا کر جنگل کے کھنڈروں میں چھپانا چاہتی ہو"۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ تم وہاں محفوظ رہو گے"۔ ساکالی نے کہا۔

"کیا زاشال کی کالی طاقتوں سے ہمیں بچانے کے لئے تمہارے پاس اور کوئی طریقہ نہیں ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"فی الحال نہیں۔ لیکن تم میرے ساتھ کھنڈروں میں چلو۔ وہاں میں تمہیں زاشال اور اس کی کالی طاقتوں سے بچنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ ضرور بتا دوں گی۔ ابھی میں نے تمہیں گولار کے پھول بھی کھلائے ہیں تاکہ تم پر جنگل کے زہریلے کیڑے مکوڑے حملہ نہ کر سکیں"۔ ساکالی نے کہا۔

"گولار کے پھول"۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ اس جنگل میں ایک ایسا پھول پایا جاتا ہے جسے اگر کھا لیا جائے تو زہریلے ناگ کے کاٹنے کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس جنگل میں زہریلے سانپوں کے ساتھ ساتھ سرخ چیونٹیاں اور سبز بچھو کی بھرمار ہے جن کا کاٹا پانی نہیں مانگتا"۔ ساکالی نے کہا۔

"اوہ۔ یہ کون سا جزیرہ ہے"۔ کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

"یہ ماری کٹ جزیرہ ہے"۔ ساکالی نے کہا۔

"ماری کٹ جزیرہ۔ اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ کروٹم جزیرہ"۔ کیپٹن شکیل نے چونک کر کہا۔

"یہ میں نہیں جانتی۔ مجھے تو بس اتنا معلوم ہے کہ یہ ماری کٹ جزیرہ ہے"۔ ساکالی نے جواب دیا۔

"تم ماری کٹ یا کروٹم جزیرے کے نام پر اس طرح چونکے

کیوں ہو"۔ جولیا نے کیپٹن شکیل سے پوچھا۔

"مس جولیا۔ ماری کٹ افریقی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب خوفناک کے ہیں۔ اس جزیرے کو عام طور پر کروشم جزیرہ کہا جاتا ہے یہ جزیرہ افریقہ کے انتہائی شمال میں ہے اور اس جزیرے کو موت کا جزیرہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس جزیرے پر خونخوار درندوں کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے خوفناک حشرات الارض اور خونخوار پرندے پائے جاتے ہیں جو انسانوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ اگر کوئی انسان بھولے سے یہاں آجائے تو اس کی جان بچنی مشکل ہو جاتی ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ"۔ سب کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"تمہارا ساتھی ٹھیک کہہ رہا ہے۔ یہ واقعی موت کا جزیرہ ہے مگر تم فکر مت کرو۔ میرے ہوتے ہوئے تمہیں اس جزیرے میں کچھ نہیں ہو گا۔ اگر میں ان انسانوں کی آنکھوں پر پردہ ڈال سکتی ہوں تو میں تمہیں جنگل کے جانوروں سے بھی بچا لوں گی"۔ ساکالی نے کہا۔

"لیکن تم ہمیں اس خطرناک جزیرے پر لائی ہی کیوں تھی"۔ جولیا نے دوبارہ غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"شنکارہ کا حکم تھا"۔ ساکالی نے کہا۔

"ہونہہ"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پھر مس جولیا۔ اب آپ کا کیا فیصلہ ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"تم بتاؤ۔ تم سب کیا کہتے ہو"۔ جولیا نے کہا۔

"ہمارا تو یہی خیال ہے کہ وقتی طور پر ہمیں کھنڈرات کی طرف چلے جانا چاہئے۔ ساکالی نے کہا ہے کہ یہ ہمیں زاشال سے بچانے کا کوئی نہ کوئی طریقہ ضرور بتا دے گی۔ زاشال اگر کالی طاقتوں کا مالک نہ ہوتا تو دوسری بات تھی لیکن اب ساکالی کی بات مان لینے میں ہی عقلمندی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو ساکالی۔ ہمیں دکھاؤ کہاں ہیں وہ کھنڈرات"۔ جولیا نے کہا۔

"میں آگے جاتی ہوں تم سب میرے پیچھے پیچھے آجاؤ"۔ ساکالی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ پھر وہ جنگل کی طرف بڑھنے لگی تو وہ سب اس کے پیچھے ہو لئے۔ وہاں ہر طرف قد آدم گھنی جھاڑیاں تھیں جن میں چھوٹی چھوٹی پگڈنڈیاں نما راستے بنے ہوئے تھے۔ ساکالی انہیں ایسے ہی راستوں پر لے جا رہی تھی۔ وہ جنگل میں جوں جوں آگے بڑھتے جا رہے تھے انہیں جنگلی جانوروں کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں لیکن ان کے راستے میں ابھی تک کوئی جانور نہیں آیا تھا اور نہ ہی انہیں نزدیک کوئی جانور دکھائی دیا تھا۔ شاید ساکالی ان جانوروں کو اپنی ماورائی طاقتوں سے دور رکھے ہوئے تھی۔ وہ کافی دیر تک ان راستوں پر چلتے رہے پھر اچانک ساکالی ٹھٹھک کر رک گئی۔ اسے اس طرح رکتے دیکھ کر وہ سب بھی رک گئے تھے۔ ساکالی نے مڑ کر آسمان کی طرف دیکھا جیسے وہ آسمان پر کچھ تلاش کر رہی ہو۔

"کیا ہوا۔ تم رک کیوں گئی ہو"۔ جولیا نے آگے بڑھ کر ساکالی

سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہیں رکو۔ میں ابھی آتی ہوں"۔ ساکالی نے کہا اور پھر وہ اچانک وہاں سے غائب ہو گئی۔

"یہ کیا۔ یہ اب اچانک کہاں غائب ہو گئی ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"معلوم نہیں۔ وہ فضا میں دیکھتے ہوئے کچھ سونگھ رہی تھی"۔ صفدر نے کہا۔ اسی لمحے ساکالی دوبارہ ان کے سامنے آ گئی۔

"آؤ۔ اس طرف آؤ۔ یہاں سے تھوڑے فاصلے پر ایک چشمہ ہے۔ وہاں پھل دار درخت بھی موجود ہیں۔ اپنی بھوک پیاس مٹانی ہو تو مٹا لو۔ اس چشمے کے پاس گولار کے پھول بھی موجود ہے۔ جن کے کھانے سے تم پر کسی زہر کا اثر نہیں ہو گا"۔ ساکالی نے کہا۔ اس نے جھاڑیوں کے دائیں طرف اشارہ کیا اور پھر وہ جھاڑیوں میں گھستی چلی گئی۔

"آؤ بھئی۔ بھوک پیاس تو واقعی محسوس ہو رہی ہے"۔ جولیا نے کہا۔ پھر وہ بھی ان جھاڑیوں میں گھس گئے۔ بڑی بڑی جھاڑیوں اور پتوں کو ہٹاتے ہوئے انہیں آگے بڑھنے میں مشکل تو پیش آ رہی تھی مگر پھل دار درختوں اور چشمے کا سن کر ان کی بھوک پیاس چمک اٹھی تھی اس لئے وہ ان جھاڑیوں اور پتوں کو ہاتھوں سے دائیں بائیں ہٹاتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ کافی آگے جا کر جھاڑیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا تو وہ ایک کھلی جگہ پر نکل آئے۔ اس طرف درختوں کی بہتات تھی۔ سامنے ایک چھوٹا سا ٹیلا تھا جس پر سے صاف پانی کا

چشمہ بہہ رہا تھا۔ درخت سرخ اور زرد رنگوں کے پھلوں سے بھرے ہوئے تھے۔ سرخ پھل سیب سے مشابہ تھے جبکہ زرد پھل آم جیسی شکل کے تھے۔

ٹیلے سے پھوٹنے والے چشمے کے نیچے ایک چھوٹا سا حوض بنا ہوا تھا جس میں پانی اکٹھا ہو رہا تھا اور پھر ایک نالے کی شکل میں وہ جنگل کی طرف جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ جولیا اور اس کے ساتھی جیسے ہی جھاڑیوں سے نکل کر اس طرف آئے تو یکلخت ٹھٹھک گئے کیونکہ انہیں وہاں بے شمار جانور دکھائی دے رہے تھے جن میں خطرناک درندے بھی شامل تھے۔ ان میں سے چند جانور بہتا ہوا پانی پی رہے تھے اور چند درختوں کے ارد گرد گھوم رہے تھے۔ ان درندوں میں شیر اور چیتے بھی تھے اور بھیڑیئے بھی۔

"گھبراؤ نہیں۔ آگے آ جاؤ۔ ان جانوروں کو یہاں تمہاری موجودگی کا احساس تک نہ ہو گا"۔ ساکالی نے انہیں رکتے دیکھ کر کہا

ساکالی کی بات سن کر انہیں قدرے اطمینان ہو گیا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے اپنی گنیں سیدھی کر لی تھیں اور ان کی انگلیاں ٹریگروں پر جم گئی تھیں۔ وہ سب آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھنے لگے لیکن یہ دیکھ کر وہ واقعی حیران رہ گئے کہ ان میں سے کوئی جانور ان کی آمد سے نہیں چونکا تھا۔ یہاں تک کہ وہ سب ان جانوں کے قریب آ گئے مگر سب جانور عام انداز میں گھوم پھر رہے تھے۔ انہیں واقعی ان سب کی موجودگی کا احساس تک نہیں ہو رہا تھا۔

" حیرت ہے۔ ساکالی نے ان پر نجانے کیسا سحر کر دیا ہے کہ ان جانوروں کو ہماری موجودگی کا احساس تک نہیں ہو رہا ورنہ یہ جانور دور سے ہی انسان کی بو سونگھ لیتے ہیں"۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" شنکارہ کی طرح ساکالی بھی زبردست ساحرہ معلوم ہوتی ہے"۔ چوہان نے کہا۔

" ہاں۔ اگر ساکالی ان کی آنکھوں پر پردہ نہ ڈالتی تو یہ خطرناک جانور ہم پر جھپٹ پڑتے"۔ خاور نے کہا۔

" خیر اب ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ اب ہم خالی ہاتھ نہیں ہیں اگر یہ جانور ہم پر جھپٹتے تو ہم آسانی سے ان کا نوالہ نہیں بن سکتے تھے"۔ صدیقی نے کہا۔ ان سب کو یقین ہو گیا تھا کہ جانور واقعی ان کی طرف متوجہ نہیں ہیں اس لئے وہ اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ نعمانی اور خاور درختوں پر چڑھ گئے تاکہ وہ کھانے کے لئے پھل توڑ سکیں جبکہ باقی ساتھی چشمے کی طرف بڑھ گئے تھے اور سب باری باری پانی پینے لگے۔ ساکالی چشمے کے قریب ایک اونچی چٹان پر کھڑی تھی۔ چشمے کے کنارے سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے بے شمار پھول کھلے ہوئے تھے جو گلاب کی شکل کے تھے مگر ان کی پنکھڑیاں گلاب کے پتوں کی نسبت لمبی اور نوکیلی تھیں اور یوں لگ رہا تھا جیسے ان میں رس سا بھرا ہو۔ نعمانی اور خاور پھل توڑ لائے تو انہوں نے ان پھلوں کو کھایا تو ان کا ذائقہ واقعی سیب اور آم جیسا تھا

البتہ ان میں ہلکی ہلکی ترشی ضرور موجود تھی۔ ان سب نے پھل کھائے اور پانی پی کر اپنے پیٹ بھر لئے تو ساکالی نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔

" اب تم سب ایک ایک پھول کھا لو"۔ ساکالی نے ان سرخ رس بھرے پھولوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ گولار کے پھول ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

" ہاں۔ جلدی کرو۔ ہمیں یہاں سے فوراً نکلنا ہے"۔ ساکالی نے کہا۔

" وہ کھنڈرات یہاں سے کتنی دور ہیں"۔ جولیا نے پوچھا۔

" ابھی وہ یہاں سے بہت دور ہیں۔ شام ہونے تک ہم وہاں پہنچ جائیں گے"۔ ساکالی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس اثناء میں کیپٹن شکیل اور صفدر نے آگے بڑھ کر چشمے کے کنارے سے ایک ایک پھول توڑ لیا۔ انہوں نے پھولوں کو چکھا تو انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان پھولوں میں شہد بھرا ہوا ہو۔ صفدر نے اپنے ساتھیوں کو پھول کے ذائقے کے بارے میں بتایا تو ان سب نے بھی ایک ایک پھول توڑا اور پھر وہ سب ان پھولوں کو کھانے لگے۔ ابھی وہ پھول کھا کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ اچانک انہوں نے ساکالی کو بری طرح سے چونکتے دیکھا۔

" اوہ۔ زاشال کو میری موجودگی کا علم ہو گیا ہے۔ وہ مجھے زخمی کر کے پکڑنا چاہتا ہے۔ تم سب درختوں کے پیچھے جا کر چھپ جاؤ۔

زاشال تیر چلا رہا ہے۔ اگر اس کا چلایا ہوا کوئی تیر تمہیں لگ گیا تو تم نہیں بچ سکو گے"۔ ساکالی نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر زور سے جھٹکا تو اس کی ایک انگلی سے سرخ روشنی کی لہریں نکل کر اس طرف بڑھتی چلی گئیں جس طرف سے وہ آئے تھے۔

"درختوں کی اوٹ میں ہو جاؤ۔ جلدی کرو"۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا تو وہ سب درختوں کے پیچھے چلے گئے۔ ان کے قریب چند خطرناک درندے تھے لیکن وہ مطمئن تھے کہ درندے انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ وہ درختوں کے پیچھے سے سر نکال کر ساکالی کی جانب دیکھنے لگے جو ہاتھ کو زور زور سے جھٹک رہی تھی۔ اس کی انگلیوں سے بار بار سرخ روشنی نکل کر ساحل کی طرف بڑھ رہی تھی۔ پھر اچانک انہوں نے ساکالی کے کاندھے پر ایک تیر لگتے دیکھا۔ ساکالی کے حلق سے ایک دردناک چیخ نکلی اور وہ اچھل کر چٹان سے نیچے آ گری۔

"بھاگ جاؤ۔ بھاگ جاؤ یہاں سے۔ زاشال نے مجھے زخمی کر دیا ہے۔ اب میں نہیں بچ سکتی"۔ ساکالی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ساکالی پر بجلی کی لہریں سی چمکیں اور انہوں نے ساکالی کو ایک سیاہ جال میں جکڑے دیکھا۔ پھر اچانک جھماکا سا ہوا اور ساکالی جال سمیت وہاں سے غائب ہو گئی۔

"یہ۔ یہ کیا ہوا۔ ساکالی کہاں غائب ہو گئی"۔ جولیا کے منہ سے نکلا۔ اسی لمحے انہوں نے ارد گرد جانوروں کو بری طرح سے چونکتے

دیکھا۔ پھر اچانک جانور گردنیں گھما گھما کر اس طرف دیکھنے لگے جہاں وہ سب موجود تھے اور پھر اچانک جانوروں نے خونخوار انداز میں غرانا شروع کر دیا۔

"مس جولیا۔ ان درندوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے"۔ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ سب چونک کر ان جانوروں کو دیکھنے لگے جن کی نظریں واقعی ان پر گڑی ہوئی تھیں اور وہ خونخوار انداز میں غراتے ہوئے انہیں گھور رہے تھے۔

اچانک پجارن شاتانہ کو ایک زور دار جھٹکا لگا تو اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں ۔ وہ مقدس غار کے سرے پر موجود ایک گول کمرے کے وسط میں ایک چٹان پر بیٹھی تھی ۔ اس کے دونوں ہاتھ معافی مانگنے والے انداز میں جڑے ہوئے تھے ۔ غار کی دیواروں پر بڑی بڑی مشعلیں جل رہی تھیں جن میں جلنے والی چربی کی سرانڈ پورے غار میں پھیلی ہوئی تھی ۔ آگ کی روشنی میں پجارن شاتانہ کا چہرہ آگ کی طرح دہک رہا تھا ۔ اس نے آنکھیں کھولیں تو اس کی آنکھیں اس قدر سرخ ہو رہی تھیں جیسے اس کے جسم کا سارا خون اس کی آنکھوں میں سمٹ آیا ہو ۔

" کون ہے ۔ کس نے مجھے جھنجھوڑا ہے " ۔ پجارن شاتانہ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے غراتی ہوئی آواز میں کہا ۔

" شامارا ہوں پجارن ۔ اگر اجازت ہو تو میں تمہارے سامنے آ

جاؤں " ۔ غار میں بھیڑیئے جیسی غراتی ہوئی آواز ابھری تو پجارن شاتانہ چونک پڑی ۔

" اوہ ۔ شامارا تم ۔ ٹھیک ہے آ جاؤ سامنے " ۔ پجارن شاتانہ نے دبنگ آواز میں کہا ۔ اسی لمحے زور دار کڑاکا ہوا اور پجارن شاتانہ کے سامنے زمین پر دھواں سا اٹھا اور فضا میں پھیل کر ایک جگہ مجسم ہوتا چلا گیا ۔ دوسرے لمحے اس کے سامنے ایک ریچھ نما انسان کھڑا تھا ۔ اس کا صرف چہرہ ہی انسانی تھا جبکہ اس کا باقی جسم ریچھ جیسا تھا ۔ اس کے سارے جسم پر گھنے بال تھے ۔

" شامارا حاضر ہے پجارن " ۔ سیاہ ریچھ نے پجارن شاتانہ کے سامنے سر جھکاتے ہوئے کہا ۔

" کیا خبر لائے ہو " ۔ پجارن شاتانہ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا ۔

" شنکارہ جنگلوں کی طرف واپس آ رہی ہے پجارن " ۔ ریچھ نما انسان شامارا نے کہا تو اس کی بات سن کر پجارن شاتانہ بے اختیار چونک پڑی ۔

" شنکارہ جنگلوں میں آ رہی ہے ۔ اوہ ۔ کب ۔ کہاں ہے وہ " ۔ پجارن شاتانہ نے جوش بھرے لہجے میں کہا ۔

" وہ چند انسانوں کے ساتھ اڑنے والے لوہے کے پرندے کے پیٹ میں بیٹھی ہوئی ہے پجارن ۔ بہت جلد وہ یہاں پہنچ جائے گی " ۔ شامارا نے کہا ۔

" انسان ۔ کون سے انسان اس کے ساتھ ہیں "۔پجارن شاتانہ نے چونک کر کہا۔

" وہ وہی انسان ہیں پجارن جنہوں نے شنکارہ کو دھاتی بوتل میں قید کیا تھا "۔ شامارا نے کہا تو پجارن شاتانہ کا چہرہ حیرت سے بگڑتا چلا گیا۔

" تمہارا مطلب ہے مکاشو اور اس کا آقا "۔پجارن شاتانہ نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ ان کے ساتھ چار افراد اور بھی ہیں جن میں ایک مکاشو جیسا سیاہ فام اور طاقتور انسان بھی ہے "۔ شامارا نے کہا۔

" اوہ ۔ کیا ان سب کو شنکارہ یہاں لا رہی ہے "۔پجارن شاتانہ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

" ہاں ۔ مکاشو اور اس کے آقا نے شنکارہ کو فنا کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اس لئے وہ اس کے ساتھ آ رہے ہیں ۔ شنکارہ کی دست راست ساتھی بدروح ساکالی نے ان کے ساتھیوں کو ماری کٹ جزیرے پر پہنچا دیا تھا ۔ وہ اپنے ساتھیوں کو ماری کٹ جزیرے سے لینے اور شنکارہ کو فنا کرنے کے لئے آ رہے ہیں "۔ ماشارا نے کہا۔

" ساکالی نے مکاشو اور اس کے آقا کے ساتھیوں کو ماری کٹ جزیرے پر پہنچا دیا تھا ۔ وہ شنکارہ کو فنا کرنے کے لئے آ رہے ہیں ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو شامارا ۔ مجھے تفصیل سے بتاؤ ۔ یہ سب کیا معاملہ ہے "۔پجارن شاتانہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے وہ شامارا کی

باتوں کو سمجھ نہ پا رہی ہو تو شامارا نے اسے عمران کے ساتھیوں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا جنہیں ساکالی ماورائی طاقتوں سے ماری کٹ جزیرے پر لے گئی تھی ۔ اس نے پجارن شاتانہ کو عمران اور مکاشو کے بارے میں بھی تفصیل بتا دی کہ وہ شنکارہ کا ساتھ دینے کے لئے کیوں اور کیسے تیار ہو گئے تھے ۔ ساکالی نے عمران کے ساتھیوں کی حفاظت کے جو انتظامات کئے تھے اور ماری کٹ جزیرے پر آنے والے زاشال ، اس کے پجاریوں اور وائلڈ کمانڈوز کے بارے میں بھی اس نے ساری تفصیل بتا دی جسے سن کر پجارن شاتانہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

" اوہ ۔ زاشال اور عمران کے ساتھی ماری کٹ جزیرے پر پہنچ چکے ہیں اور ان کے بارے میں مجھے کچھ خبر ہی نہیں ہے ۔ اب شنکارہ بھی عمران اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو لے کر یہاں آ رہی ہے ۔ حیرت ہے ۔ کیا شنکارہ اتنی ہی بے خبر ہے کہ وہ جن انسانوں کو اپنے ساتھ لا رہی ہے وہ اس کی موت کے خواہاں ہیں "۔پجارن شاتانہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ بے خبر نہیں ہے پجارن ۔ اسے سب معلوم ہے ۔ لیکن وہ یہ بھی جانتی ہے کہ وہ مکاشو اور عمران کی مدد کے بغیر شاباک کے پہاڑوں کے نیچے سے کاشارا کا جسم نہیں نکال سکتی ۔ جب تک کاشارا کا جسم مکاشو اور اس کا آقا نہیں نکالیں گے شنکارہ اس جسم میں سما کر نئی زندگی حاصل نہیں کر سکے گی "۔ شامارا نے کہا۔

"اوہ ۔ کیا یہ ضروری ہے کہ پہاڑوں کے نیچے سے کاشارا کا جسم مکاشو اور عمران ہی نکال کر لائیں" ۔ پجارن شاتانہ نے چونک کر کہا۔

"ہاں ۔ یہ بہت ضروری ہے پجارن کیونکہ شنکارہ کو امر ہونے کے لئے ان دونوں انسانوں کی بھینٹ بھی لینی ہو گی ۔ ان کے خون کی بھینٹ لے کر ہی شنکارہ نئی زندگی حاصل کر سکتی ہے" ۔ شامارا نے کہا۔

"اوہ ۔ یہ نئی بات معلوم ہوئی ہے مجھے" ۔ پجارن شاتانہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ایک بات اور بھی بتا دوں پجارن" ۔ شامارا نے کہا۔

"اوہ ۔ وہ کیا" ۔ پجارن شاتانہ نے چونک کر کہا۔

"تم اور سردار زکاٹا جو شنکارہ کو قابو کرنے اور کاشارا کے جسم کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہو یہ خیال دل سے نکال دو ۔ وہ تم دونوں کے قابو میں نہیں آئے گی اور نہ ہی تم دونوں کاشارا کے جسم تک پہنچ سکو گے" ۔ شامارا نے کہا۔

"اوہ ۔ ایسا کیوں کہہ رہے ہو تم" ۔ پجارن شاتانہ نے چونک کر کہا۔

"میں باخبر شیطانی ذریت ہوں ۔ شیطانی ذریتوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے اس کی میں پوری خبر رکھتا ہوں" ۔ شامارا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔ اگر ایسا ہے تو بتاؤ ۔ ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے" ۔ پجارن شاتانہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے تفصیل بتانے کی اجازت نہیں ہے ۔ البتہ میں یہ ضرور بتا سکتا ہوں کہ اگر تم اور سردار زکاٹا شنکارہ کے حق سے دستبردار نہیں ہوئے تو تم دونوں کا انجام بے حد بھیانک ہو گا" ۔ شامارا نے کہا۔

"کیا تم مجھے ڈرا رہے ہو" ۔ پجارن شاتانہ نے اسے گھور کر کہا۔

"ہاں ۔ میں تمہیں آنے والے وقت سے ڈرا بھی رہا ہوں اور سمجھا بھی رہا ہوں" ۔ شامارا نے بغیر کسی تردد کے کہا۔

"ہونہہ ۔ مجھے اور سردار زکاٹا کو تمہاری ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے شامارا ۔ تمہیں میں نے جس کام کے لئے بلایا تھا وہ تم کر چکے ہو ۔ اب مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ تم جا سکتے ہو" ۔ پجارن شاتانہ نے غراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں چلا جاتا ہوں ۔ سمجھانا میرا فرض تھا ۔ میں سمجھا چکا ہوں ۔ تم مانو یا نہ مانو یہ تمہاری مرضی ہے" ۔ شامارا نے نرم لہجے میں کہا ۔ پھر اچانک ایک دھماکہ ہوا اور شامارا کا جسم یکلخت دھوئیں میں تبدیل ہو گیا ۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے دھواں ہوا میں تحلیل ہو کر وہاں سے غائب ہو گیا۔

"ہونہہ ۔ پجارن شاتانہ کو سمجھانے چلا تھا ۔ میری اور سردار زکاٹا کی طاقتیں عظیم ہیں ۔ ہم کاشارا کے جسم کو پہاڑوں کے نیچے سے نکال لیں گے اور شنکارہ کو بھی اپنے قبضے میں کر لیں گے ۔ دیکھتے ہیں

کون ہماری راہ میں حائل ہوتا ہے۔ جس کسی نے بھی ہمارے راستے میں آنے کی کوشش کی میں اسے جلا کر بھسم کر دوں گی چاہے وہ زاشال ہی کیوں نہ ہو"۔ شامارا کے جانے کے بعد پجارن شاتانہ نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر وہ اٹھی اور چٹان سے اتر کر نیچے آ گئی اور غار سے باہر جانے والے راستے کی طرف چل پڑی۔ غار سے نکل کر وہ جنگل میں آئی اور پھر سامی گان قبیلے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ سامی گان قبیلے کے وحشیوں نے جو پجارن شاتانہ کو آتے دیکھا تو وہ اس کے سامنے رکوع کے بل جھکتے چلے گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں سردار کاچوکا کو پجارن شاتانہ کے قبیلے میں آنے کی خبر مل گئی تو وہ دوڑا دوڑا وہاں آ گیا۔ اس نے پجارن شاتانہ کے سامنے آ کر گھٹنے ٹیک دیئے اور اپنا سر اس کے سامنے جھکا دیا۔

"سردار کاچوکا۔ میں تم سے ملنے آئی ہوں"۔ پجارن شاتانہ نے سردار کاچوکا کی طرف دیکھتے ہوئے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

"حکم کرو مہا پجارن۔ میں تمہارے کس کام آ سکتا ہوں"۔ سردار کاچوکا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اپنے جنگجو وحشیوں کو تیار کرو۔ ہمیں فوراً ماری کٹ جزیرے پر جانا ہے"۔ پجارن شاتانہ نے کہا۔

"ماری کٹ جزیرے پر"۔ سردار کاچوکا نے کہا۔ ماری کٹ جزیرے کا سن کر اس کا رنگ بدل گیا تھا۔

"ہاں۔ اس جزیرے پر میرے اور سردار زکاٹا کے چند دشمن موجود ہیں۔ ہمیں ان دشمنوں کا وہیں خاتمہ کرنا ہے"۔ پجارن شاتانہ نے کہا۔

"لل۔ لیکن مہا پجارن۔ ماری کٹ جزیرے پر تو خونخوار درندے ہیں اور وہاں آدم خور گدھ بھی ہیں۔ اگر انہوں نے ہم پر حملہ کر دیا تو پھر"۔ سردار کاچوکا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آدم خور گدھ اور درندوں کی تم فکر مت کرو سردار کاچوکا۔ میں تمہارے ساتھ جا رہی ہوں۔ میرے ہوتے ہوئے گدھ اور درندے تمہارے ساتھیوں پر حملہ نہیں کر سکیں گے"۔ پجارن شاتانہ نے کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو میں ابھی جنگجوؤں کو تیار کراتا ہوں مہا پجارن"۔ سردار کاچوکا نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس کتنے جنگجو ہیں"۔ پجارن شاتانہ نے کہا۔

"آپ کتنے جنگجو اس جزیرے پر لے جانا چاہتی ہیں"۔ سردار کاچوکا نے کہا۔

"دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان کے پاس آتشیں ہتھیار بھی ہیں اس لئے جس قدر زیادہ جنگجوؤں کو ساتھ لے جا سکتے ہو لے چلو۔ ہمیں ہر صورت میں ان کو ہلاک کرنا ہے چاہے ان کے ساتھ ہمارے جنگجو بھی کیوں نہ ہلاک ہو جائیں"۔ پجارن شاتانہ نے سفاکی سے کہا۔

"آتشیں ہتھیار۔ اوہ۔ اگر ان کے پاس آتشیں ہتھیار ہیں تو ہم ان کا مقابلہ کیسے کریں گے۔ ان کے مقابلے میں تو ہمارے پاس تیر، خنجر اور نیزے ہیں"۔ سردار کاچوکا نے ایک بار پھر پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو کہہ رہی ہوں کہ زیادہ سے زیادہ جنگجوؤں کو ساتھ لے چلو۔ اگر ان میں سے چند مارے بھی جائیں تو کوئی پرواہ نہیں۔ ہمیں بہرحال ان پر غلبہ پانا ہے۔ ہر صورت میں"۔ پجارن شاتانہ نے غرا کر کہا۔

"ٹھیک ہے مہا پجارن۔ میں سات سو جنگجوؤں کو ساتھ لے لیتا ہوں۔ وہ جزیرے کو ہر طرف سے گھیر لیں گے۔ ہم رات کی تاریکی میں ان پر اچانک حملہ کر کے انہیں سنبھلنے کا موقع نہیں دیں گے کہ وہ ہم پر آتشیں ہتھیار استعمال کر سکیں"۔ سردار کاچوکا نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ تم اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں پہنچو میں تمہیں وہیں ملوں گی"۔ پجارن شاتانہ نے کہا۔

"جو حکم مہا پجارن"۔ سردار کاچوکا نے سر جھکا کر کہا تو پجارن شاتانہ مڑی اور دوبارہ جنگل کی طرف چل پڑی۔ جنگل کے ایک خالی قطعے میں آ کر وہ رک گئی۔ اس نے چاروں طرف دیکھا لیکن وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ پجارن شاتانہ نے منتر پڑھ کر زمین پر پھونک ماری تو درختوں پر بیٹھے ہوئے پرندے اڑ کر اس سے دور چلے گئے۔

"تیار ہو جاؤ زاشال۔ میں تمہارا مقابلہ کرنے کے لئے آ رہی ہوں

مجھ سے بچ سکتے ہو تو بچ جاؤ"۔ پجارن شاتانہ نے کہا۔ اس نے جھک کر زمین سے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور پھر آنکھیں بند کر کے اس نے کچھ پڑھ کر بند مٹھی پر پھونکا اور پھر مٹی ایک جھٹکے سے فضا میں اڑا دی۔ مٹی کا غبار فضا میں بلند ہوا اور پجارن شاتانہ اس غبار میں چھپ گئی جیسے ہی غبار ختم ہوا پجارن شاتانہ وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔

جوزف نے اپنی گھڑی پر وقت دیکھا اور پھر اس نے گردن ہلائی اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے اس طرح اٹھتے دیکھ کر اس کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا جوانا اور عقب میں موجود ٹائیگر بے اختیار چونک پڑے۔

"تمہیں کیا ہوا ہے"۔ جوانا نے اس سے پوچھا۔ اس کی آواز سن کر شنکارہ اور سلیمان بھی چونک پڑے۔ عمران آنکھیں بند کئے ویسے ہی سو رہا تھا جیسے وہ سارا ہوائی سفر سو کر ہی پورا کرنا چاہتا ہو۔

"میں واش روم جا رہا ہوں"۔ جوزف نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ ایک وقت میں دس دس انسانوں کا کھانا کھانے والا بار بار واش روم نہیں جائے گا تو اور کہاں جائے گا"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اپنا منہ بند رکھو"۔ جوزف نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"صاحب مجھے منہ بند رکھنے کے لئے ساتھ نہیں لائے"۔ سلیمان نے اور زیادہ منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں اس بے چارے کے منہ لگتے ہو"۔ جوانا نے کہا۔

"بے چارہ۔ ہونہہ۔ یہ بے چارہ ہے۔ سو شیطان مرے ہوں گے تو یہ پیدا ہوا ہو گا"۔ جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے خبردار جو مجھے شیطان کہا تو"۔ سلیمان نے یکلخت بھڑک کر کہا۔

"کہوں گا۔ ہزار بار کہوں گا۔ تم میرا کیا بگاڑ لو گے"۔ جوزف نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

"ہزار بار کہنے سے تمہارا اپنا ہی منہ دکھے گا۔ مجھے کیا"۔ سلیمان نے کہا تو اس کے جواب پر جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہونہہ۔ معلوم نہیں باس اس احمق باورچی کو اپنے ساتھ کیوں لے آیا ہے"۔ جوزف نے غصے سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"احمق ہو گے تم خود۔ تمہارا وحشی خاندان جہاں تم جا رہے ہو"۔ سلیمان نے اسے بری طرح کوستے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ یو نانسنس۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا"۔ جوزف نے غصے سے گرجتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے ریوالور نکال لیا اور اس کا رخ سلیمان کی جانب کر دیا۔

"ہونہہ۔ مجھ پر گولی چلاؤ گے"۔ سلیمان نے کہا۔

"ہاں۔ اس ریوالور کی ساری گولیاں میں تمہاری کھوپڑی میں اتار

دوں گا"۔ جوزف نے غرا کر کہا۔

" ریوالور چلانا آتا ہے یا اسے چلانے کا میں تمہیں طریقہ سمجھاؤں"۔ سلیمان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" جوزف ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو ۔ رک جاؤ ۔ میں کہتا ہوں رک جاؤ"۔ سلیمان کے ریمارکس پر جوانا نے جوزف کی انگلی ریوالور کے ٹریگر پر دباؤ ڈالتے دیکھ کر تیز لہجے میں کہا ۔ شنکارہ خاموش بیٹھی حیرت سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہی تھی ۔ جوزف نے اچانک ریوالور کا رخ شنکارہ کی طرف کر دیا ۔ اس سے پہلے کہ شنکارہ کچھ سمجھتی جوزف نے یکے بعد دیگرے دو بار ریوالور کا ٹریگر دبا دیا ۔ شنکارہ کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ تیزی سے اٹھی اور پھر جیسے بے جان ہو کر دوبارہ سیٹ پر گر گئی ۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں ۔ اس کی پیشانی اور گردن میں گولیوں سے سوراخ ہو گئے تھے لیکن ان سوراخوں سے خون کی ایک بوند بھی نہیں نکل رہی تھی اور اس کے جسم میں کوئی حرکت بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔

" یہ تم نے کیا کیا"۔ جوانا نے تیزی سے اٹھ کر جوزف کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا ۔ سلیمان بھی آنکھیں پھاڑے کبھی جوزف اور کبھی شنکارہ کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ جوزف نے اس کی بجائے شنکارہ کو گولیاں کیوں ماری ہیں۔

" باس ۔ میں نے شنکارہ کا شکار کر لیا ہے ۔ اٹھو باس"۔ جوزف

نے جوانا کی بات کا جواب دینے کی بجائے سوئے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے فوراً آنکھیں کھول دیں جیسے وہ سو نہ رہا ہو بلکہ آنکھیں بند کئے جوزف کے اس جملے کا ہی انتظار کر رہا تھا۔

"آپ تو سو رہے تھے صاحب"۔ سلیمان نے حیرانی سے کہا۔

" جب تک آنکھیں بند تھیں تب تک سو رہا تھا اب آنکھیں کھلی ہیں اس لئے جاگ رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" یہ کالا دیو کسی کو سونے دے تب ناں"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ بے ہوش ہو گئی ہے"۔ عمران نے سلیمان کی بات ان سنی کرتے ہوئے جوزف سے پوچھا۔

" یس باس ۔ میں نے چاندی کی ایک گولی اس کی پیشانی میں اور ایک اس کی گردن میں اتار دی ہے جس سے یہ بے ہوش ہو گئی ہے"۔ جوزف نے کہا۔

" گڈ ۔ اب کیا کرنا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" جب تک چاندی کی گولیاں اس کے جسم میں رہیں گی یہ اسی طرح بے ہوش رہے گی لیکن ایسا صرف ایک گھنٹے کے لئے ہو گا ۔ اس بدروح کے سر اور گردن میں موجود چاندی کی دونوں گولیاں پگھل جائیں گی جس کے بعد اسے فوراً ہوش آ جائے گا اس لئے اسے باندھنا ہو گا تاکہ ہوش میں آنے کے باوجود یہ کوئی حرکت نہ کر

سکے"۔ جوزف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ باندھ دو اسے"۔ عمران نے سر ہلا کر کہا تو جواباً جوزف نے سر ہلایا اور سیٹ سے نکل کر شنکارہ کے قریب آ گیا۔ اس نے جیب سے ایک لمبی سی ڈبیہ نکالی اور اسے کھول لیا۔ ڈبیہ میں فوم کی ایک شیٹ تھی جس پر سفید رنگ کی چھوٹی اور چند بڑی سوئیاں اڑسی ہوئی تھیں۔ جوزف نے ایک چھوٹی سی سوئی اٹھائی اور جھک کر اس نے اس سوئی کو شنکارہ کی کھلی ہوئی دائیں آنکھ کی ایک پتلی میں چبھو دیا۔ پھر اس نے انگوٹھے کے دباؤ سے سوئی کو شنکارہ کی آنکھ میں دھکیل دیا اور پھر اس نے ڈبیہ سے دوسری سوئی نکالی اور اسے شنکارہ کی دوسری آنکھ میں پیوست کر دیا۔ پھر اس نے دو لمبی سوئیاں شنکارہ کے کانوں میں پیوست کیں اور پھر اس کا منہ کھول کر اس نے ایک سوئی شنکارہ کی زبان میں پیوست کر دی۔

"میں نے چاندی کی سوئیاں اس کی آنکھوں، کانوں اور زبان میں پیوست کر دی ہیں باس۔ اب یہ نہ دیکھ سکے گی نہ سن سکے گی اور نہ بول سکے گی"۔ جوزف نے آنکھوں کے بعد شنکارہ کے دونوں کانوں اور زبان میں چاندی کی ایک ایک سوئی پیوست کرنے کے بعد کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوزف نے ڈبیہ بند کر کے جیب میں رکھی اور پھر اس نے دوسری جیب میں ہاتھ ڈال کر چاندی کی بنی ہوئی دو ہتھکڑیاں نکال لیں۔ اس نے پہلے شنکارہ کے پیروں میں ہتھکڑیاں ڈالیں اور پھر اس نے شنکارہ کو سیٹ پر آگے کیا اور اس

کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دیں۔

"او کے باس۔ یہ کام تو ہو گیا ہے۔ اب شنکارہ ہماری قیدی ہے یہ کہیں نہیں بھاگ سکتی"۔ جوزف نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔ عمران کے ساتھی حیرت بھری نظروں سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے ان کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ جوزف یہ سب کیوں کر رہا ہے۔

"ماسٹر۔ اگر شنکارہ کو اس طرح سے قید کیا جا سکتا تھا تو آپ نے اتنی دیر اسے آزاد کیوں چھوڑ رکھا تھا"۔ جوانا نے عمران کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کا جواب جوزف دے گا۔ کیوں جوزف"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔ جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یس باس نہیں۔ انہیں ان کی بات کا جواب دو"۔ عمران نے کہا۔

"میں نے باس کے کہنے پر فادر جوشوا سے رابطہ کیا تھا۔ فادر جوشوا نے مجھے بتایا کہ شنکارہ اس بار پہلے سے زیادہ طاقتور اور خطرناک صلاحیتوں کی مالکہ بن گئی ہے۔ وہ چونکہ ایک زہریلی دلدل سے نکل کر آئی ہے اس لئے اب اس کو قید کیا جانا ناممکن ہے اس لئے ہمیں اسے ہلاک کرنے کے لئے افریقہ کے جنگلوں کا سفر کرنا ہی پڑے گا اور

شنکارہ ہمیشہ کے لئے ایک ہی صورت میں فنا ہو سکتی ہے جب وہ کاشارا کا جسم حاصل کر لے۔

فادر جوشوا نے مجھے بتایا کہ شنکارہ افریقہ کے جنگلوں میں جانے کے لئے ہمارے ساتھ ہی سفر کرے گی چاہے ہم سمندری راستوں سے افریقہ کے جنگلوں میں جائیں یا ہوائی راستوں سے۔ وہ مجسم ہمارے ساتھ ہی ہو گی۔ وہ جس لڑکی کا جسم اپنائے گی اس کے جسم کو کسی بھی ذریعے سے فنا نہیں کیا جاسکے گا۔ شنکارہ بظاہر تو ہماری ہمدرد ہو گی لیکن ہم جیسے ہی افریقہ کی حدود میں داخل ہوں گے شنکارہ ہم سے الگ ہو جائے گی۔ خاص طور پر وہ مجھے مکاشو بنا کر اپنے ساتھ لے جائے گی۔ افریقہ کے جنگلوں میں پہنچتے ہی اس کی طاقتوں میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا جس کی وجہ سے وہ مجھے اپنا تابع بنا لیتی اور پھر وہ جو بھی کہتی مجھے اس کا حکم ماننا پڑتا۔

میں چونکہ شنکارہ کا غلام نہیں بننا چاہتا تھا اس لئے میرے کہنے پر فادر جوشوا نے مجھے بتایا کہ جب ہم افریقہ کے جنگلوں سے ایک ہزار میٹر دور ہوں تو میں شنکارہ کی پیشانی اور اس کی گردن میں چاندی کی دو گولیاں ماردوں جس سے شنکارہ وقتی طور پر بے ہوش ہو جائے گی پھر فادر جوشوا نے کہا کہ اگر ہم شنکارہ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس کے بولنے، سننے اور دیکھنے کی صلاحیتوں کو ختم کرنا پڑے گا جس کے لئے مجھے بے ہوش شنکارہ کے کانوں، آنکھوں اور زبان پر چاندی کی سوئیاں لگانی ہوں گی۔ میں نے یہ سب کر دیا ہے۔ اب

شنکارہ بے بس ہو چکی ہے۔ یہ فرار نہیں ہو سکتی۔ اب نہ یہ کچھ سن سکتی ہے، نہ دیکھ سکتی ہے اور نہ ہی کچھ بول سکتی ہے۔ ہم اسے اسی حالت میں جنگلوں میں لے جائیں گے۔ پھر ہم شاباک کے پہاڑ کے نیچے سے کاشارا کا جسم نکالیں گے اور ایک خاص عمل کریں گے تو ہم شنکارہ کو آزاد کر دیں گے تاکہ شنکارہ کاشارا کے جسم میں سما جائے۔ جیسے ہی شنکارہ کاشارا کے جسم میں سمائے گی ہم اسے ہمیشہ کے لئے فنا کر دیں گے"۔ جوزف نے انہیں ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار تالیاں بجانے لگا۔

" گڈ شو جوزف۔ گڈ شو۔ تمہیں تو فوری طور پر سیاست میں آ جانا چاہئے۔ تم نان سٹاپ اتنی زبردست تقریر کر لیتے ہو۔ یہ تو آج میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں"۔ عمران نے کہا تو اس کے ساتھیوں کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

" لیکن ماسٹر۔ آپ نے تو کہا تھا کہ ہم پہلے افریقہ کے ملک ساکال جائیں گے اس کے بعد ہم کروٹم جزیرے اور پھر شمالی جنگلوں میں جائیں گے۔ اس لحاظ سے تو افریقہ کے جنگل ابھی سینکڑوں میل دور ہیں۔ پھر جوزف نے شنکارہ کو ابھی سے کیوں قید کر لیا ہے جبکہ اس نے کہا ہے کہ اس کے فادر جوشوا نے کہا تھا کہ شنکارہ کو ایک ہزار میٹر پہلے قابو کیا جائے"۔ جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہم جن راستوں پر سفر کر رہے ہیں اس سمت سے شمالی جنگل ایک ہزار میٹر کے فاصلے پر ہی ہے یہاں سے جہاز ٹرن ہو کر ساکال

جائے گا اس لئے جوزف نے جو کیا ہے بالکل ٹھیک کیا ہے ورنہ شنکارہ یہاں سے فرار ہونے میں دیر نہ لگاتی"۔ عمران نے کہا۔

" تو کیا شنکارہ اڑتے ہوئے جہاز سے باہر چھلانگ لگا دیتی"۔ سلیمان نے کہا۔

" ہاں ۔ وہ جوزف کو مکاشو بنا کر اور تمہیں اپنا خانساماں بنا کر ساتھ لے جاتی ۔ اس کے لئے ظاہر ہے تین ہزار فٹ کی بلندی سے جوزف کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی چھلانگ لگانا پڑ جاتی اور وہ بھی پیراشوٹ کے بغیر"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیوں ۔ مجھے کیوں ۔ میں جنگلوں کا باسی تو نہیں ہوں"۔ سلیمان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" شنکارہ مجھ سے زیادہ تمہاری طرف گھور رہی تھی جس سے لگتا تھا کہ وہ تمہیں پسند کرنے لگی ہے ۔ وہ تمہیں جنگلوں میں اپنا وہ بنانے کے لئے لے جاتی ۔ واہ ۔ واہ ۔ جنگلوں میں جنگلیوں کے سے انداز میں تمہاری اور شنکارہ کی شادی ہوتی تو نہ منگنی ہوتی نہ مہندی لگتی نہ چھوہارے بٹتے"۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو اس کے ساتھی کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ سلیمان برے برے منہ بنانے لگا۔

" باس "۔ اچانک پیچھے بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" لو بھئی مینڈکی کو بھی زکام ہوا ۔ فرمائیں جناب"۔ عمران نے اس کی طرف پلٹتے ہوئے کہا۔

" کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم ملک ساکال جانے کی بجائے اس جہاز کو کروٹم جزیرے کی طرف لے جائیں اور وہیں سے اس جزیرے پر ڈراپ ہو جائیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" خیال تو اچھا ہے ۔ لیکن اس جہاز میں پیراشوٹس نام کی کوئی چیز نہیں ہے ۔ بغیر پیراشوٹ کے ہم اس جزیرے پر کودے تو ہماری ہڈیوں کا بھی کچھ پتہ نہیں چلے گا"۔ عمران نے کہا۔

" تو پھر وہاں جانے کے لئے آپ کیا ذریعہ استعمال کریں گے"۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

" سمندر کی سطح پر دوڑتے ہوئے اس جزیرے پر جائیں گے ۔ اس سے ٹانگیں تو تھکیں گی مگر پٹرول کی بچت ہو جائے گی ۔ کیا خیال ہے"۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر اپنے احمقانہ سوال پر خود ہی شرمندہ ہو گیا۔

" ماسٹر ۔ ٹائیگر شاید یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ کروٹم جزیرے پر جانے کے لئے ہم اسی طرح ہوائی سفر کریں گے یا سمندری"۔ جوانا نے ٹائیگر کو شرمندہ ہوتے دیکھ کر اس کی حمایت میں جلدی سے کہا۔

" سمندری راستے میں ہمیں خاصا وقت لگ جائے گا ۔ چیف نے ائیرپورٹ پر ایک ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر ہائر کر رکھا ہے ۔ ہم اس ہیلی کاپٹر پر سفر کریں گے ۔ ہمارے پاس قیمتی سامان ہے جسے لے کر ہم جہاز سے ڈراپ نہیں ہو سکتے ورنہ شاید ہم اسی جہاز سے کروٹم جزیرے پر پہنچ جاتے"۔ عمران نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر میں ہم کتنی دیر میں جزیرہ کروٹم پہنچ جائیں گے"۔ سلیمان نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں۔ کیوں۔ کیا تمہیں وہاں جانے کی جلدی ہے"۔ عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"شنکارہ نے بتایا تھا کہ ہمارے دوسرے ساتھی اس جزیرے پر خطرے میں گھر چکے ہیں۔ ہمیں جلد سے جلد وہاں پہنچ کر کارروائی کرنی چاہئے"۔ سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا جی۔ بڑی فکر ہو رہی ہے تمہیں اپنے ساتھیوں کی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو آپ کا کیا خیال ہے ہمیں فکر نہیں ہونی چاہئے"۔ سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا بھائی جاسوس خانساماں صاحب۔ کرو فکر۔ مجھے کیا"۔ عمران نے کہا۔

"یہ آپ مجھے بار بار جاسوس خانساماں کیوں کہہ رہے ہیں"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جاسوسوں کے ساتھ اگر کوئی خانساماں سفر کرے گا تو وہ جاسوس خانساماں ہی کہلائے گا۔ اگر تم کچھ اور کہلوانا چاہتے ہو تو خود ہی بتا دو"۔ عمران نے کہا۔

"آپ سوئے ہوئے زیادہ اچھے لگتے ہیں۔ سو جائیں۔ جب اسٹیشن آجائے گا تو میں آپ کو خود ہی جگا دوں گا"۔ سلیمان نے منہ بناتے

ہوئے کہا۔ ایئرپورٹ کو اسٹیشن کہنے پر سب ساتھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔

تقریباً تین گھنٹوں کے بعد جہاز افریقہ کے شہر ساکال کے ایئرپورٹ پر لینڈ کر گیا۔ عمران نے ان سب کو جہاز میں رہنے کا کہا اور خود جہاز سے نکل کر اعلیٰ حکام سے ملنے چلا گیا اور پھر اس کی واپسی دو گھنٹے بعد ہوئی۔

"چلو اپنا بوریا بستر اٹھاؤ۔ میں نے کلیئرنس لے لیا ہے۔ ہم ایئرپورٹ سے ہی ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر کروٹم جزیرے پر جا رہے ہیں"۔ عمران نے کہا تو وہ سب اپنا اپنا سامان اٹھانے لگے۔ جوزف نے شنکارہ کو ایک سیاہ رنگ کے پلاسٹک بیگ میں بند کر دیا تھا۔ اس نے اس بیگ کو کندھوں پر اٹھایا اور پھر وہ سب جہاز سے نکلتے چلے گئے۔ عمران نے وہاں نجانے کیا چکر چلایا تھا کہ ایئرپورٹ پر نہ ان کی چیکنگ کی گئی تھی اور نہ ہی ان کے سامان کو چیک کیا گیا تھا تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک بڑے ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر میں سوار ایک بار پھر ہوا کی بلندیوں پر سفر کر رہے تھے۔

ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ ایک بڑے جزیرے پر پرواز کر رہے تھے۔ عمران پائلٹ کی سائیڈ والی سیٹ پر تھا جبکہ اس کے ساتھی ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں سوار تھے۔ عمران کی آنکھوں پر دوربین لگی ہوئی تھی۔ وہ نیچے جزیرے کو دیکھ رہا تھا جہاں ہر طرف گھنے اور اونچے اونچے درختوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ چونکہ اسی

ڈگری پر سفر کرتے ہوئے اس طرف آئے تھے اس لئے انہیں زاشال کا آکاش نامی جہاز دکھائی نہیں دے رہا تھا جو اس جزیرے کے دوسرے ساحل پر موجود تھا۔ عمران پائلٹ کو ہدایات دے رہا تھا۔
اب ہیلی کاپٹر خاصی نیچی پرواز کر رہا تھا۔ وہ دوربین سے اپنے ساتھیوں کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر گھنے درختوں میں کوشش کے باوجود اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔
" بس ہمیں یہیں اتار دو"۔ عمران نے جنگل کے درمیانی حصے میں ایک خالی سپاٹ دیکھتے ہوئے پائلٹ سے کہا تو پائلٹ نے سر ہلایا اور اس نے ہیلی کاپٹر نیچے اتارنا شروع کر دیا۔
" آپ نے ایئر مارشل سے بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ اس جزیرے پر آپ کے چند ساتھی پھنسے ہوئے ہیں جو اتفاقاً موٹر بوٹ میں آگ لگنے کی وجہ سے سمندر میں تیرتے ہوئے اس طرف آ گئے تھے۔ کیا یہ آپ کو آپ کے ساتھیوں نے لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر بتایا تھا"۔ پائلٹ نے پہلی بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
" ہاں۔ اسی لئے تو میں اور میرے ساتھی اس طرف آئے ہیں"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔
" میں حیران ہوں اگر وہ اس جنگل میں ہیں تو وہ اب تک زندہ کیسے ہیں"۔ پائلٹ نے ہیلی کاپٹر نیچے لاتے ہوئے کہا۔
" کیوں"۔ عمران نے کہا۔
" یہ جزیرہ خطرناک جزیروں میں سے ایک ہے۔ اس جزیرے پر

آنے والا انسان مشکل سے ہی زندہ بچتا ہے۔ جزیرے پر خوفناک درندوں اور زہریلے جانوروں کی اس قدر بہتات ہے جس سے کسی صورت بچ نکلنا ناممکن ہے"۔ پائلٹ نے کہا۔
" تمہارا نام کیا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔
" زاگن۔ زاگن الموٹو"۔ پائلٹ نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔
" دیکھو زاگن۔ میرے ساتھی بہترین شکاری ہیں۔ وہ شمالی جنگلوں میں شکار کی غرض سے جا رہے تھے۔ درندوں سے لڑنا انہیں آتا ہے اور رہی بات زہریلے جانوروں کی تو یہ جدید دور ہے۔ وہ ان زہریلے جانوروں کے اینٹی بائیوٹک انجکشنز اپنے ساتھ لائے تھے اس لئے وہ ابھی تک زندہ ہیں"۔ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔
" اوہ اچھا۔ لیکن اگر آپ یہاں اپنے ساتھیوں کو ڈھونڈنے کے لئے ہی آئے ہیں تو پھر آپ اس جنگل میں کیوں اتر رہے ہیں۔ آپ کے ایئر مارشل سے تعلقات تھے تو آپ ان سے ہیلی کاپٹروں کا اسکوارڈ مانگ لیتے۔ ہیلی کاپٹروں کے سروے سے بہت جلد ان کا پتہ لگایا جا سکتا تھا۔ اس طرح تو آپ جنگلوں میں گھومتے رہ جائیں گے"۔ پائلٹ نے کہا۔
" ساکال کے ایئر مارشل سے میرے قریبی تعلقات ضرور ہیں مگر اتنے نہیں کہ وہ میرے چند ساتھیوں کی تلاش کے لئے ہیلی کاپٹروں کا اسکوارڈ بھیج دیتا۔ اگر وہ ایسا کر بھی لیتا تو حکومت سے اجازت لینے، انہیں اصل صورت حال بتانے اور کاغذی کارروائی میں نجانے کتنا

وقت لگ جاتا جبکہ میں جلد سے جلد اپنے ساتھیوں تک پہنچنا چاہتا تھا"۔ عمران نے کہا تو پائلٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ہیلی کاپٹر کے پیڈز زمین سے لگ چلے تھے۔ عمران نے سر سے ہیڈ فون اتارا، سیٹ بیلٹ کھولی اور پھر ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کا پچھلا دروازہ کھول دیا تھا جہاں سے عمران کے ساتھی بیگ اٹھائے باہر آرہے تھے۔

"کچھ رہ تو نہیں گیا"۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا تو انہوں نے انکار میں سر ہلا دیا۔ عمران نے پائلٹ کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا تو پائلٹ نے بھی جواباً اثبات میں سر ہلا دیا اور ہیلی کاپٹر بلند کرتا چلا گیا۔ بلندی پر جا کر ہیلی کاپٹر مڑا اور اس طرف اڑتا چلا گیا جس طرف سے آیا تھا۔ اس کے ساتھیوں میں چونکہ بلیک زیرو کا اضافہ ہو گیا تھا اس لئے وہ حیرانی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"ان کا نام مسٹر ڈاگل ہے۔ یہ وائلڈ ایکسپرٹ ہیں۔ میں انہیں ساکال سے خصوصاً اپنے ساتھ لایا ہوں"۔ عمران نے جوانا اور ٹائیگر کو بتایا جبکہ جوزف اور سلیمان چونکہ بلیک زیرو کو جانتے تھے اس لئے وہ عمران کی بات سن کر مسکرا دیئے تھے۔ بلیک زیرو نے جہاز میں اپنا میک اپ بدل لیا تھا۔ وہ ان سب کے بعد جہاز سے نکلا تھا اور پھر عمران نے اس کا ایک نئے نام سے اپنے ساتھیوں سے تعارف کرایا تھا۔

"مسٹر عمران۔ ہم یہاں آپ کے ساتھیوں کی تلاش کے لئے آئے

ہیں۔ کیا میں آپ کے ساتھ رہوں یا میں ایک الگ رہ کر انہیں اپنے انداز میں تلاش کروں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"بہتر تو یہی ہے کہ آپ اپنے طور پر انہیں تلاش کریں۔ ہم اپنے طور پر آگے بڑھیں گے۔ اس طرح ہمیں اپنے ساتھیوں کو ڈھونڈنے میں آسانی رہے گی۔ ویسے بھی ہم سب کے پاس بی فائیو ٹرانسمیٹر ہیں جن سے ہم ایک دوسرے سے رابطہ کر سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔ بلیک زیرو کو الگ رکھنے کا پروگرام پہلے سے طے تھا تاکہ وہ ان کے پیچھے رہ کر ان کی نگرانی کر سکے اور اگر وہ کسی مشکل میں پھنس جائیں تو بلیک زیرو ان کی مدد کر سکے۔

"اوکے۔ تب پھر میں شمال کی طرف جاتا ہوں۔ آپ جنوب کی طرف جائیں۔ آپ کے ساتھی انہی اطراف میں ہو سکتے ہیں کیونکہ اس جزیرے پر یہی وہ جگہیں ہیں جہاں زندہ رہنے کے لئے انہیں پھل اور چشمے مل سکتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو نے اپنا سفری بیگ کاندھوں پر ڈالا اور باری باری ان سے ہاتھ ملا کر شمال کی طرف چل پڑا۔

"کیا خیال کچھ دیر آرام کر لیا جائے یا آگے بڑھا جائے"۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سارے راستے آرام ہی کرتے آئے ہیں ماسٹر۔ میرا خیال ہے کہ ہم آگے بڑھ سکتے ہیں"۔ جوانا نے کہا۔

"گڈ۔ تو چلو اپنا اپنا سامان اٹھا لو۔ ہم جنوب کی سمت جائیں

گے"۔ عمران نے اپنا بیگ اٹھا کر کاندھے پر ڈالتے ہوئے کہا۔

" باس ۔ ہم جنگل میں پہنچ چکے ہیں ۔ آگے ہمارے راستے میں خطرات ہی خطرات ہیں ۔ بہتر ہو گا کہ آپ سب کو یہیں اینٹی انجکشنز لگا دیں"۔ جوزف نے کہا۔

" اوہ ۔ ہاں یہ بہت ضروری ہے"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنا بیگ کاندھوں سے اتارا اور اسے کھولنے لگا۔ بیگ سے اس نے ایک میڈیکل باکس نکالا اور اسے کھولنے لگا۔ ابھی اس نے بیگ کھولا ہی تھا کہ اچانک جنگل ایک تیز اور خوفناک دھاڑ سے گونج اٹھا ۔ یہ دھاڑ کسی شیر کی تھی ۔ پھر انہیں ایک اور شیر کے دھاڑنے کی آواز سنائی دی ۔ انہوں نے تیزی سے اپنے مشین پسٹلز نکال کر ہاتھوں میں پکڑ لئے اور چاروں طرف دیکھنے لگے جہاں ہر طرف بڑی بڑی جھاڑیاں تھیں ۔ ابھی وہ ادھر ادھر دیکھ ہی رہے تھے کہ انہیں چاروں طرف سے متعدد شیروں کے دھاڑنے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر اچانک انہوں نے چاروں طرف سے جھاڑیوں کو ہلتے دیکھا اور پھر اچانک ہی انہوں نے جھاڑیوں سے بڑے بڑے اور طاقتور شیروں کو نکلتے دیکھا ۔ شیر چاروں طرف موجود جھاڑیوں سے نکل کر ان کے سامنے آ گئے تھے ۔ ان کی تعداد دس تھی اور وہ شیر عام شیروں سے کہیں جسیم اور خوفناک دکھائی دے رہے تھے۔

" اسے کہتے ہیں سر منڈواتے ہی اولے پڑے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ اس کے چہرے پر خوف یا پریشانی کا کوئی تاثر

نہیں تھا ۔ ان شیروں کو دیکھ کر نہ جوزف کے چہرے پر سلوٹ آئی تھی اور نہ ہی جوانا کے چہرے اور نہ ہی ٹائیگر پریشان ہوا تھا لیکن شیروں کی دھاڑیں سن کر اور انہیں سامنے آتے دیکھ کر سلیمان بے چارے کا رنگ ضرور اڑ گیا تھا ۔ اس نے خوفزدہ ہو کر یوں تھر تھر کانپنا شروع کر دیا تھا جیسے وہ ان شیروں کے نرغے میں اکیلا ہی ہو اور وہ شیر اسے واقعی چیر پھاڑ کر رکھ دیں گے۔

زاشال کا چہرہ جوش اور مسرت کے باعث ٹماٹر کی طرح سرخ ہ
رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں غیر معمولی چمک دکھائی دے رہی تھی
اس کے ہاتھ میں شیشے کی ایک گول بوتل تھی جس کا پیندا چاندی کا
تھا اور اس کے منہ پر بھی چاندی کا ڈھکن لگا ہوا تھا۔ بوتل میں سیا
رنگ کا دھواں لہراتا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ لہراتے ہوئے
دھویں میں کبھی کبھی ایک بھیانک شکل بن جاتی تھی جو زاشال کو
غصے اور بے بسی سے دیکھتی تھی اور پھر دوبارہ دھویں میں تبدیل ہو
جاتی تھی۔

یہ دھواں ساکالی کا تھا جسے زاشال نے ماورائی طاقتوں سے دھواں بنا کر اس بوتل میں بند کر لیا تھا۔ ساکالی کو جال سے نکال کر اور اس بوتل میں بند کرنے میں زاشال کو کافی محنت کرنی پڑی تھی اور اسے اس کام میں خاصا وقت لگا تھا لیکن بہرحال وہ اپنے مقصد میں

کامیاب ہو گیا تھا۔ اس نے ساکالی کو بوتل میں قید کرنے کے بعد ان پجاریوں کو واپس بھیج دیا تھا جو دائرے میں کھڑے اس کے حکم سے منتر پڑھ رہے تھے۔ اب جہاز میں پہلے جیسی سرگرمیاں دکھائی دے رہی تھیں۔

"آپ نے ساکالی کو بوتل میں قید کر کے بہت مہان کام کیا ہے آقا۔ اب یہ اس بوتل سے کبھی آزاد نہیں ہو سکے گی"۔ شیگال نے کہا جو زاشال کے قریب کھڑا تھا۔

"زاشال مہان ہے اور مہان کام زاشال کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ میں نے شنکارہ کی دست راست ساکالی کو اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔ اس طرح اب بہت جلد شنکارہ بھی میرے قبضے میں ہو گی اور پھر میں دنیا کا سب سے بڑا اور بلوان بن جاؤں گا"۔ زاشال نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"ضرور آقا۔ اب آپ کی کامیابی یقینی ہے"۔ شیگال نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"اب تم ایسا کرو کہ اس بوتل کو لے جا کر کسی ایسی جگہ چھپا دو جہاں شنکارہ کا خیال بھی نہ پہنچ سکے۔ وہ بہت جلد اس جزیرے پر پہنچنے والی ہے۔ میں نے اس کے بارے میں ساکالی سے تمام تفصیلات حاصل کر لی ہیں"۔ زاشال نے کہا۔

"اوہ۔ کیا ساکالی آسانی سے زبان کھولنے پر آمادہ ہو گئی تھی آقا"۔ شیگال نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں ۔ میں نے اسے بوتل میں قید کر کے دہکتے ہوئے انگاروں پر رکھ دیا تھا ۔ جب بوتل کا پیندا سرخ ہو گیا اور ساکالی آگ میں جلنے لگی تو اس نے میرے ہر سوال کا جواب دے دیا"۔ زاشال نے کہا۔

"اوہ ۔ اس نے کیا بتایا ہے آقا"۔ شیگال نے کہا ۔ اس کے لہجے میں بے چینی تھی۔

"اس نے بتایا ہے کہ اس جزیرے پر وہ جن آٹھ منشوں کو لائی ہے وہ اس عمران کے ساتھی ہیں جس نے اپنے ایک غلام جوزف کے ساتھ مل کر شنکارہ کو دھاتی بوتل میں قید کیا تھا ۔ ان سب کو ساکالی، شنکارہ کے حکم سے یہاں لائی تھی تاکہ وہ عمران اور جوزف کو اس بات کے لئے مجبور کر سکیں کہ وہ دونوں شنکارہ کے ہمراہ افریقہ کے جنگلوں میں اس جگہ جائیں جہاں پہاڑ کے نیچے کاشارا دفن ہے۔ کاشارا کے جسم کو شاباک پہاڑ کے نیچے سے جوزف یعنی مکاشو اور اس کا ساتھی عمران ہی نکال کر لا سکتے ہیں ۔ اس کی وجہ تو ساکالی نے مجھے نہیں بتائی لیکن اس نے یہ ضرور بتا دیا ہے کہ بہت جلد شنکارہ عمران اور مکاشو کو لے کر یہاں پہنچنے والی ہے ۔ جیسے ہی وہ یہاں آئے گی وہ عمران اور مکاشو پر ماورائی عمل کر کے انہیں اپنے تابع بنا لے گی اور پھر وہ دونوں بلکہ اس کے تمام ساتھی وہی کریں گے جو شنکارہ کا حکم ہو گا"۔ زاشال نے کہا۔

"بہت خوب ۔ تب تو آقا آپ کو چاہئے کہ ان انسانوں کو آپ ہلاک کرنے کی بجائے زندہ گرفتار کر لیں ۔ ایک تو ساکالی آپ کی

قید میں ہے دوسرے عمران کے ساتھی بھی آپ کے قبضے میں آ جائیں گے تو شنکارہ کو ہر حال میں آپ کے سامنے آنا پڑے گا ۔ شنکارہ آپ کے سامنے آ گئی تو اسے قبضے میں کرنا آپ کے لئے کچھ مشکل نہیں ہو گا"۔ شیگال نے کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں ۔ ساکالی اب میرے قبضے میں ہے ۔ اب اس جزیرے پر میرے لئے اور کوئی خطرہ نہیں ہے ۔ تم اس بوتل کو لے جاؤ ۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جزیرے پر جا رہا ہوں مجھے یوں معلوم ہو رہا ہے کہ ان سب کو پکڑنے کے لئے مجھے ماورائی علوم کا سہارا لینا پڑے گا ورنہ وہ آسانی سے قابو میں نہیں آئیں گے"۔ زاشال نے کہا۔

"ٹھیک ہے آقا ۔ میں اس بوتل کو کسی خفیہ مقام پر چھپا کر جزیرے پر ہی آ جاؤں گا"۔ شیگال نے کہا تو زاشال نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ اس نے بوتل شیگال کے حوالے کی تو شیگال بوتل لے کر غائب ہو گیا ۔ شیگال کے جانے کے بعد زاشال اپنے ساتھیوں کو حکم دینے لگا کہ وہ جہاز سے مزید کشتیاں اتاریں ۔ اب وہ سب اس جزیرے پر جائیں گے ۔ چنانچہ اس کے حکم سے کشتیاں اتار لی گئیں ۔ پھر زاشال کے تمام پجاری ان کشتیوں میں سوار ہو گئے اور کشتیاں جزیرے کی طرف بڑھتی چلی گئیں ۔ زاشال نے جہاز کی حفاظت کے لئے جہاز کے عملے کے ساتھ چند وائلڈ کمانڈوز کو بھی وہاں چھوڑ دیا تھا زاشال سب سے اگلی کشتی پر سوار تھا ۔ چند ہی لمحوں میں وہ سب

ساحل پر پہنچ گئے۔ زاشال کو ساحل پر آتے دیکھ کر وائلڈ کمانڈر رام داس تیزی سے بھاگتا ہوا وہاں آگیا۔ اس نے زاشال کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

" جناب آپ یہاں "۔ اس نے کہا۔ اس کے لہجے میں قدرے پریشانی کا عنصر تھا۔

" ہاں ۔ کیوں ۔ تم پریشان کیوں نظر آ رہے ہو"۔ زاشال نے کہا۔

" آپ نے جن افراد کی ہلاکت کا حکم دیا تھا وہ شاید جنگل کی طرف نکل گئے ہیں"۔ کمانڈر نے کہا۔

" تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ تم بھی ان کے پیچھے جنگل میں چلے جاؤ۔ اب تم نے انہیں ہلاک نہیں کرنا۔ میں انہیں زندہ رکھنا چاہتا ہوں"۔ زاشال نے کہا۔

" جناب ۔ آپ کو ایک بری خبر سنانا تھی"۔ کمانڈر نے کہا۔ وہ خاصا سہما ہوا تھا۔

" بری خبر۔ کیا مطلب ۔ کیا ہوا ہے"۔ زاشال نے چونک کر کہا۔

" انہوں نے ہمارے سات کمانڈوز ہلاک کر دیئے ہیں"۔ کمانڈر نے اسی طرح ڈرتے ہوئے لہجے میں کہا تو زاشال بے اختیار اچھل پڑا۔

" ہلاک کر دیئے ہیں ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو رام داس"۔ زاشال نے تیز لہجے میں کہا۔

" وہ جنگل میں کہیں چھپے ہوئے تھے ۔ ہم نے یہاں ہر طرف گیس بم فائر کیے تھے لیکن شاید انہوں نے منہ پر گیس ماسک چڑھا رکھے تھے جس کی وجہ سے وہ بے ہوش نہیں ہوئے ۔ جب میرے ساتھی انہیں جنگل میں تلاش کرنے گئے تو انہوں نے میرے ساتھیوں پر حملہ کر کے انہیں چھاپ لیا ۔ وہ لوگ انہیں ہلاک کر کے نہ صرف انہوں نے ان کے لباس اتار لئے بلکہ ان کا اسلحہ اور بیگ بھی ساتھ لے گئے ہیں"۔ کمانڈر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو زاشال کا چہرہ دھواں سا ہو گیا۔

" اوہ ۔ میرے سات ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے ۔ یہ تو بہت برا ہوا ۔ بہت برا ۔ اب سردار زکاٹا اور پجارن شاتانہ کو یہاں میری موجودگی کا علم ہو جائے گا ۔ وہ اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ یہاں آ جائیں گے"۔ زاشال نے غصے اور پریشانی کے عالم میں جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

" سردار زکاٹا اور پجارن شاتانہ ۔ یہ کون ہیں جناب"۔ کمانڈر نے ڈرتے ڈرتے زاشال سے پوچھا۔

" وہ جو بھی ہیں تم انہیں چھوڑو اور اپنے کمانڈوز کو لے کر فوراً جنگل میں چلے جاؤ ۔ اب جیسے بھی ہو مجھے وہ آٹھ افراد زندہ چاہئیں ۔ جاؤ ۔ جلدی جاؤ"۔ زاشال نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" یس سر ۔ میں جاتا ہوں ۔ ابھی جاتا ہوں سر"۔ کمانڈر نے کہا۔ اس نے ایک بار پھر فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور مڑ کر اپنے

ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا اور انہیں چیخ چیخ کر ہدایات دینے لگا اور پھر وہ وائلڈ کمانڈوز کو لے کر جنگل میں گھستا چلا گیا۔

"ہونہہ۔ شنکارہ کے آنے سے پہلے میں سردار زکاٹا اور پجارن شاتانہ کی نظروں سے یہاں چھپا رہنا چاہتا تھا مگر میرے سات آدمیوں کی ہلاکت کی وجہ سے معاملہ بگڑ گیا ہے۔ اب انہیں یقیناً میری یہاں موجودگی کا علم ہو جائے گا اور وہ یہاں پہنچنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائیں گے"۔ زاشال نے پریشانی کے عالم میں خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ اس کی پیشانی پر لکیروں کا جال سا پھیل گیا تھا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے آنکھیں بند کیں اور جلدی جلدی کوئی منتر پڑھنے لگا۔ پھر اس نے آنکھیں کھول کر زور سے زمین پر پاؤں مارا اور اسی لمحے اس کے سامنے ایک زور دار کڑاکا ہوا اور مٹی کا غبار سا اٹھا اور دوسرے لمحے اس کے سامنے ایک بندر نما انسان نمودار ہو گیا جس کے جسم پر بھورے رنگ کے بال تھے۔ اس کا منہ بھی ان بالوں میں چھپا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں گول اور سرخ تھیں۔

"وکاٹا حاضر ہے آقا۔ حکم"۔ بندر نما انسان نے زاشال کے سامنے جھکتے ہوئے کہا۔

"وکاٹا۔ مجھے شنکارہ کی خبر چاہیئے۔ وہ کہاں ہے اور ان جنگلوں میں کب اور کن راستوں سے آئے گی"۔ زاشال نے اس بندر نما انسان سے کرخت لہجے میں کہا۔

"وکاٹا چند لمحوں کی مہلت چاہتا ہے آقا"۔ وکاٹا نے کہا۔

"چند لمحوں سے زیادہ میں تمہیں مہلت نہیں دے سکتا"۔ زاشال نے کہا۔

"وکاٹا کے لئے چند لمحے ہی بہت ہیں"۔ وکاٹا نے کہا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں اور پھر گردن اٹھا دی۔ ایک لمحے کے لئے اس کا جسم لرزا اور پھر اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔ اس کی نظریں آسمان پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحے جیسے وہ آسمان کی وسعتوں میں دیکھتا رہا پھر اس نے گردن سیدھی کی اور زاشال کے سامنے جھک گیا۔

"میں نے معلوم کر لیا ہے آقا"۔ وکاٹا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر بتاؤ"۔ زاشال نے جلدی سے کہا۔

"وہ آ رہی ہے آقا۔ اس دنیا کے وقت کے مطابق وہ اگلے چند گھنٹوں میں اس جنگل میں ہو گی۔ مگر......."۔ وکاٹا کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"مگر۔ مگر کیا۔ تم کہتے کہتے رک کیوں گئے ہو وکاٹا۔ جو بات ہے بتاؤ۔ میں سب کچھ جاننا چاہتا ہوں"۔ زاشال نے اس کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ شنکارہ جن منشوں کے ساتھ یہاں آ رہی ہے وہ منش بے حد چالاک اور خطرناک ہیں۔ انہوں نے شنکارہ کو اندھی، بہری اور گونگی بنا دیا ہے۔ وہ شنکارہ کو اپنے ساتھ قیدی بنا کر رکھنا چاہتے ہیں تاکہ شنکارہ ان کے کاموں میں رکاوٹ پیدا نہ کر سکے اور وہ کاشارا کا

جسم حاصل کر کے اسے فنا کر سکیں"۔ وکاٹا نے کہا تو زاشال بری طرح سے چونک پڑا۔

"کیا کہا۔ وہ لوگ شنکارہ کو فنا کرنا چاہتے ہیں اور اس مقصد کے لئے انہوں نے شنکارہ کو اپنا قیدی بنا لیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔ زاشال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو وکاٹا زاشال کو تفصیل بتانے لگا کہ جوزف نے شنکارہ کو کس طرح اندھی، بہری اور گونگی بنایا تھا جسے سن کر زاشال کی آنکھیں اور زیادہ پھیل گئی تھیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ اگر شنکارہ ان کی قید میں رہی تو وہ میرے سامنے کیسے آئے گی اور جب تک وہ میرے سامنے نہیں آئے گی میں اسے اپنے قبضے میں کیسے کروں گا"۔ زاشال نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کو ان کی قید سے شنکارہ کو رہائی دلانی ہو گی آقا ورنہ شنکارہ کو اس حالت میں کبھی ہوش نہیں آئے گا اور وہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے"۔ وکاٹا نے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ میں شنکارہ کو فنا نہیں ہونے دوں گا۔ اسے میں اپنے قبضے میں کر کے دنیا کا سب سے بلوان انسان بننا چاہتا ہوں۔ اگر شنکارہ فنا ہو گئی تو میرے سارے سپنے، میری ساری تپسیا ختم ہو جائے گی"۔ زاشال نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں آقا۔ اگر شنکارہ فنا ہو گئی تو ایسا ہی ہو گا"۔ وکاٹا نے کہا۔

"ہونہہ۔ تم میرے لئے کیا کر سکتے ہو"۔ زاشال نے غراتے

ہوئے کہا۔

"آپ حکم دیں آقا"۔ وکاٹا نے کہا۔

"کیا تم ان منشوں سے شنکارہ کو چھین کر لا سکتے ہو"۔ زاشال نے پوچھا۔

"اوہ نہیں آقا۔ یہ میرے لئے ممکن نہیں ہے"۔ وکاٹا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیوں ممکن نہیں ہے یہ تمہارے لئے"۔ زاشال نے گرج کر کہا۔

"شنکارہ ہمارے لئے دیوی کا مقام رکھتی ہے آقا۔ اس کی شکتیاں مہان ہیں۔ اگر ہم نے اسے ہاتھ لگانے کی بھی کوشش کی تو ہم جل کر راکھ ہو جائیں گے۔ میں تو کیا شنکارہ کو زندہ انسانوں کی بجائے کوئی شکتی بھی نہیں چھو سکتی"۔ وکاٹا نے کہا۔

"ہونہہ۔ لیکن تم مجھے یہ تو بتا سکتے ہو کہ وہ منش شنکارہ کو یہاں لا کر کہاں لے جائیں گے"۔ زاشال نے سر جھٹک کر پوچھا۔

"آقا۔ وہ شنکارہ کو جنوبی راستے سے لائیں گے اور......."۔ وکاٹا نے کہا اور زاشال کو بتانے لگا کہ اس کے بعد وہ کیا کریں گے۔

"کیا تم مجھے اس جگہ کی نشاندہی کر سکتے ہو جہاں وہ آئیں گے"۔ زاشال نے پوچھا۔

"ہاں آقا۔ آپ آنکھیں بند کریں۔ میں آپ کو وہ جگہ دکھا دیتا ہوں"۔ وکاٹا نے کہا تو زاشال نے آنکھیں بند کر لیں۔ وکاٹا نے اپنا

ایک ہاتھ زاشال کے چہرے کی طرف کر کے جھٹکا تو اچانک زاشال کو جنگل کا وہ حصہ دکھائی دینے لگا جہاں عمران اور اس کے ساتھی شنکارہ کو لے کر آنے والے تھے۔

" ٹھیک ہے۔ میں نے وہ جگہ دیکھ لی ہے۔ اب تم جاؤ اور ساگائی کو بلالاؤ"۔ زاشال نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

" ساگائی۔ درندوں کی رانی"۔ وکاٹا نے چونک کر کہا۔

" ہاں جاؤ۔ جلدی بلاؤ اسے"۔ زاشال نے کہا تو وکاٹا اچانک دھواں بن کر وہاں سے غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد زاشال کے سامنے ایک بار پھر کڑاکا سا ہوا اور اچانک وہاں ایک ہیبت ناک عورت نمودار ہو گئی۔ اس عورت کا جسم بھی بالوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں بڑے بڑے اور چوپایوں کی طرح نظر آرہے تھے اور اس کی شکل بھی جنگلی بلیوں جیسی تھی۔ اس عورت کی پیشانی پر ایک مڑا ہوا اور نوکیلا سینگ بھی تھا۔

" ساگائی حاضر ہے آقا"۔ اس خوفناک شکل والی عورت نے زاشال کے سامنے جھکتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز میں کسی ناگن کی سی پھنکار تھی۔

" ساگائی تم جنگلوں اور جنگلوں میں بسنے والے درندوں کی رانی ہو تم اپنی مہان شکتیوں سے درندوں کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیتی ہو۔ جنگلی درندے تمہاری زبان سمجھتے ہیں اور تم ان کی"۔ زاشال نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں آقا۔ اسی لئے درندے مجھے اپنی رانی مانتے ہیں"۔ ساگائی نے پھنکارتے ہوئے انداز میں کہا۔

" سمبالا کے جنگلوں میں تو تمہارا راج تھا۔ کیا تم اس جنگل کے درندوں کو بھی اپنے وش میں کر سکتی ہو"۔ زاشال نے کہا۔

" ہاں آقا۔ اس جنگل کے تمام درندوں اور جانوروں کو میں اپنے وش میں کر سکتی ہوں۔ آپ حکم کریں"۔ ساگائی نے کہا۔

" تو سنو۔ یہاں چند افراد شنکارہ کو لے کر آنے والے ہیں۔ وہ جہاں آئیں گے اس جگہ کی نشاندہی میں تمہیں کرا دیتا ہوں۔ تم درندوں کو اپنے وش میں کرو اور انہیں اس جگہ پر لے جاؤ۔ جیسے ہی وہ لوگ وہاں پہنچیں تم درندوں کو حکم دینا کہ وہ ان تمام منشوں کو چیر پھاڑ کر رکھ دیں۔ ان میں سے کسی انسان کو زندہ نہیں بچنا چاہئے۔ چاہے اس کے لئے تمہیں جنگل کے تمام درندوں کو ہی کیوں نہ اپنے وش میں کرنا پڑے"۔ زاشال نے کہا۔

" ساگائی آپ کے حکم کی تعمیل کرے گی"۔ ساگائی نے سر جھکا کر کہا تو زاشال نے ساگائی کو اس جگہ کی نشاندہی کرائی تو ساگائی فوراً وہاں سے غائب ہو گئی۔ پھر زاشال نے اپنے پجاریوں کو حکم دیا کہ وہ ایک اشلوک پڑھتے ہوئے جنگل میں پھیل جائیں۔ ان سب کو بھی وہیں پہنچنا تھا جہاں اس نے ساگائی کو بھیجا تھا۔ کمانڈر رام داس وائلڈ کمانڈوز کو لے کر پہلے ہی جنگل میں چلا گیا تھا۔ اب پجاری بھی اس جنگل میں چلے گئے تھے۔ ساحل پر اب صرف زاشال کھڑا تھا۔

ابھی زاشال کھڑا کچھ سوچ رہا تھا کہ اچانک زمین یوں ہلنے لگی جیسے زبردست بھونچال آ گیا ہو۔ ساتھ ہی تیز گونج اور گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی اور پھر زاشال کے سامنے زمین پر ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور وہاں ایک بڑا سا شگاف بن گیا۔ زاشال یہ سب دیکھ کر اچھل پڑا تھا۔ اچانک شگاف میں سے جیسے آگ کا فوارہ سا پھوٹ پڑا۔ شگاف میں سے آگ نکلتے دیکھ کر زاشال گھبرا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ پھر اچانک زاشال کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے پوری قوت سے اسے دھکا دے دیا ہو۔ وہ اچھلا اور اڑتا ہوا دور جا گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا اچانک ریتلی زمین سے شاخیں پھوٹ نکلیں اور زمین پر تیزی سے پھیل کر زاشال کے جسم پر سانپوں کی طرح سے لپٹتی چلی گئیں۔ ان شاخوں کے ساتھ کانٹے تھے۔ کانٹوں والی شاخیں جب زاشال کے جسم سے لپٹیں تو زاشال کے حلق سے بے اختیار دردناک چیخیں نکل گئیں۔

جانوروں کو اپنی طرف متوجہ ہوتے دیکھ کر وہ سب ایک لمحے کے لئے بوکھلا گئے تھے کیونکہ ان جانوروں میں درندے بھی تھے جن میں شیر، سیاہ چیتے، دھاری دار چیتے اور ایسے ہی کئی خطرناک جانور تھے۔ انہوں نے یکلخت خوفناک آوازوں میں غرانا شروع کر دیا تھا۔

"اوہ۔ ان جانوروں نے ہمیں دیکھ لیا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ زاشال نے ساکالی کو ماورائی طاقتوں سے کہیں غائب کر دیا ہے جس کی وجہ سے ان جانوروں کی آنکھوں سے پردہ ہٹ گیا ہے ورنہ پہلے یہ ہمیں نہیں دیکھ سکتے تھے"۔ جولیا نے کہا۔

"اب کیا کرنا ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"کرنا کیا ہے۔ ہمیں خود کو درندوں سے بچا کر یہاں سے نکلنا ہے ورنہ یہ ہمیں ہلاک کر دیں گے"۔ صفدر نے کہا۔

" لیکن ان کی تعداد بہت زیادہ ہے ۔ کیا ہمیں ان سب کو ہلاک کرنا ہو گا" ۔چوہان نے پوچھا۔

" ہو سکتا ہے دھماکوں کی آواز سن کر یہ یہاں سے بھاگ جائیں ۔ دھماکوں کی آوازوں سے عموماً جانور بھاگ جاتے ہیں" ۔ صدیقی نے کہا۔

" لیکن ہم جائیں گے کہاں ۔ یہ جنگل تو اسی طرح ان خوفناک جانوروں سے بھرا ہوا ہے" ۔ نعمانی نے کہا۔

" ہم وہیں جائیں گے جہاں ہمیں ساکالی لے جانا چاہتی تھی" ۔ جولیا نے کہا۔

" آپ کا مطلب ہے ان کھنڈرات میں جہاں ساکالی کے کہنے کے مطابق ہم زاشال اور اس کے ساتھیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں" ۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ہاں " ۔ جولیا نے کہا ۔ اسی لمحے ایک شیر نے زوردار چنگھاڑ ماری اور آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھنے لگا ۔ اسے دیکھ کر دوسرے درندے بھی دھاڑنے اور غرانے لگے تھے۔

" فائر " ۔ جولیا نے کہا تو ان سب نے اچانک ان درندوں پر فائرنگ شروع کر دی جو ان کے نزدیک آنے کی کوشش کر رہے تھے جنگل فائرنگ کی تیز آوازوں اور جانوروں کے دھاڑنے اور چیخنے کی آوازوں سے گونج اٹھا ۔ فائرنگ ہوتے ہی شیر اور چیتے خون میں لت پت ہو کر گر پڑے تھے جبکہ بہت سے جانور چیختے ہوئے ادھر ادھر

بھاگ نکلے۔

" چلو نکلیں یہاں سے" ۔ جولیا نے کہا تو وہ درندوں پر فائرنگ کرتے ہوئے چشمے کی مخالف سمت میں چل پڑے ۔ فائرنگ کی تیز آواز سے جانور بھاگتے ہوئے درختوں کے پیچھے دبک گئے تھے۔

" مس جولیا ۔ ہمیں ساکالی نے یہ بتایا ہی نہیں کہ وہ کھنڈر کہاں ہیں" ۔ صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کہیں نہ کہیں تو ہوں گے ۔ جنگل میں ایک جگہ پڑے رہنے سے تو بہتر ہے کہ ہم ان کھنڈرات کو تلاش کرتے رہیں ۔ رات ہونے والی ہے ۔ ہمیں رات گزارنے کا کوئی نہ کوئی بندوبست کرنا ہی ہو گا ہم نے کئی درندوں کو مار دیا ہے اور کئی درندے زخمی ہو کر بھاگ نکلے ہیں ۔ زخمی ہونے والے درندے ہمارے لئے اور زیادہ خطرناک ہو سکتے ہیں اس لئے اب ہمیں ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا ہو گا ۔ ہمارے پاس محدود اسلحہ ہے ۔ اسے ہم صرف ضرورت کے تحت ہی استعمال کریں گے" ۔ جولیا نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔ سامنے قدم آدم جھاڑیوں میں انہیں پگڈنڈی نما راستہ نظر آیا تو وہ اس طرف بڑھ گئے ۔ وہ قطار کی صورت میں آگے جا رہے تھے ۔ سب سے آگے جولیا تھی اور سب سے آخر میں صدیقی ۔ وہ سب احتیاط سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

جھاڑیوں میں دائیں بائیں انہیں ایسی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جیسے بہت سے جانور ان کے ارد گرد چل رہے ہوں ۔ وہ دائیں

بائیں جھاڑیوں میں اکا دکا فائر کر دیتے تا کہ جانور ان سے دور رہیں مگر اس کے باوجود انہیں جھاڑیوں کے ہلنے کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ چند لمحوں کے بعد انہیں ہر طرف سے غراہٹوں کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں۔

" مس جولیا۔ ہمارے ارد گرد جانوروں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے"۔ کیپٹن شکیل نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا جو اس کے پیچھے تھا۔

" تو کیا کریں "۔ جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

" ہمیں ان سے چھٹکارہ حاصل کرنا ہو گا ورنہ ہم میں سے شاید کوئی بھی زندہ نہ بچ سکے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" تم ٹھیک کہتے ہو۔ ارد گرد جھاڑیوں میں فائرنگ کرتے ہوئے بھاگ چلو۔ جہاں زیادہ خطرہ ہو وہاں بم پھینک دو۔ تمہارے بیگوں میں یقیناً بم بھی ہوں گے"۔ جولیا نے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا کر بیگوں سے بم نکال لئے اور دائیں بائیں جھاڑیوں میں مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تنویر اور چوہان نے دائیں بائیں دو بم اچھال دیئے اور یکے بعد دیگرے دو دھماکوں نے پورے ماحول کو ہلا دیا تھا۔ ان خوفناک دھماکوں کے نتیجے میں جانوروں میں جیسے افراتفری سی پھیل گئی تھی اور وہ وہیں دبک گئے تھے۔ جھاڑیوں میں خاموشی دیکھ کر وہ تیزی سے دائیں بائیں گھومتے ہوئے پگڈنڈی نما راستے پر دوڑتے چلے جا رہے تھے کہ اچانک ان کے راستے

میں ایک قوی ہیکل شیر چھلانگ لگا کر ان کے سامنے آ گیا۔ وہ جولیا کے بالکل قریب کود کر آیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ چھلانگ لگا کر ان پر حملہ آور ہوتا جولیا کے مشین پسٹل سے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ فائرنگ ہوئی اور شیر دھاڑتا ہوا اچھل کر گرا اور بری طرح سے تڑپنے لگا۔ وہ سب اس شیر پر سے چھلانگیں لگاتے ہوئے آگے بڑھنے لگے اور پھر خاصے سفر کے بعد وہ جھاڑیوں سے نکل کر ایک قطعے میں پہنچ گئے۔ درختوں کی دوسری طرف انہیں ایک پہاڑی دکھائی دے رہی تھی۔

" اس پہاڑی کی طرف چلو۔ جلدی کرو"۔ جولیا نے کہا تو وہ سب درختوں کے درمیان سے اس پہاڑی کی طرف دوڑنے لگے۔ اس طرف بھی جانوروں کی بہتات تھی۔ انہیں دیکھ کر چند شیر غرانے لگے تھے مگر وہ ان پر گولیاں برساتے ہوئے وہاں سے نکلتے چلے گئے اور پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ سب اس پہاڑی کے قریب پہنچ گئے۔ پہاڑی میں انہیں کچھ اونچائی پر ایک بڑا سا شگاف دکھائی دیا۔

" میرا خیال ہے اس شگاف کے پیچھے ضرور کوئی غار ہو گا۔ ہمیں اوپر چڑھنا چاہئے"۔ صفدر نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ پہاڑی پر چڑھنے لگے۔ شگاف کافی بڑا تھا اور وہاں واقعی ایک غار دکھائی دے رہا تھا۔ وہ سب غار کے دہانے کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ جولیا نے آگے بڑھ کر غار میں جھانکا۔ جہاں تک روشنی تھی وہاں تک غار صاف دکھائی دے رہا تھا لیکن آگے تاریکی تھی۔ شاید

غار آگے جا کر کسی طرف مڑ رہا تھا۔

" دیکھو شاید تمہارے بیگوں میں ٹارچیں ہوں"۔ جولیا نے کہا تو انہوں نے بیگ کاندھوں سے اتار کر کھولے۔ ان میں ضرورت کا ہر سامان موجود تھا۔ بیگوں میں طاقتور ٹارچیں بھی موجود تھیں۔ دوسرے اسلحے کے ساتھ ساتھ ان بیگوں میں شکاری خنجر بھی موجود تھے اور خشک میووں کے ساتھ پانی کی چھوٹی بوتلیں بھی تھیں۔

" بہت خوب۔ یہ سامان ہمارے کام آئے گا۔ آؤ اندر چلیں"۔ جولیا نے کہا اور وہ غار میں داخل ہو گئے۔ آگے جیسے ہی اندھیرا آیا انہوں نے ٹارچیں روشن کر لیں۔ غار واقعی آگے جا کر دائیں طرف مڑ گیا تھا۔

" احتیاط کے ساتھ آگے بڑھتے رہو۔ ایسے غاروں میں عموماً سانپوں اور اژدھوں کا بسیرا ہوتا ہے"۔ جولیا نے کہا۔ وہ غار کی زمین، دیواروں اور چھت پر روشنی ڈالتے ہوئے چوکنے انداز میں آگے بڑھ رہے تھے مگر انہیں وہاں سانپ تو کیا معمولی سی چیونٹی بھی دکھائی نہیں دی تھی۔ کافی آگے جا کر غار بائیں جانب مڑ گیا۔ وہ جیسے ہی اس طرف آئے ان کے سامنے ایک کھلی جگہ آ گئی۔ اس طرف ہال نما بہت بڑی کھلی جگہ تھی۔ جگہ جگہ چٹانیں اور پتھر گرے ہوئے تھے۔ زمین پر تو انہیں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا مگر دیواروں پر انہیں بڑے بڑے سوراخ دکھائی دے رہے تھے اور وہاں انہیں تیز بدبو کے بھبکے محسوس ہو رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہاں بے

شمار چوہے مرے پڑے ہوں۔

" یہ سوراخ کیسے ہیں"۔ چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" لگتا ہے یہاں چمگادڑوں کا بسیرا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے ان سوراخوں پر ٹارچ کی روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔

" چمگادڑوں کو چھوڑو یہاں اس قدر تعفن ہے جس سے میرا دم گھٹا جا رہا ہے۔ لگتا ہے ہم نے یہاں آ کر غلطی کی ہے"۔ جولیا نے کہا۔

" تعفن سے بچنے کے لئے گیس ماسک پہنے جا سکتے ہیں"۔ صفدر نے کہا اور اس نے بیگ سے ایک گیس ماسک نکال کر جولیا کو دے دیا جسے جولیا نے فوراً منہ پر چڑھا لیا۔ اس کے دیکھا دیکھی ان سب نے بھی اپنے بیگوں سے گیس ماسک نکال کر منہ پر چڑھا لئے تھے۔ صفدر کے پاس چونکہ دو گیس ماسک تھے اس لئے اس نے ایک جولیا کو دے کر دوسرا خود منہ پر چڑھا لیا تھا۔ اسی لمحے انہیں اپنے عقب میں دھم کی آواز سنائی دی تو وہ سب چونک کر پلٹے۔ انہیں ایک سایہ سا ایک چٹان کے پیچھے جاتا دکھائی دیا۔

" یہ کیا تھا"۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

" میں دیکھتا ہوں"۔ تنویر نے کہا اور ٹارچ لئے اس چٹان کی طرف بڑھا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ تنویر احتیاط سے قدم اٹھاتا ہوا اس چٹان کے قریب گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ چٹان کی دوسری جانب دیکھتا اچانک اسے ایک تیز غراہٹ کی آواز سنائی دی۔ دوسرے ہی لمحے چٹان کے پیچھے سے ایک عجیب و غریب

بھورے رنگ کی مخلوق اچھل کر چٹان پر آ گئی۔ پھر غار میں دھم دھم کی بے شمار آوازیں سنائی دیں اور غار اچانک تیز اور خوفناک غراہٹوں سے گونج اٹھا۔

"خبردار۔ ان پر فائرنگ نہ کرنا"۔ ان شیروں کو دیکھ کر جوزف نے مڑ کر سلیمان سے کہا جو مشین پسٹل اٹھا کر ان شیروں پر فائرنگ کرنے لگا تھا۔ شیر منہ کھولے خونخوار انداز میں غرا رہے تھے۔ ان کی آنکھیں اس قدر سرخ تھیں جیسے ان میں انگارے دہک رہے ہوں۔

"غضب خدا کا۔ دس دس شیروں نے ہمیں گھیر رکھا ہے اگر ان پر فائرنگ نہ کی گئی تو یہ ہم سب کے تکے بوٹیاں کر دیں گے"۔ سلیمان نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم انہیں ہوائی فائرنگ کر کے بھگانا چاہتے ہو"۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں باس۔ یہ شیر اپنی مرضی سے یہاں نہیں آئے"۔ جوزف نے پراسرار لہجے میں کہا۔

"اپنی مرضی سے نہیں آئے تو کیا تم نے بلائے ہیں"۔ سلیمان

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ایک منٹ ۔ ہاں جوزف تم کیا کہنا چاہتے ہو"۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ان شیروں کی آنکھیں خون کی طرح سرخ ہیں ۔ یہ سحر زدہ ہیں باس جس سے صاف صاف پتہ چل رہا ہے کہ انہیں خاص طور پر مالوگا سحر کر کے یہاں بھیجا گیا ہے اور اس دنیا میں مالوگا سحر جاننے والی صرف ایک ہی بدروح ہے جس کا نام ساگائی ہے اور وہ درندوں کی رانی کہلاتی ہے"۔ جوزف نے اسی انداز میں کہا۔

" درندوں کی نانی ۔ حیرت ہے ۔ اگر درندوں کی نانی ہوتی ہے تو ان کی دادی بھی ہوتی ہو گی"۔ سلیمان نے کہا۔

" ہونہہ ۔ ایک بدروح سے ابھی جان چھوٹی نہیں اب دوسری بدروح بھی آ گئی"۔ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

" باس ۔ اگر ہم نے ان شیروں کو کسی اسلحے سے ہلاک کرنے کی کوشش کی تو ان میں سے کوئی ایک زخمی ہو کر یہاں سے نکل گیا تو وہ جنگل کے تمام درندوں کو یہاں گھیر لائے گا ۔ ساگائی کے سحر کا تو میں جانتا ہوں ۔ آپ مجھے چند منٹ دیں ۔ میں ابھی ان شیروں یہاں سے بھگا دوں گا"۔ جوزف نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ جو کرنا ہے جلدی کرو"۔ عمران نے شیروں بگڑے ہوئے تیور دیکھتے ہوئے کہا جو غضبناک انداز میں غرا ہوئے ان کے ارد گرد چکر لگا رہے تھے ۔ جوزف نے تیزی سے شنکا

کو کاندھے سے اتار کر نیچے رکھا جو سیاہ رنگ کے پلاسٹک بیگ میں بند تھی ۔ اس نے کمال پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بیگ کی زپ کھول کر بیگ سے شنکارہ کا سر باہر نکال لیا ۔ جیسے ہی اس نے شنکارہ کا چہرہ بیگ سے باہر نکالا انہوں نے شیروں کو بوکھلا کر پیچھے ہٹتے دیکھا اور پھر ان شیروں نے اچانک خوفناک انداز میں دھاڑنا شروع کر دیا جوزف نے اپنا دایاں ہاتھ شنکارہ کی پیشانی پر رکھا اور دوسرے ہاتھ کی مٹھی بنا کر سر سے بلند کر کے آنکھیں بند کر لیں ۔ اس کے ہونٹ تیزی سے ہل رہے تھے ۔ وہ جوں جوں کچھ پڑھتا جا رہا تھا شیروں میں جیسے بے چینی سی بڑھتی جا رہی تھی ۔ وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر دھاڑ رہے تھے اور ان کی خوفناک دھاڑیں سن کر سلیمان نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لئے تھے ۔ جوزف نے اسی طرح مسلسل کچھ پڑھتے ہوئے اپنی مٹھی کھول کر انگلیاں پھیلا دیں ۔ اچانک ان شیروں نے یکلخت دھاڑنا بند کر دیا اور پھر وہ بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں چھلانگیں لگاتے ہوئے جھاڑیوں کی طرف بھاگتے چلے گئے ۔ جیسے ہی شیر جھاڑیوں میں غائب ہوئے جوزف نے آنکھیں کھول دیں اور پھر شیروں کو وہاں موجود نہ پا کر اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

" حیرت انگیز ۔ جوزف کا یہ حیرت انگیز اور انوکھا روپ میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں باس ۔ جوزف نے تو کسی بڑے وچ ڈاکٹر کی طرح ان شیروں کو بھگا دیا ہے"۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جوزف انہی جنگلوں میں پلا بڑھا ہے ٹائیگر ۔ اس نے جن وچ

ڈاکٹروں کے ساتھ رہ کر تعلیم حاصل کی تھی وہ اپنے وقت کے پراسرار علوم میں بے پناہ ماہر تھے۔ جوزف میں بھی وہ تمام صلاحیتیں موجود ہیں جن کا یہ پہلے بھی کئی بار لوہا منوا چکا ہے۔ خاص طور پر جنگلوں میں آ کر اس کی چھٹی بلکہ ساتویں اور آٹھویں حس بھی بیدار ہو جاتی ہے اور یہ آنے والے خطروں کو فوراً بھانپ لیتا ہے۔ ابھی تو کچھ نہیں۔ آگے آگے دیکھنا یہ کیا کرتا ہے۔ جنگلوں میں آ کر یہ جنگلوں کا شہزادہ بن جاتا ہے اس لئے تو میں اسے جنگل پرنس کہتا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اپنی تعریف سن کر جوزف کا سینہ کئی انچ پھول گیا۔

"ہونہہ۔ جنگل پرنس۔ پرنس اس قدر کالا کلوٹا ہوتا ہے کیا"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران سمیت سب ہنس دیئے۔

"تو کیسا ہوتا ہے۔ تم ہی بتا دو"۔ جوانا نے سلیمان کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرنس مجھ جیسا ہینڈسم، سمارٹ اور سرخ و سفید ہوتا ہے۔ مجھ جیسے خوبصورت انسان کو پرنس چارمنگ کہا جا سکتا ہے"۔ سلیمان نے کہا تو ان سب کی ہنسی تیز ہو گئی۔

"واہ۔ میرے پرنس چارمنگ۔ ان شیروں کو تو دیکھ کر تمہاری جان نکلی جا رہی تھی۔ اب تم اس طرح سے اکڑ رہے ہو جیسے ان شیروں کو تم نے ہی بھگایا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ان شیروں کی کیا اوقات ہے جو میرے سامنے ٹھہر

سکیں۔ اگر جوزف انہیں نہ بھگاتا تو میں انہیں مار بھگاتا۔ دس شیر تو میرے سامنے کوئی معنی نہیں رکھتے۔ میرے بازوؤں میں اتنی طاقت ہے کہ میں مکے مار کر ان کی گردنیں توڑ سکتا ہوں"۔ سلیمان نے شوخی مارتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب۔ پھر تو واقعی جوزف کو نہیں تمہیں جنگل پرنس کا خطاب ملنا چاہئے"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور نہیں تو کیا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ میرے سامنے ایک شیر آ گیا۔ میں نے اچانک اس کی گردن پر مکا مارا تو اس کی گردن ٹوٹ کر دور جا گری۔ پھر میرے سامنے دوسرا شیر آیا۔ میں نے اس کی بھی گردن توڑ دی۔ ذرا آگے گیا تو مجھے دو ہاتھی نظر آئے۔ میں نے ٹھوکریں مار کر ان کی ٹانگیں توڑ دیں اور لمحوں میں ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ پھر میرے سامنے ایک طاقتور بن مانس آ گیا۔ میں نے اسے بھی اٹھا کر پوری قوت سے زمین پر دے مارا اور اس کے بھی ٹکڑے ہو گئے تھے"۔ سلیمان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا ہوا"۔ جوانا نے اس کی طرف دلچسپی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہونا کیا تھا۔ مٹی کے بنے ہوئے کھلونوں کی دکان کے مالک نے میرے ہاتھوں ٹوٹے ہوئے کھلونوں کے زبردستی پیسے لئے اور مجھے کان سے پکڑ کر دکان سے باہر نکال دیا"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" ٹھیک ہے ۔ اب اگر ہمارے سامنے کوئی جنگلی درندہ آیا تو ہم سب تمہیں پکڑ کر آگے کر دیں گے ۔ پھر دیکھیں گے کہ تم کیا کرتے ہو"۔ جوزف نے کہا۔

" پھر میں نے کیا کرنا ہے ۔ جو کرنا ہے درندے نے کرنا ہے"۔ سلیمان نے بے چارگی سے کہا تو جوزف بھی ہنس پڑا ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اپنا بیگ کھولا اور اس میں سے ایک بڑا سا آلہ نکال لیا ۔ اس آلے پر سکرین لگی ہوئی تھی ۔ اس نے آلے کو آن کیا تو سکرین کسی راڈار سکرین کی طرح آن ہو گئی ۔ اس میں باقاعدہ ریڈ لائن گھوم رہی تھی ۔ عمران نے اس کے مختلف بٹن پریس کئے اور اسے اٹھا کر چاروں طرف گھمانے لگا۔

" کیا وہ اس راڈار سکرین سے چیک ہو جائیں گے"۔ ٹائیگر نے عمران کے ہاتھ میں موجود آلے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ ان کے پاس واچ ٹرانسمیٹر ہیں ۔ یہ آلہ ان کے واچ ٹرانسمیٹرز سے نکلنے والی لہروں کو کیچ کرے گا ۔ وہ جہاں بھی ہوں گے اس آلے سے ان کی نشاندہی ہو جائے گی"۔ عمران نے آلے کو چاروں طرف گھماتے ہوئے کہا۔ مگر آلے میں کوئی ریڈ سپارک نہیں ہو رہا تھا۔

" یہ تو تب ہی ممکن ہے اگر واقعی واچ ٹرانسمیٹر ان کے پاس ہوں اور وہ آن بھی ہوں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" ہاں "۔ عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا ۔ پھر اس نے

جھٹک کر آلہ آف کر دیا۔

" وہ ابھی ہماری رینج سے دور ہیں ۔ تم سب بھی اپنے بیگوں سے ڈی آلے نکال لو ۔ ہم آگے بڑھیں گے تو ہو سکتا ہے وہ ہماری رینج یں آجائیں"۔ عمران نے کہا تو ان سب نے بیگوں سے ایسے ہی آلے ال لئے ۔ جوزف نے شنکارہ کو اٹھا کر ایک بار پھر کاندھے پر لاد لیا۔

اس بار اس نے شنکارہ کا سر بیگ سے باہر ہی رہنے دیا تھا۔

" جوزف ۔ تم نے شنکارہ کا منہ نہیں چھپایا"۔ جوانا نے جوزف ے مخاطب ہو کر کہا۔

" میری چھٹی حس بتا رہی ہے کہ ساگائی ہمارے اردگرد ہی کہیں موجود ہے اور وہ پھر درندوں کو اس طرف بھیج سکتی ہے لیکن جب تک شنکارہ ہمارے پاس ہے اور اس کا چہرہ اوپن ہے ساگائی کا سحر زدہ کوئی درندہ ہماری طرف نہیں آئے گا"۔ جوزف نے کہا۔

" تو کیا شنکارہ کی وجہ سے اس جنگل میں ہمارا اب کسی جانور سے سامنا نہیں ہو گا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" میں نے سحر زدہ جانوروں کی بات کی ہے ۔ یہ ماری کٹ جزیرہ ہے یہاں ہر طرف درندے ہی درندے ہیں ۔ نجانے ہمارا کس قدر جانوروں اور درندوں سے سامنا ہو ۔ ہو سکتا ہے ہمیں ان کا مقابلہ بھی کرنا پڑے"۔ جوزف نے کہا۔

" ارے باپ رے ۔ تم تو مجھے ڈرا رہے ہو کالے بھوت"۔ سلیمان نے گھبرا کر کہا ۔ وہ سب جھاڑیوں کی طرف بڑھ رہے تھے ۔

جوانا، ٹائیگر اور عمران نے بیگوں سے تلوار نما لمبے لمبے چھرے نکال لئے تھے جنہیں وہ قد آدم جھاڑیوں پر مارتے ہوئے اور انہیں کاٹ کاٹ کر آگے بڑھنے کا راستہ بنا رہے تھے۔ انہیں اپنے ارد گرد جھاڑیوں میں کئی خوفناک درندوں کی موجودگی کا احساس ہو رہا تھا۔ ان کے قدموں کی آوازیں اور ان کی غراہٹیں انہیں صاف سنائی دے رہی تھیں مگر وہ ان سے دور تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ان کے سامنے آکر ان پر حملہ کرنا چاہتے ہوں مگر کوئی غیر مرئی طاقت انہیں ان سے دور رکھ رہی تھی۔ وہ سب اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے آر ڈی آلے کو گھما گھما کر دیکھ رہے تھے مگر ابھی تک کسی آلے نے انہیں کوئی کاشن نہیں دیا تھا۔ عمران نے باری باری ان سب کو زہریلے کیڑے مکوڑوں اور سانپوں سے بچنے کے لئے اینٹی انجکشن لگا دیئے تھے۔ ٹائیگر نے عمران کو بھی انجکشن لگا دیا تھا۔

" باس۔ اگر یہ آلے واچ ٹرانسمیٹرز کو چیک کر کے ہمارے ساتھیوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں تو آپ اپنے واچ ٹرانسمیٹر سے کسی ساتھی کو کال کیوں نہیں کر لیتے"۔ چلتے چلتے ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" وہ اس قدر طاقتور آلات کی رینج میں نہیں آ رہے تو واچ ٹرانسمیٹر کی رینج میں کیسے آئیں گے"۔ عمران نے کہا۔ اچانک انہیں عقب سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ ساتھ ہی درندوں کے دھاڑنے کی تیز آوازیں سنائی دیں۔ فائرنگ اور درندوں کے دھاڑنے

ی آوازیں سن کر وہ رک گئے۔

" آپ نے مسٹر ڈاگل کو اکیلے بھیج کر غلطی کی ہے ماسٹر۔ میرا ئیال ہے کہ اسے درندوں نے گھیر لیا ہے۔ شاید وہی درندوں پر ائرنگ کر رہا ہے"۔ جوانا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" لگتا تو یہی ہے"۔ عمران نے کہا۔ اس نے جیب سے پی فائیو رانسمیٹر نکالا اور اسے آن کر کے ایک بٹن پریس کر دیا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور"۔ عمران نے ٹرانسمیٹر منہ کے قریب کر کے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد فائرنگ کی واز تھم گئی اور پھر ٹرانسمیٹر سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

" یس ڈاگل اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" مسٹر ڈاگل۔ کیا درندوں پر تم فائرنگ کر رہے ہو۔ اوور"۔ مران نے کہا۔

" یس مسٹر عمران۔ مجھے چاروں طرف سے درندوں نے گھیر رکھا ہے۔ میں ان درندوں پر فائرنگ کر رہا ہوں مگر ان کی تعداد بڑھتی جا ہی ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

" اوہ۔ ان درندوں کی آنکھیں دیکھو۔ کیا وہ خون کی طرح سرخ یں۔ اوور"۔ عمران نے کہا تو جوزف چونک کر عمران کی طرف یکھنے لگا جیسے وہ عمران کی بات کا مقصد سمجھ گیا ہو۔

" ان کی آنکھیں سرخ تو ہیں مگر اس قدر نہیں جیسا آپ کہہ رہے یں۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" باس ۔ مسٹر ڈاگل سے پوچھیں جن جانوروں نے اسے گھیر رکھا ہے ان کی دمیں زمین کو تو نہیں چھو رہیں"۔ جوزف نے جلدی سے کہا تو عمران نے یہی بات بلیک زیرو سے پوچھی۔

" نہیں مسٹر عمران ۔ ایسا نہیں ہے ۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے عمران کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ تو پھر وہ جانور سحر زدہ نہیں ہیں باس ۔ ہمیں فوراً جا کر مسٹر ڈاگل کی مدد کرنی ہو گی"۔ جوزف نے کہا۔

" مسٹر ڈاگل ۔ اپنی لوکیشن بتاؤ ۔ ہم تمہاری مدد کے لئے آ رہے ہیں ۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

" میں ایک اونچے درخت پر موجود ہوں مسٹر عمران ۔ یہاں ہر طرف خونخوار درندے موجود ہیں جن کی تعداد بیس سے زیادہ ہے اور میں آپ سے زیادہ دور نہیں ہوں ۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔ ساتھ ہی اس نے اپنی لوکیشن بتا دی تاکہ عمران آسانی سے اس تک پہنچ سکے۔

" ٹھیک ہے ۔ تم وہیں رکو ۔ ہم آ رہے ہیں ۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ اسی لمحے دوبارہ فائرنگ کی آواز سنائی دی تو وہ پلٹ کر اس طرف بڑھنے لگے جس طرف سے انہیں فائرنگ کی آواز سنائی دی تھی ۔ انہوں نے تلوار نما چھرے پہلوؤں میں موجود چمڑے کی بیلٹوں میں اڑس لئے تھے اور بیگوں سے مشین گنیں نکال لیں اور پھر وہ تیز تیز چلتے ہوئے آگے

بڑھتے چلے گئے ۔ کچھ دیر بعد وہ جھاڑیوں سے باہر آئے تو انہیں سامنے بے شمار درندے دکھائی دیئے ۔ ان درندوں میں شیر، بھیڑیئے اور چند چیتے بھی تھے ۔ وہ سب ایک درخت کے گرد چکراتے ہوئے ایک دوسرے پر دھاڑ رہے تھے ۔ عمران نے درخت پر دیکھا تو اسے درخت کی شاخوں پر بلیک زیرو بیٹھا دکھائی دیا ۔ درخت کے ارد گرد چند درندوں کی لاشیں پڑی تھیں جنہیں بلیک زیرو نے ہلاک کیا تھا ۔ ان لاشوں پر بھیڑیئے منہ مارنے کی کوشش کر رہے تھے مگر شیر غراتے ہوئے ان پر جھپٹتے تو وہ اچھل کر پیچھے ہٹ جاتے۔

عمران اور اس کے ساتھی جیسے ہی اس طرف آئے شیروں نے انہیں دیکھ لیا اور وہ خوفناک انداز میں دھاڑنے لگے ۔ دو شیر تیزی سے دوڑتے ہوئے ان کی طرف لپکے ۔ جوانا اور ٹائیگر نے مشین پسٹل سے ان پر فائرنگ کر دی ۔ ریٹ ریٹ کی مخصوص آوازوں کے ساتھ دونوں شیر دھاڑتے ہوئے زمین پر گرے اور تڑپنے لگے ۔ فائرنگ کی آواز سے وہاں موجود دوسرے درندے خوفزدہ نہیں ہوئے تھے بلکہ انہوں نے اور زور زور سے دھاڑنا شروع کر دیا تھا ۔ جوزف نے شنکارہ کو کاندھے سے اتار کر جھاڑیوں میں ڈال دیا تھا اور اس نے بھی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

اسی لمحے انہوں نے درخت پر موجود بلیک زیرو کی تیز چیخ سنی اور پھر انہوں نے بلیک زیرو کو درخت سے شاخیں توڑتے ہوئے گرتے دیکھا ۔ وہ دھب سے زمین پر آ گرا تھا ۔ شاید جس شاخ پر وہ بیٹھا تھا وہ

شاخ کے اس کے وزن سے ٹوٹ گئی تھی یا پھر درخت پر موجود اے کسی زہریلے کیڑے نے کاٹ لیا تھا ۔ وہ جیسے ہی درخت کے قریب گرا وہاں موجود شیر اور دوسرے جانور بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف لپکے ۔ بلیک زیرو کے ہاتھ سے اس کی گن گر گئی تھی۔

"اوہ ۔ مسٹر ڈاگل کو بچاؤ"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا جو درندے گرے ہوئے بلیک زیرو کی طرف لپکے تھے عمران نے یکدم ان پر فائرنگ کر دی ۔ جوزف، جوانا، ٹائیگر اور سلیمان نے بھی ان جانوروں پر مسلسل فائرنگ شروع کر دی تھی ۔ زمین پر گرتے ہی بلیک زیرو تیزی سے اٹھا اور اپنی گن کی طرف لپکا۔ اسی لمحے ایک شیر نے اس پر چھلانگ لگا دی ۔ بلیک زیرو نے تیزی سے چھلانگ لگا کر قلا بازی کھائی اور رائٹ کک گھما کر شیر کی گردن پر مار دی ۔ شیر اچھل کر دور جا گرا ۔ بلیک زیرو جیسے ہی نیچے آیا اس نے گن اٹھائی اور گھٹنوں کے بل گرے ہوئے اس شیر پر فائرنگ کر دی ۔ شیر بری طرح سے گرجتا ہوا وہیں ڈھیر ہو گیا۔

ان درندوں کی تعداد زیادہ تھی ۔ مسلسل فائرنگ ہونے کے باوجود وہ گرجتے ہوئے اور دھاڑتے ہوئے ان پر چھلانگیں مارتے ہوئے حملے کر رہے تھے ۔ ایک چیتے نے جو جوانا پر چھلانگ لگائی تو جوانا نے اپنے جسم کو تیزی سے موڑتے ہوئے دائیں ہاتھ کا مکا اس کی کمر پر مار دیا ۔ چیتا اچھل کر دور جا گرا ۔ وہ تیزی سے اٹھا اور خوفناک انداز میں دھاڑتا ہوا ایک بار پھر جوانا کی طرف لپکا ۔ اس

نے تیزی اور پھرتی سے جوانا پر چھلانگ لگائی تھی ۔ جوانا کو بھی شاید غصہ آ گیا تھا ۔ اس نے مشین پسٹل کو تیزی سے اپنی کمر میں اڑسا اور دونوں ہاتھ پھیلا دیئے ۔ چیتا جیسے ہی چھلانگ لگا کر اڑتا ہوا اس کے قریب آیا جوانا نے جھپٹ کر فضا میں ہی اس کی گردن دبوچ لی ۔ ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں کو گردش دیتے ہوئے چیتے کو پلٹایا اور اسے پوری قوت سے زمین پر مار دیا ۔ چیتے کے حلق سے درد بھری چیخ نکلی اور وہ جوانا کے ہاتھوں میں بری طرح سے تڑپنے لگا لیکن جوانا نے زمین پر مار مار کر اس کا بھرکس نکال دیا تھا۔

ادھر ایک لحیم شحیم شیر نے جوزف پر چھلانگ لگائی تو جوزف نے بھی مشین پسٹل نیچے گراتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے شیر کو دبوچ لیا شیر نے غراتے ہوئے اسے پنجے مارنے اور اس کی گردن پر منہ مارنے کی کوشش کی لیکن جوزف نے اسے دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر سر سے بلند کیا اور اسے پوری قوت سے سامنے درخت کے تنے پر مار دیا ۔ شیر دھاڑتا ہوا زمین پر گرا ۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا جوزف چھلانگ لگا کر اس کے قریب آ گیا ۔ اس نے اٹھتے ہوئے شیر کی گردن پر ٹانگ مار کر اسے ایک بار پھر الٹا دیا لیکن اس بار شیر نے بجلی کی سی تیزی سے پلٹ کر جوزف پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی ۔ جوزف نے شیر کا سر گھما کر دوسری طرف الٹایا اور یکدم اس کی کمر پر سوار ہو گیا ۔ شیر نے جمپ لگا کر اسے اپنی کمر سے گرانے کی کوشش کی مگر جوزف نے اپنا پورا وزن اس پر ڈالتے ہوئے اسے نیچے گرا دیا۔

دوسرے لمحے اس نے شیر کے جبڑوں میں ہاتھ ڈالے اور انہیں پوری قوت سے مخالف سمتوں میں کھینچنے لگا ۔ شیر کے حلق سے خوفناک آوازیں نکل رہی تھیں ۔ جوزف نے زور لگا کر شیر کے جبڑے اس کی گردن تک چیر دیئے تھے ۔ شیر چند لمحے تڑپتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا ۔ اسے ہلاک ہوتے دیکھ کر جوزف ایک اور شیر کی طرف بڑھا جس نے سلیمان پر چھلانگ لگانے کی کوشش کی تھی ۔ اس سے پہلے کہ وہ اڑتا ہوا سلیمان سے ٹکراتا جوزف نے ایک اونچی چھلانگ لگائی اور شیر سے آٹکرایا اور شیر کو دونوں ہاتھوں میں دبوچ کر گرتا چلا گیا ۔

جوانا بھی ایک ساتھ خالی ہاتھوں دو شیروں کا مقابلہ کر رہا تھا ۔ شیر اس پر جھپٹ جھپٹ کر حملہ کر رہے تھے لیکن جوانا کے فولادی مکے اور ٹانگیں انہیں اچھال اچھال کر دور پھینک رہے تھے ۔ اس طرح ایک چیتے نے ٹائیگر سے ٹکرا کر اس کے ہاتھوں سے سے بھی مشین پسٹل گرا دیا تھا ۔ ٹائیگر اس چیتے سے بری طرح سے لپٹا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ پاؤں اس تیزی سے چل رہے تھے کہ چیتے کو سنبھلنے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا ۔

دو بھیڑیئے اور ایک سیاہ چیتا عمران کے بھی مقابلے پر آ گئے تھے لیکن عمران انہیں قریب بھی نہ پھٹکنے دے رہا تھا ۔ سلیمان البتہ ان سے بچنے کے لئے ادھر ادھر بھاگتا ہوا فائرنگ کر رہا تھا ۔ کبھی اس کا نشانہ کسی درندے کو لگ جاتا اور کبھی چوک جاتا تھا جبکہ بلیک زیرو بھی ان سب کو درندوں سے خالی ہاتھوں لڑتے دیکھ کر جوش

میں آ گیا تھا ۔ اس نے بھی گن کمر میں اڑسی اور ایک سیاہ چیتے سے لڑنے لگا ۔ عجیب سی سچوئیشن تھی ۔ چھ شیروں کو وہ پہلے ہی فائرنگ کر کے ہلاک کر چکے تھے ۔ اب ان کے مقابلے پر سولہ درندے تھے جن کا وہ سب خالی ہاتھوں مقابلہ کر رہے تھے ۔

جوزف اور جوانا اپنی طاقت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے ان درندوں کی گردنیں توڑ رہے تھے ۔ عمران دو شیروں اور ایک چیتے کو ہلاک کر چکا تھا جبکہ ایک شیر اور ایک چیتے کو ٹائیگر نے بھی ہلاک کر دیا تھا ۔ بلیک زیرو نے اپنے جسم کو گھمایا اور اس نے شیر کی پچھلی دونوں ٹانگیں پکڑیں اور تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا ۔ اس نے زور لگا کر شیر کو اٹھایا اور اسے گھما کر پوری قوت سے ایک درخت کے تنے پر مار دیا ۔ شیر کا سر کسی ناریل کی طرح پھٹ گیا تھا ۔ بلیک زیرو نے اسے پھر اٹھا کر تنے پر مارا تو شیر کا سر بری طرح سے پچک گیا اور وہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گیا ۔ اب وہاں بیسیوں درندوں کی لاشیں پڑی تھیں ۔ ان سب نے اسلحہ ہونے کے باوجود ان خطرناک درندوں کا خالی ہاتھوں مقابلہ کیا تھا ۔ درندے انہیں معمولی سا بھی زخمی کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے تھے ۔

" اتنے درندوں کا تو ٹارزن نے بھی کبھی مقابلہ نہیں کیا ہو گا جتنے ہم نے مار دیئے ہیں " ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" سب سے زیادہ درندے میں نے ہلاک کئے ہیں " ۔ سلیمان نے کہا ۔

"ہماری طرح خالی ہاتھوں کسی ایک درندے کا بھی مقابلہ کرتے تو ہم مان لیتے۔ تم تو احمقوں کی طرح ادھر ادھر بھاگتے ہوئے ان پر فائرنگ کر رہے تھے"۔ جوزف نے منہ بنا کر کہا۔

"کچھ بھی ہو۔ میں نے مقابلہ تو کیا ہے۔ تم خود کو تیس مار خان سمجھتے ہو تو سمجھتے رہو۔ جس دن میں نے ٹارزن سے ٹریننگ لے لی اس دن میں اکیلا بیس درندوں سے لڑوں گا"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

"تمہیں کیا ہوا تھا مسٹر ڈاگل۔ تم درخت سے پکے ہوئے پھل کی طرح کیوں گر پڑے تھے"۔ عمران نے بلیک زیرو کی طرف طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس شاخ پر ایک سیاہ ناگ تھا مسٹر عمران۔ اس نے اچانک مجھ پر حملہ کیا تھا۔ اس سے بچنے کے لئے میں نے دوسری شاخ پر آنے کی کوشش کی تو وہ شاخ ٹوٹ گئی اور میں گر پڑا"۔ بلیک زیرو نے عمران کی آنکھوں میں طنز دیکھ کر شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"بہرحال تم سب نے خالی ہاتھوں ان درندوں کا مقابلہ کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ تم میں واقعی جوش اور جذبے کے ساتھ ساتھ طاقت بھی موجود ہے۔ میں نے ان درندوں سے خالی ہاتھوں تمہاری لڑائی تمہاری ٹریننگ کے لئے کرائی تھی ورنہ ان درندوں کو اسلحے سے بھی ہلاک کیا جا سکتا تھا اور مسٹر ڈاگل میرا خیال ہے اب تم ہمارے ساتھ ہی رہو۔ اگلی بار تمہیں جتنے درندوں نے گھیر لیا تو ہم

کہاں کہاں تمہیں بچانے کے لئے آئیں گے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے سر جھکا دیا۔

"بہتر۔ میں اپنا بیگ لے آؤں"۔ بلیک زیرو نے کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا اس درخت کی طرف بڑھتا چلا گیا جس پر سے وہ گرا تھا۔ وہ درخت کی دوسری جانب گئے چند لمحے ہوئے ہوں گے کہ اچانک انہیں شائیں شائیں کی تیز آواز سنائی دی۔ وہ سب چونک پڑے۔ پھر اچانک ان کے ارد گرد شیل آگرے جن سے یکلخت دھواں پھوٹ نکلا تھا۔ ان شیلوں کو دیکھ کر وہ سب بری طرح سے چونک پڑے۔ عمران نے سانس روکنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ شیلوں سے نکلنے والا دھواں اس قدر تیزی سے وہاں پھیلا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو سانس روکنے کا موقع ہی نہ ملا تھا۔ وہ ریت کے خالی ہوتے ہوئے بوروں کی طرح زمین پر گرتے چلے گئے۔

ایک تیز اور زناٹے دار آواز پیدا ہوئی اور زاشال کے قریب ایک سایہ سا نمودار ہوا۔ دوسرے لمحے اس سائے کے نقوش تیزی سے واضح ہو گئے۔ اس نے سفید رنگ کا چمکدار لباس پہن رکھا تھا اور اس کے بال سنہری تھے۔ اس عورت کے ہاتھ میں خنجر تھا جبکہ اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک ترشول نظر آ رہا تھا۔

"پجارن شاتانہ"۔ اس عورت پر نظر پڑتے ہی زاشال کے حلق سے ڈری ڈری آواز نکلی۔ وہ رسی کی بیلوں کے ساتھ زمین پر بری سے جکڑا ہوا تھا۔

"کیا تم مجھے جانتے ہو"۔ اس عورت نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ اس طرح مجھے جکڑ کر میرے سامنے آنے والی شکتی شالی پجارن شاتانہ کے سوا کون ہو سکتی ہے"۔ زاشال نے زہریلے انداز میں کہا۔

"اگر تم مجھے اتنا ہی جانتے ہو تو پھر تم یہاں کیوں آئے ہو"۔ پجارن شاتانہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"میرے یہاں آنے کی وجہ تم جانتی ہو پجارن"۔ زاشال نے کہا۔

"ہونہہ۔ تمہارا کیا خیال ہے میرے اور سردار زکاٹا کے ہوتے ہوئے تم شنکارہ کو حاصل کر لو گے"۔ پجارن شاتانہ نے اس کی طرف غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"شنکارہ کو وہی حاصل کرے گا جو سب سے زیادہ شکتی شالی اور بلوان ہو گا"۔ زاشال نے کہا۔

"میرے اور سردار زکاٹا کے سوا یہاں نہ کوئی شکتی شالی ہے اور نہ بلوان۔ دیکھ لو میں نے تم جیسے بلوان کو بھی زیر کر لیا ہے۔ میں چاہوں تو یہ ترشول تمہارے سینے میں اتار کر تمہیں ابھی ہلاک کر دوں"۔ پجارن شاتانہ نے کہا۔

"تم نے مجھ پر اچانک اور بے خبری میں وار کیا ہے پجارن۔ تم کیا سمجھتی ہو تم نے مجھے اس طرح جکڑ کر مجھ پر وجے پا لی ہے"۔ زاشال نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے تم پر وجے حاصل کر لی ہے زاشال۔ اب میں تمہارے جسم پر بے شمار زخم لگا دوں گا۔ تم زمین سے اٹھنے کے قابل بھی نہیں رہو گے۔ پھر یہاں خونخوار گدھ آئیں گے اور تمہاری بوٹی بوٹی الگ کر دیں گے۔ ان کے سامنے تم دم بھی نہ مار سکو گے"۔ پجارن شاتانہ نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تمہاری بھول ہے پجارن ۔ تم نے زاشال کو تر نوالہ سمجھ کر بہت بڑی بھول کی ہے ۔ تم نے میرے سامنے جن شکتیوں کا پرچار کیا ہے میں انہیں کھیل تماشوں کے سوا کچھ بھی نہیں سمجھتا"۔ زاشال نے کہا تو پجارن شاتانہ چونک پڑی۔

"کیا مطلب"۔ پجارن شاتانہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم میری شکتیاں دیکھنا چاہتی ہو"۔ زاشال نے کہا اور پھر اس نے اپنے جسم کو ایک جھٹکا دیا تو اس کے جسم سے لپٹی ہوئی بیلیں یوں ٹوٹتی چلی گئیں جیسے کچے دھاگے ٹوٹ جاتے ہیں ۔ بیلوں کے ٹوٹتے ہی زاشال تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ تم بوکالو سے کیسے آزاد ہو گئے"۔ پجارن شاتانہ نے اسے بیلوں سے اس طرح آزاد ہوتے دیکھ کر تیزی سے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر جیسے شدید حیرت ثبت ہو گئی تھی۔

"یہ میری شکتیوں کا معمولی کا نمونہ ہے پجارن ۔ اب دیکھو"۔ زاشال نے کہا اور اس نے اپنا دایاں ہاتھ پجارن شاتانہ کی طرف کر کے زور سے جھٹکا تو اچانک پجارن شاتانہ کے قدموں کے پاس ایک زور دار دھماکہ ہوا ۔ دھماکے کے ساتھ ہی اس کے قدموں کے نیچے سیاہ دھواں سا پیدا ہوا جو تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا تھا ۔ ایک لمحے کے لئے پجارن شاتانہ اس دھویں میں چھپ سی گئی مگر دوسرے لمحے دھواں ہوا میں تحلیل ہو گیا ۔ جیسے ہی دھواں ہوا میں تحلیل ہوا

پجارن شاتانہ سیاہ رنگ کی موٹی موٹی زنجیروں میں جکڑی نظر آنے لگی اس کے ہاتھوں، پیروں اور گردن میں بھی موٹے موٹے کڑے تھے جن کے سرے موٹی زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے اور وہ زنجیریں اس کے سارے جسم پر لپٹی ہوئی تھیں۔

"لاشکی ۔ اوہ تم نے لاشکی سحر چلایا ہے"۔ پجارن شاتانہ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ میں نے تم پر لاشکی سحر چلا کر تمہیں سیاہ زنجیروں میں جکڑ دیا ہے ۔ اب اگر تم خود کو مہان شکتیوں کی مالکہ سمجھتی ہو تو ان زنجیروں سے آزاد ہو کر دکھاؤ"۔ زاشال نے زہریلے لہجے میں کہا ۔

پجارن شاتانہ نے آنکھیں بند کیں اور جلدی جلدی کوئی منتر پڑھنے لگی اس نے منتر پڑھ کر خود پر پھونک ماری اور ایک لمحے کے لئے اس کے جسم میں بجلی کی سی تیز لہریں سی چمکیں اور معدوم ہو گئیں لیکن نہ اس کے جسم سے زنجیریں غائب ہوئی تھیں اور نہ ہی کڑے ٹوٹے تھے۔

"تم کچھ بھی کر لو پجارن ۔ تمہارے لئے ان زنجیروں سے آزاد ہونا ناممکن ہے ۔ میں شنکارہ کی دست راست ساکالی کو اپنے قبضے میں کر سکتا ہوں تو تمہاری اوقات ہی کیا ہے"۔ زاشال نے طنزیہ لہجے میں کہا ۔ پجارن شاتانہ ان زنجیروں سے آزاد ہونے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی ۔ وہ منتر پڑھ پڑھ کر خود پر پھونک رہی تھی ۔ اس کے منتروں سے کبھی اس کا جسم سرخ ہو جاتا کبھی زنجیریں اور

کڑے اس قدر سرخ ہو جاتے اور ان سے دھواں نکلنے لگتا جیسے وہ ابھی پگھل جائیں گے مگر پھر کڑے اور زنجیریں سرد ہو کر دوبارہ سیاہ ہو جاتے۔ غرضیکہ پجارن شاتانہ نے زنجیروں سے آزاد ہونے کی ہر ممکن کوشش مگر ناکام ہو رہی تھی جس کی وجہ سے اس کا برا حال ہوتا جا رہا تھا۔ زاشال اس کی بدلتی ہوئی حالت اور اسے ناکام ہوتے دیکھ کر فاخرانہ انداز میں قہقہے لگا رہا تھا۔

" زاشال۔ مم۔ مجھے لاشکی سحر سے آزاد کر دو۔ اگر سردار زکاٹا کو پتہ چل گیا کہ تم نے مجھ پر لاشکی سحر کا استعمال کیا ہے تو وہ یہاں آ کر تمہیں ایک لمحے میں فنا کر دے گا"۔ پجارن شاتانہ نے زاشال کو دھمکاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں کھوکھلا پن عیاں تھا۔

" تم نے میرے سامنے آکر اپنے پیروں پر خود ہی کلہاڑی مار لی ہے پجارن شاتانہ۔ میں یہاں پوری تیاری سے آیا ہوں۔ میں جانتا تھا کہ میرے مقابلے پر تم جیسی غدار پجارن اور سردار زکاٹا جیسا مکار انسان آ سکتا ہے۔ اگر تم میرے سامنے آئے بغیر مجھ پر وار کرتی تو ہو سکتا تھا کہ میں تم سے شکست کھا جاتا لیکن تم نے خود کو میرے سامنے لا کر میرا کام آسان کر دیا ہے اب تم میری قید میں ہو۔ لاشکی سحر سے نہ تم خود آزاد ہو سکتی ہو اور نہ سردار زکاٹا آ کر تمہیں ان زنجیروں سے رہائی دلا سکتا ہے۔ میں چاہوں تو اسی حالت میں تمہیں جلا کر بھسم کر سکتا ہوں مگر میں ایسا نہیں کروں گا۔ میں شکتی شالی طاقتوں کی قدر کرتا ہوں۔ میں نے ساکالی کو اپنے قبضے میں کر لیا ہے

شنکارہ کو بھی میں بہت جلد اپنے قبضے میں کر لوں گا اور تم۔ اب تم بھی میرے قبضے میں ہو۔ میں تم تینوں کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور اس دنیا کا بلوان بن جاؤں گا۔ بہت بڑا بلوان"۔ زاشال نے زور سے قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔

" میری بات سنو زاشال۔ تم مجھے ان زنجیروں سے آزاد کر دو میں سردار زکاٹا کو چھوڑ کر تمہارا ساتھ دوں گی۔ میں تمہیں شنکارہ اور کاشارا تک پہنچنے میں مدد دوں گی"۔ پجارن شاتانہ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یہ کام تو تمہیں اب نہ چاہتے ہوئے بھی کرنے پڑیں گے پجارن اب تمہیں میری کنیز بن کر رہنا ہو گا۔ ایک ادنیٰ کنیز"۔ زاشال نے غرور بھرے لہجے میں کہا۔

" نن۔ نہیں۔ نہیں زاشال۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ تم مجھے اپنی کنیز نہیں بنا سکتے۔ میں تمہیں فنا کر دوں گی۔ میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گی"۔ پجارن شاتانہ نے غصے اور نفرت بھرے انداز میں بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

" اب تم بے ضرر ہو چکی ہو پجارن شاتانہ۔ ان زنجیروں میں قید ہونے کے بعد تمہارا کوئی سحر، کوئی منتر اور کوئی ماورائی علم کام نہیں کرے گا۔ بے شک آزما لو"۔ زاشال نے مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

" زاشال"۔ پجارن شاتانہ حلق کے بل چیخی۔ اس کا چہرہ غصے سے سیاہ ہو گیا تھا اور اس کی آنکھیں اس قدر سرخ ہو گئی تھیں جیسے

انگارے دہک رہے ہوں۔

" جتنا چیخنا چاہو چیخ لو پجارن ۔اس کے بعد تمہیں چیخنے کا بھی موقع نہیں ملے گا"۔ زاشال نے لاپرواہی سے کہا ۔اس نے جھک کر زمین سے چار کنکریاں اٹھائیں اور دائیں ہاتھ کی مٹھی میں لے کر مٹھی اس نے اپنی پیشانی سے لگا کر آنکھیں بند کر لیں ۔ یہ دیکھ کر پجارن شاتانہ اور بری طرح سے چیخ اٹھی۔

" یہ تم کیا کر رہے ہو زاشال ۔ کیا پڑھ رہے ہو زاشال ۔ زاشال "۔پجارن شاتانہ نے حلق پھاڑ پھاڑ کر چیختے ہوئے کہا مگر زاشال اسی طرح آنکھیں بند کئے کچھ پڑھتا رہا ۔ پھر اس نے اچانک آنکھیں کھول دیں ۔اب اس کی آنکھیں بھی کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں اور اس کا چہرہ پہلے سے کہیں زیادہ بھیانک ہو گیا تھا۔

" ز ۔ز ۔زاشال "۔پجارن شاتانہ نے اس کی جانب خوف بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا ۔زاشال نے مٹھی کھولی تو اس کے ہاتھ میں چار کنکریاں تھیں جو اب سرخ ہو رہی تھیں اور ان میں سے ہلکا ہلکا دھواں نکل رہا تھا۔

" میں نے ان کنکریوں پر کارکا سحر پھونک دیا ہے پجارن" زاشال نے پجارن شاتانہ کی جانب دیکھتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا

" ک ۔ کارکا سحر "۔پجارن شاتانہ کے منہ سے نکلا ۔ کارکا سحر سن کر اس کی آنکھوں میں موجود خوف اور گہرا ہو گیا تھا۔

"ہاں ۔میں نے ایک کنکری تمہیں ماری تو تم گھٹنوں تک زمین میں گھس جاؤ گی ۔ دوسری کنکری مارنے پر تم کمر تک زمین میں چلی جاؤ گی اور تیسری کنکری مارنے پر تم گردن تک زمین میں دھنس جاؤ گی ۔اس کے بعد اگر میں نے تمہیں چوتھی کنکری ماری تو تم ہمیشہ کے لئے زمین میں دفن ہو جاؤ گی"۔زاشال نے غراتے ہوئے کہا۔

" م ۔میں جانتی ہوں ۔میں جانتی ہوں زاشال "۔پجارن شاتانہ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

" اگر تم زمین میں نہیں دھنسا چاہتی تو بتاؤ ۔ کیا تم میری کنیز بننے کے لئے تیار ہو"۔زاشال نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کنیز ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو زاشال ۔ میں سردار زکاٹا کی پجارن ہوں ۔میں تمہاری کنیز کیسے بن سکتی ہوں"۔پجارن شاتانہ نے کہا۔

زاشال نے ایک کنکری اٹھائی اور پجارن شاتانہ پر کھینچ ماری ۔ پجارن شاتانہ چونکہ زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی اس لئے وہ اس کنکری سے بچنے کی کوشش بھی نہ کر سکی تھی ۔ کنکری اس کے جسم سے ٹکرائی اور ایک زور دار کڑاکا ہوا اور پجارن شاتانہ یکلخت ٹھوس زمین میں گھٹنوں کے بل دھنس گئی ۔وہ دونوں ساحل سے کچھ فاصلے پر کھڑے تھے ۔ وہاں زمین سنگی تھی جیسے ہی پجارن شاتانہ کے پاؤں سنگی زمین میں دھنسے وہ یکلخت حلق کے بل چیخ اٹھی۔

" بتاؤ ۔میری کنیز بنو گی یا نہیں"۔زاشال نے اس کی چیخوں کی پرواہ کئے بغیر کہا۔

"نہیں ۔ کبھی نہیں ۔ میں تمہاری کنیز نہیں بنوں گی"۔ پجارن شاتانہ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو زاشال نے ایک اور کنکری کھینچ ماری ۔ کڑاکا ہوا اور اس بار پجارن شاتانہ کمر تک زمین میں دھنس گئی تھی۔

"اب بولو"۔ زاشال نے کرختگی سے کہا۔

"تم کچھ بھی کر لو زاشال نگر میں تم جیسے ظالم انسان کی کنیز نہیں بنوں گی ۔ بے شک تم مجھے زمین میں زندہ دفن کر دو"۔ پجارن شاتانہ نے کہا۔ زاشال نے اس پر تیسری کنکری ماری تو پجارن شاتانہ زمین میں گردن تک دھنس چکی تھی ۔ اب زمین سے اس کا سر ہی باہر تھا اور زمین میں دھنسنے کی وجہ سے وہ اس بری طرح سے چیخ رہی تھی جیسے زمین کے اندر اس کے جسم کی ایک ایک ہڈی ٹوٹ رہی ہو۔

"کیا اب بھی انکار کرو گی پجارن"۔ زاشال نے چوتھی اور آخری کنکری ہاتھ میں لیتے ہوئے بھیانک لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ میں اب بھی تمہاری کنیز بننے سے انکار کرتی ہوں زاشال مارو آخری کنکر اور مجھے ہمیشہ کے لئے زمین میں دفنا دو"۔ پجارن شاتانہ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا تو زاشال غصے اور پریشانی سے بل کھا کر رہ گیا۔

"اگر ایسی بات ہے تو میں تمہیں آسان موت نہیں ماروں گا۔ تم میرے ہاتھوں تڑپ تڑپ کر اور سسک سسک کر ہلاک ہو گی"۔

زاشال نے کہا ۔ اس نے چوتھی کنکری پجارن شاتانہ کے سر پر مارنے کی بجائے زور سے زمین پر مار دی ۔ کنکری زمین سے ٹکرائی اور ایک دھماکہ ہوا اور زاشال کے سامنے دھواں سا پھیل گیا ۔ پھر دھواں چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بدل کر جیسے زمین پر گرتا چلا گیا اور پھر اچانک ان ٹکڑیوں نے سیاہ رنگ کے بچھوؤں کا روپ دھار لیا ۔ ان سیاہ بچھوؤں کو نمودار ہوتے دیکھ کر پجارن شاتانہ کی آنکھیں جیسے پھٹ پڑی تھیں ۔ بچھوؤں کی تعداد بیس تھی اور وہ دم اٹھائے سرسراتے ہوئے رینگ رینگ کر پجارن شاتانہ کی جانب بڑھ رہے تھے۔

"یہ کالی دلدل کے زہریلے بچھو ہیں پجارن ۔ یہ جب تمہیں کاٹیں گے تو زمین میں دھنسے ہوئے تمہارے سارے جسم میں آگ بھر دیں گے ۔ تکلیف کی شدت سے تمہارا رواں رواں چیخ اٹھے گا ۔ یہ پہلے تمہارے چہرے اور سر کا گوشت کھائیں گے اور پھر تمہارے منہ اور آنکھوں میں سوراخ کرتے ہوئے تمہارے شریر میں گھس جائیں گے اور اندر ہی اندر تمہیں کاٹ کاٹ کر کھاتے رہیں گے ۔ اس قدر دردناک اور اذیت ناک موت کا مزہ چکھنے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔ زاشال نے سفاک اور بے رحم لہجے میں کہا تو پجارن شاتانہ کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار طاری ہو گئے ۔ اس کی آنکھیں اس قدر پھیل گئی تھیں جیسے حلقے توڑ کر ابھی باہر آ گریں گی ۔ سیاہ بچھو سرسراتے ہوئے مسلسل اس کی طرف بڑھ رہے تھے اور پجارن

شاتانہ کے حلق سے ڈری ڈری آوازیں نکلنا شروع ہو گئی تھیں۔

" رک جاؤ۔ رک جاؤ ۔ زاشال رک جاؤ ۔ اس سیاہ موت کو روک دو ۔ مم ۔ میں ۔ میں تمہاری کنیز بننے کے لئے تیار ہوں"۔ اچانک پجارن شاتانہ نے اپنی پوری قوت مجتمع کرتے ہوئے کہا تو زاشال کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

" کیا کہا ۔ تم زاشال کی کنیز بننے کے لئے تیار ہو"۔ زاشال نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس نے پجارن شاتانہ کی بات سنی ہی نہ ہو۔

"ہاں ۔ہاں ۔ میں زاشال کی کنیز بننے کے لئے تیار ہوں ۔ میں مہا شیطان کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں زاشال کی کنیز ہوں اور"۔ پجارن شاتانہ کہتے کہتے رک گئی جیسے اسے خیال آ گیا ہو کہ اس نے خوف اور گھبراہٹ میں مہا شیطان کی قسم کھا کر کتنی بڑی بھول کر دی ہو جبکہ اسے مہا شیطان کی قسم کھاتے ہوئے زاشال اچھل پڑا اور اس کا چہرہ فرط مسرت سے کھل اٹھا تھا۔

" تم نے نادانستگی میں ہی مگر مہا شیطان کی قسم کھا لی ہے پجارن ۔ اب تم اس قسم سے نہیں ہٹ سکتیں ۔ اب تم میری کنیز بن گئی ہو ۔ زاشال کی کنیز ۔ اب اگر تم نے مجھے دھوکہ دینے یا فریب کرنے کی کوشش کی تو مہا شیطان تمہیں اس قدر خوفناک عذاب میں مبتلا کر دے گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتی"۔ زاشال نے کہا۔

" تت ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو زاشال ۔ اب کچھ بھی ہو مجھے ہر

حال میں تمہاری کنیز بن کر ہی رہنا پڑے گا ۔ میں تمہارے سامنے اپنی شکست قبول کرتی ہوں اور تمہیں آقا مان کر تمہارے سامنے سر جھکاتی ہوں"۔ پجارن شاتانہ نے بجھے بجھے لہجے میں کہا اور اس نے واقعی زاشال کے سامنے سر جھکا دیا۔ اسے سر جھکاتے دیکھ کر زاشال فاتحانہ انداز میں قہقہے لگانے لگا جیسے اس نے پجارن شاتانہ کو شکست دے کر حقیقتاً بہت بڑا معرکہ مار لیا ہو۔

وہ بھورے رنگ کا ایک جسیم بندر تھا جس کا منہ لمبا اور بچھ کی تھوتھنی جیسا تھا۔ اس کی تھوتھنی کے دانت بے حد لمبے اور نوکیلے تھے اور اس کی آنکھیں گول اور اس قدر سرخ تھیں جیسے ان میں خون ہی خون بھرا ہوا ہو۔ وہ تنویر کی جانب دیکھتا ہوا خونخوار انداز میں غرا رہا تھا۔ اس کی انگلیوں کے ناخن بھی لمبے اور نوکیلے تھے۔ دھم دھم کی آوازیں سن کر انہوں نے پلٹ کر دیکھا تو انہیں اپنے دائیں بائیں اور عقب میں ایسے ہی خونخوار بندر دکھائی دیئے جو غار کے سوراخوں سے نکل کر نیچے چھلانگیں لگا رہے تھے۔

"ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا مس جولیا۔ یہ کیلی منجارو ہیں"۔ خاور نے کہا۔

"کیلی منجارو"۔ جولیا نے کہا۔

"جی ہاں۔ یہ بندروں کی گوشت خور نسل ہے جو جانوروں اور

انسانوں کو تیز دھار ناخنوں سے ادھیڑ کر کھا جاتے ہیں"۔ خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ سوراخوں میں سے بیسیوں کیلی منجارو نکل آئے تھے اور مسلسل سوراخوں سے وہ نکلتے چلے آرہے تھے۔ اسی لمحے چٹان پر بیٹھے ہوئے کیلی منجارو نے اچانک غراتے ہوئے تنویر پر چھلانگ لگا دی۔ وہ اڑتا ہوا جیسے ہی تنویر کی جانب آیا تنویر نے اس پر فائرنگ کر دی۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ کئی گولیاں اس کیلی منجارو کے جسم میں اترتی چلی گئیں اور وہ چیختا ہوا پلٹ کر دور جا گرا۔ فائرنگ اور اس کیلی منجارو کی تیز چیخوں کی آوازوں سے غار جھنجھنا اٹھا تھا۔ کیلی منجاروں نے جو اپنے ایک ساتھی کو ہلاک ہوتے دیکھا تو انہوں نے منہ کھول کھول کر زور زور سے چیخنا شروع کر دیا۔ پھر کئی کیلی منجارو دوڑتے ہوئے ان کی طرف بڑھے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے ان پر فائرنگ شروع کر دی اور تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے سوراخوں سے نکلنے والے کیلی منجاروں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ چھلانگیں لگا لگا کر نیچے آرہے تھے اور بھاگتے ہوئے ان پر حملے کرنے کے لئے لپک رہے تھے۔ جولیا اور اس کے ساتھی مسلسل ان پر گولیاں برسا رہے تھے اور وہاں ان کیلی منجاروں کی لاشوں کا ڈھیر لگتا جا رہا تھا۔ غار ان کیلی منجاروں اور فائرنگ کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔ وہ مشین پسٹل کے میگزین بدلتے ہوئے ان پر تڑاتڑ گولیاں برسا رہے تھے مگر لگتا تھا کہ غار میں سینکڑوں کی تعداد میں کیلی منجارو ہوں وہ مسلسل سوراخوں سے نکلتے چلے آرہے تھے۔

اچانک ایک کیلی منجارو نے جولیا پر چھلانگ لگا دی ۔ جولیا مشین پسٹل میں نیا میگزین لوڈ کر رہی تھی ۔ کیلی منجارو اس سے پوری قوت سے ٹکرایا تھا ۔ جولیا کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ الٹ کر گر پڑی ۔ اسی لمحے کیلی منجارو اس پر جھپٹا لیکن اس سے پہلے کہ وہ جولیا کو اپنے تیز ناخنوں یا دانتوں سے کاٹ لیتا اچانک تنویر نے اس کیلی منجارو پر فائرنگ کر دی ۔ کیلی منجارو خون اگلتا ہوا دھب سے جولیا پر ہی گر گیا ۔ جولیا نے تیزی سے اسے پیچھے ہٹایا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور سوراخوں سے نکلنے والے کیلی منجاروں پر فائرنگ کرنے لگی ۔ وہ ان کیلی منجاروں پر فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے اس طرف بڑھ رہے تھے جس طرف سے وہ غار میں داخل ہوئے تھے پھر وہ غار میں آئے اور انہوں نے غار سے باہر جانے والے راستے کی طرف دوڑنا شروع کر دیا ۔ کیلی منجارو بری طرح سے چیختے ہوئے ان کے پیچھے بھاگ رہے تھے ۔ پھر اچانک تنویر نے بیگ سے ایک ہینڈ گرنیڈ نکالا اور اس کی پن کھینچ کر اسے پوری قوت سے کیلی منجاروں کی طرف اچھال دیا ۔

" تیز بھاگو " ۔ جولیا نے تنویر کو کیلی منجاروں پر ہینڈ گرنیڈ پھینکتے دیکھ کر چیختے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا تو انہوں نے تیزی سے غار سے باہر جانے والے راستے کی طرف دوڑ لگا دی ۔ ادھر ہینڈ گرنیڈ کیلی منجاروں کے قریب گر کر خوفناک دھماکے سے پھٹا اور کیلی منجاروں کے پرخچے اڑ گئے ۔ ہینڈ گرنیڈ کے خوفناک دھماکے سے غار بری طرح

سے دہل اٹھا تھا اور پھر غار یوں لرزنے لگا جیسے خوفناک زلزلہ آ رہا ہو تیز گونج کی آواز کے ساتھ غار کی زمین اور دیواریں لرز رہی تھیں اور غار کی دیواروں اور اوپر سے پتھر اور مٹی گرنے لگی تھی ۔

" اوہ ۔ غار گر رہا ہے ۔ تیز بھاگو ورنہ ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہیں دفن ہو جائیں گے " ۔ جولیا نے کہا تو وہ گرنے والے پتھروں سے خود کو بچاتے ہوئے تیزی سے بھاگنے لگے ۔ غار میں کیلی منجاروں کی تیز چیخوں اور ان کے بھاگنے کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں ۔ وہ شاید اب بھی ان کے پیچھے تھے ۔ مسلسل اور نہایت تیز رفتاری سے بھاگتے ہوئے آخر کار وہ غار کے دہانے سے باہر آ گئے ۔ غار سے نکل کر انہوں نے ڈھلوان کی طرف اترنا شروع کر دیا ۔ غار کے ساتھ ساتھ پوری پہاڑی لرز رہی تھی جس کی وجہ سے انہیں ڈھلوان سے اترتے ہوئے انتہائی مشکل ہو رہی تھی ۔ جیسے ہی وہ نیچے پہنچے زوردار گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے پہاڑی ٹوٹ کر ان پر آ گری ہو ۔ ہر طرف گرد و غبار کا طوفان سا اٹھ رہا تھا اور وہ اس گرد کے غبار میں چھپ گئے تھے ۔ تھوڑی دیر بعد جب گرد کا غبار ختم ہوا تو وہ کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ گرد و غبار نے انہیں بھوت بنا دیا تھا ۔ چھوٹی چھوٹی کنکریوں کی وجہ سے انہیں جابجا خراشیں آئی تھیں مگر وہ سب گہرے زخموں سے محفوظ رہے تھے ۔

" خدا کی پناہ ۔ اس بار تو ہم جنگل کے خونخوار جانوروں اور

درندوں میں پھنس کر رہ گئے ہیں"۔ چوہان نے کپڑے جھاڑتے ہوئے کہا۔

" یہ سب اس بدبخت شنکارہ کا کیا دھرا ہے۔ وہ ساکالی سے کہہ کر ہمیں یہاں نہ پھنسواتی تو ہم اس حال میں نہ ہوتے"۔ خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" خدا کا شکر ادا کرو کہ ہم کیلی منجاروں سے بچ کر نکل آئے ہیں ورنہ وہ ہمارے ٹکڑے کر دیتے۔ بندروں کی نسل میں یہ سب سے خطرناک اور خونخوار نسل ہے"۔ صفدر نے کہا۔

" تنویر نے بم مار کر انہیں ہم سے دور کر دیا تھا ورنہ وہ تو اس طرح ہمارے پیچھے بھاگ رہے تھے جیسے ہمیں ہلاک کر کے ہی دم لیں گے"۔ صدیقی نے کہا۔

" بم کی وجہ سے غار میں بھونچال سا آ گیا تھا۔ اگر ہم بروقت بھاگ کر وہاں سے نہ نکلے ہوتے تو ان کیلی منجاروں کے ساتھ ہم سب بھی زندہ دفن ہو گئے ہوتے"۔ تنویر نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر اچانک انہیں تیز زناٹے دار آواز سنائی دی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے اچانک ان کے قریب ایک فولادی باکس سا آ گرا۔ اس باکس کو دیکھ کر وہ چونکے ہی تھے کہ اچانک باکس سے تیز روشنی خارج ہوئی۔ روشنی فلیش کی طرح صرف ایک لمحے کے لئے چمکی تھی مگر اس روشنی کے چمکتے ہی انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں سے جان نکل گئی ہو اور پھر وہ

واقعی بے جان ہو کر گرتے چلے گئے۔ ان کے ذہنوں پر اچانک تاریکی نے غلبہ پا لیا تھا۔ بے ہوش ہونے سے پہلے البتہ انہوں نے تیز اور بھاری بوٹوں کی آوازیں سنی تھیں جیسے بہت سے افراد تیزی سے بھاگتے ہوئے ان کی طرف آ رہے ہوں۔

عمران کے دماغ میں چیونٹیاں سی رینگیں اور پھر جیسے ان چیونٹیوں میں سے کسی ایک چیونٹی نے اسے کاٹ لیا ہو۔ دوسرے لمحے اس نے جھٹ سے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی اسے احساس ہوا جیسے وہ کسی ستون کے ساتھ موٹی موٹی زنجیروں میں بندھا ہوا ہو۔ ایک لمحے کے لئے اس کی آنکھوں کے سامنے دھند سی چھائی رہی۔ اس نے زور سے سر جھٹکا تو اس کی آنکھوں کے سامنے سے دھند کے بادل چھٹ گئے۔ اس نے دیکھا وہ واقعی سیاہ رنگ کی موٹی زنجیروں کے ساتھ ایک درخت کے تنے سے بندھا ہوا تھا۔ سامنے ساحل پر اسے فوجی ٹائپ کی وردیاں پہنے بے شمار مسلح افراد دکھائی دیئے جن کے ساتھ گیروے رنگ کے لباس پہنے پنڈت ٹائپ کے افراد ادھر ادھر گھوم پھر رہے تھے۔ ان سب کے سر گنجے تھے اور وہاں ہر طرف خیمے نصب تھے۔ وہ سب ان خیموں میں آجا رہے تھے۔

ران نے دیکھا کہ اس کے قریب دوسرے درختوں کے ساتھ قطار یں اس کے ساتھی بندھے ہوئے تھے البتہ ان میں بلیک زیرو موجود ہیں تھا۔

"کون ہو سکتے ہیں یہ لوگ"۔ عمران نے خود کلامی کرتے ہوئے ہا۔ اسے یاد آگیا تھا کہ وہ بلیک زیرو کو بچانے کے لئے جنگلی رندوں کا مقابلہ کر کے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ان کے قریب زائیں زائیں کی آوازوں کے ساتھ چند شیل آگرے تھے جن سے نکلنے والے گاڑھے دھویں نے ان سب کو ایک لمحے میں بے ہوش کر دیا تھا۔

اس کے بعد اسے اب ہوش آرہا تھا جبکہ اس کے ساتھیوں کے سر ڈھلکے ہوئے تھے اور وہ بدستور بے ہوش تھے۔ عمران کو ان فوجی ٹائپ کے کمانڈوز کو دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی۔ پھر اچانک جیسے اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔ اسے زاشال اور وائلڈ کمانڈوز کا خیال آگیا تھا جس کے بارے میں اسے شنکارہ نے بتایا تھا۔

"اوہ۔ تو یہ سب زاشال کے ساتھی ہیں۔ مگر انہوں نے ہمیں کیوں پکڑا ہے اور ہمیں اس طرح باندھنے سے ان کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اچانک اس نے جوزف کے جسم میں حرکت دیکھی۔ جوزف کو ہوش آرہا تھا۔ وہ اپنے حواس قائم کرنے کے لئے زور زور سے سر جھٹک رہا تھا۔ پھر اس نے بھی آنکھیں کھول دیں اور پھر وہ بھی خود کو بندھا ہوا اور مسلح افراد کو سامنے دیکھ کر چونک پڑا۔ پھر باری باری جوانا، ٹائیگر اور سلیمان کو بھی ہوش آ

گیا۔ خود کو سیاہ زنجیروں میں جکڑے دیکھ کر ان کی حالت بھی جوزف جیسی ہو گئی تھی۔

"باس۔ یہ لوگ کون ہیں اور انہوں نے ہمیں اس طرح کیوں باندھ رکھا ہے"۔ جوزف نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے حیرانی سے پوچھا۔

"یہ کافرستان کے سمبالا جنگل کے مہا پجاری زاشال کے ساتھی ہیں جن کے بارے میں شنکارہ نے بتایا تھا"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ لیکن باس ان کو ہم سے کیا مطلب ہے۔ یہ ہم سے کیا چاہتے ہیں"۔ جوزف نے کہا۔

"شنکارہ"۔ عمران نے کہا۔

"شنکارہ۔ اوہ۔ لیکن باس شنکارہ تو......"۔ جوزف کچھ کہتے کہتے رک گیا کیونکہ اس نے سامنے سے چند مسلح افراد کو اس طرف آتے دیکھ لیا تھا۔ شاید انہوں نے دور سے انہیں ہوش میں آتے دیکھ لیا تھا اور اسی لئے وہ اس طرف آ رہے تھے۔

"تو تم سب کو ہوش آ گیا ہے"۔ ان میں سے ایک بھاری جسم والے نے آگے بڑھ کر ان سب کو دیکھتے ہوئے کہا جبکہ باقی مسلح افراد ان کی طرف مشین گنیں تان کر پیچھے ہی رک گئے تھے۔

"اگر تمہیں ہمارا ہوش میں آنا برا لگا ہے تو ہم دوبارہ بے ہوش ہو جاتے ہیں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ میں یہاں تمہاری بکواس سننے نہیں آیا"۔ اس آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ ان کمانڈوز کا کمانڈر معلوم ہو رہا تھا۔

"تو کیا اپنی بکواس سنانے آئے ہو۔ شوق سے سناؤ ہم ویسے ہی تم جیسوں کی بکواس سننے کے عادی ہو چکے ہیں۔ کیوں ساتھیو"۔ عمران نے کہا تو اس کے ساتھیوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی جبکہ کمانڈر عمران کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

"تم ضرورت سے زیادہ ہی شوخ دکھائی رہے ہو۔ کیا نام ہے تمہارا"۔ کمانڈر نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"حلقہ بگوشوں میں یار لوگ مجھے پیار سے طوطے میاں کہتے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"طوطے میاں۔ یہ کیسا نام ہے"۔ کمانڈر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جیسا بھی ہے۔ مجھے تو بہت پسند ہے"۔ عمران نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اپنا اصل نام بتاؤ"۔ کمانڈر نے غرا کر کہا۔

"یہی میرا اصلی نام ہے۔ یقین نہیں آتا تو کالے میاں سے پوچھ لو۔ کالے میاں تو کیا ان کے ساتھ بالے میاں بلکہ لالے میاں اور نرالے میاں سے پوچھ لو۔ انہیں بھی میرا نام بے حد پسند ہے"۔ عمران نے جوزف کو کالے میاں، جوانا کو بالے میاں، ٹائیگر کو لالے میاں اور سلیمان کو نرالے میاں بناتے ہوئے کہا تو وہ سب

ہنس پڑے۔

" لگتا ہے موت کو سامنے دیکھ کر تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ تم میں سے عمران اور مکاشو کون ہے"۔ کمانڈر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" عمران کا تو پتہ نہیں البتہ مکاشو یہاں سے ہزاروں میل دور ایک ویران اور پرانے سے کھنڈر میں رہتا ہے جہاں وہ کالے مگر مچھوں کے انڈوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر کہو تو میں بھاگ کر اسے بلا لاؤں۔ لیکن یہاں سے بھاگنے کے لئے تمہیں ان زنجیروں سے مجھے آزاد کرنا پڑے گا"۔ عمران نے کہا۔

" لگتا ہے تمہیں بک بک کرنے کے سوا کچھ نہیں آتا"۔ کمانڈر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" آتا ہے۔ مجھے گرمیوں میں پسینہ بہت آتا ہے اور سردیوں میں نزلے میاں کو"۔ عمران نے کہا۔

" شٹ اپ۔ اب اگر تم نے کوئی بکواس کی تو میں تمہیں شوٹ کر دوں گا"۔ کمانڈر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر عمران کی طرف کر دیا۔

" ارے واہ۔ ایسی ہی شوٹ کر دو گے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو زاشال تمہاری دم ضرور مروڑ دے گا"۔ عمران نے بڑی بوڑھیوں کے سے انداز میں کہا۔

" زاشال۔ اوہ۔ تم مہاراج زاشال کو کیسے جانتے ہو"۔ کمانڈر نے بری طرح سے چونک کر کہا۔

" ارے۔ وہ اور میں بچپن میں ایک دوسرے سے سر گنجا کرنے کی شرط لگا کر کبڈی کبڈی کھیلا کرتے تھے۔ میں ہر بار اس بے چارے کو چت کر دیتا تھا اور اسے ہر بار میرے ہاتھوں گنجا ہونا پڑتا تھا جس کی وجہ سے وہ گنجا شیطان کے نام سے مشہور ہو گیا"۔ عمران نے کہا تو اس کے ساتھیوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی جبکہ اس کی بات سن کر کمانڈر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔

" تم بتاؤ۔ تم میں سے عمران اور مکاشو کون ہے"۔ کمانڈر نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور ہمیں اس طرح کیوں باندھا گیا ہے"۔ جوانا نے جواب دینے کی بجائے سوال کرتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ کمانڈر اس سے کچھ کہتا اچانک اس کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آواز نکلنے لگی۔ اس نے چونک کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ ٹرانسمیٹر جدید تھا۔

" یس۔ کمانڈر سپیکنگ۔ اوور"۔ کمانڈر نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی وہ ٹرانسمیٹر لے کر ان سے کچھ فاصلے پر چلا گیا تا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس کی باتیں نہ سن سکیں۔

" ماسٹر۔ ہمارے ساتھ مسٹر ڈاگل نہیں ہیں۔ کیا وہ ان کے ہاتھ نہیں لگے"۔ کمانڈر کے دور جانے پر جوانا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جب ہم پر دھویں کے شیل پھینکے گئے تھے اس وقت ڈاگل اپنا بیگ لینے ایک بڑے درخت کے پیچھے چلا گیا تھا۔ شاید وہ ان کی نظروں میں نہ آیا ہو"۔ عمران نے کہا۔

"اور شنکارہ۔ کیا وہ بھی انہیں نہیں ملی ہو گی جسے جوزف نے جھاڑیوں میں رکھا تھا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کیا کہہ سکتا ہوں"۔ عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"جوزف"۔ اس نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"۔ جوزف نے کہا۔

"اگر شنکارہ زاشال کے ہاتھ لگ جائے تو کیا وہ اسے ہوش میں لا سکتا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ میں نے فادر جوشوا کے کہنے پر شنکارہ کو چاندی کی سوئیاں لگا کر بے ہوش کیا ہے۔ کسی ساحر میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ فادر جوشوا کے کسی عمل کا توڑ کر سکے۔ جب تک میں خود اپنی مرضی سے شنکارہ کی آنکھوں، کانوں اور منہ سے سوئیاں نہیں نکالوں گا وہ ہوش میں نہیں آ سکتی"۔ جوزف نے کہا تو عمران کے چہرے پر اطمینان سا چھا گیا۔ کمانڈر چند لمحے ٹرانسمیٹر پر بات کرنے کے بعد دوبارہ ان کے سامنے آ گیا۔

"میرے ساتھیوں نے تمہارے اور آٹھ ساتھیوں کو پکڑ لیا ہے۔ وہ انہیں یہاں لا رہے ہیں"۔ کمانڈر نے کہا تو آٹھ ساتھیوں کا سن کر وہ سب چونک پڑے۔

"آٹھ ساتھی۔ کیا ان میں کوئی لڑکی بھی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ان میں سات مرد اور ایک سوئس نژاد لڑکی ہے"۔ کمانڈر نے کہا تو ان سب کے چہروں پر گہرا سکون آ گیا کہ انہیں کسی بہانے اپنے ساتھیوں کے زندہ سلامت ہونے کی خبر تو ملی۔

"کیا تمہارے ساتھی انہیں یہاں لا رہے ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ میرے ساتھیوں نے انہیں ایم ایم سائیگم لائٹ سے بے ہوش کیا تھا۔ ان کے پاس ہمارے ساتھیوں سے ہتھیایا ہوا اسلحہ تھا جس کی وجہ سے ان پر ایم ایم سائیگم لائٹ کا باکس پھینک کر انہیں بے ہوش کیا گیا ہے۔ تم اور وہ سب اب زاشال کے قیدی ہیں۔ تمہاری زندگیوں کا فیصلہ اب مہاراج زاشال ہی کریں گے"۔ کمانڈر نے کہا۔

"لیکن تم تو عمران اور کسی مکاشو کے بارے میں پوچھ رہے تھے پھر ہمیں اور ہمارے ساتھیوں کو یہاں لا کر اس طرح باندھنے کا تمہارا کیا مقصد ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا واقعی تم میں عمران اور مکاشو نہیں ہے"۔ کمانڈر نے چونک کر کہا۔

"نہیں"۔ عمران نے جان بوجھ کر انکار کرتے ہوئے کہا۔

"تب پھر وہ دونوں تمہارے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ہوں گے"۔ کمانڈر نے کہا۔

" لیکن تم ان دونوں کے بارے میں ہی خاص طور پر کیوں پوچھ رہے ہو"۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" مہاراج زاشال کا حکم ہے کہ ان دونوں کو تم سے الگ کر لیا جائے"۔ کمانڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" مگر کیوں ۔یہی تو میں پوچھ رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

" میں نہیں جانتا ۔اب تم اپنی زبان بند رکھو۔ مہاراج زاشال آ رہے ہیں ۔اب وہی تم سے بات کریں گے"۔ کمانڈر نے سخت لہجے میں کہا تو انہوں نے دیکھا کہ سامنے سے واقعی سفید لبادے نما لباس پہنے ایک بوڑھا ان کی طرف چلا آ رہا تھا۔اس کے ساتھ ایک نہایت خوبصورت لڑکی تھی جس نے قدیم مصری شہزادیوں جیسا لباس پہن رکھا تھا ۔بوڑھے کو دیکھ کر گنجے پجاری اور وائلڈ کمانڈرز اس کے سامنے جھکتے جا رہے تھے ۔چند ہی لمحوں میں وہ دونوں ان کے قریب پہنچ گئے ۔بوڑھے کے چہرے پر خباثت کے ساتھ ساتھ بے پناہ سفاکی اور درندگی دکھائی دے رہی تھی۔

" مہاراج کی جے ہو"۔ کمانڈر نے زاشال کے سامنے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

" کون ہے ان میں سے عمران اور مکاشو"۔زاشال نے کمانڈر سے کرخت لہجے میں پوچھا۔

" وہ دونوں ان میں موجود نہیں ہیں مہاراج ۔ میرے ساتھیوں نے ان کے مزید آٹھ آدمی پکڑ لئے ہیں ۔وہ انہیں یہاں لا رہے ہیں۔

شاید ان میں وہ دونوں موجود ہوں"۔ کمانڈر نے کہا۔

" ہونہہ ۔ وہ کب تک یہاں آ جائیں گے"۔زاشال نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں وہ یہاں پہنچ جائیں گے"۔ کمانڈر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" پجارن "۔زاشال نے قریب کھڑی خوبصورت لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" حکم آقا"۔خوبصورت لڑکی نے سر جھکا کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" دیکھو ۔ان میں سے عمران اور مکاشو کون ہیں"۔ زاشال نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" جو حکم آقا"۔ پجارن شاتانہ نے کہا اور قدم اٹھاتی ہوئی عمران کے سامنے آ گئی ۔اس کی تیز اور چمکدار آنکھیں عمران کے چہرے پر جم گئیں ۔اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے پجارن شاتانہ کی آنکھوں کی تیز چمک اس کی آنکھوں کے راستے اس کے ذہن میں اتر رہی ہو ۔اس نے فوراً اپنے ذہن کو کنٹرول کر لیا۔

" رکو عمران ۔ اپنے دماغ کو گرہیں نہ لگاؤ۔ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے"۔ عمران کو اپنے ذہن میں ایک سرسراتی ہوئی آواز سنائی دی ۔ عمران نے غور سے لڑکی کی طرف دیکھا تو اسے لڑکی کے چہرے پر ایسے تاثرات نظر آئے جیسے وہ واقعی اس سے کچھ کہنا چاہتی ہو۔ عمران نے اپنے ذہن کو نارمل کر لیا۔

"کون ہو تم اور مجھ سے کیا کہنا چاہتی ہو"۔ عمران نے اپنے ذہن میں سوچا۔

"میرا نام شاتانہ ہے۔ میں مقدس شالاگ کی پجارن تھی۔ مقدس شالاگ کو چونکہ سامی گان قبیلے کے سردار زکاٹا نے دھوکے سے ہلاک کر دیا تھا اس لئے اب میں اس کی پجارن ہوں"۔ عمران کو اپنے ذہن میں اس کی آواز سنائی دی۔

"اگر تم سردار زکاٹا کی پجارن ہو تو تم اس شیطان زاشال کے ساتھ کیا کر رہی ہو"۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس مکار نے دھوکے سے اپنی کنیز بنا لیا ہے۔ تم اپنے دماغ کو اسی طرح کھلا رکھو۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گی۔ میں اس شیطان سے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو بھی بچا لوں گی۔ تم بس کسی طرح زاشال کو ہلاک کر دو۔ اس کے ہلاک ہوتے ہی میں اس کی غلامی سے آزاد ہو جاؤں گی۔ پھر تم جو کہو گے میں تمہاری ہر بات مانوں گی"۔ پجارن شاتانہ نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"دماغ کھلا رکھنے کے لئے کیوں کہہ رہی ہو"۔ عمران نے کہا۔

"زاشال نے مجھے تم میں سے عمران اور مکاشو کو تلاش کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں باری باری اسی طرح سب کے پاس جا کر انہیں دیکھوں گی مگر میرا ذہنی رابطہ تم سے ہی رہے گا۔ اس طرح زاشال کو شک نہیں ہو گا کہ میں کیا کر رہی ہوں"۔ پجارن شاتانہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کیا تم ہمیں ان زنجیروں سے نجات دلا سکتی ہو"۔

عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ میرے لئے کچھ مشکل نہیں ہے"۔ پجارن شاتانہ نے کہا۔

"زاشال خود کو بہت بڑا ساحر سمجھتا ہے۔ وائلڈ کمانڈوز کے ساتھ یہ یہاں بے شمار پجاری بھی لایا ہے۔ ان سب کو ہلاک کرنے کے لئے مجھے کیا کرنا پڑے گا۔ میرا مطلب ہے کہ زاشال کو ہلاک کرنے کے لئے مجھے کوئی خاص طریقہ اختیار کرنا پڑے گا"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ زاشال اور اس کے تمام ساتھی انسان ہیں۔ یہ ساحر ضرور ہیں مگر انہیں عام انسانوں کی طرح ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر تم زاشال کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں توڑ دو گے تو اس کی تمام ماورائی طاقتیں ختم ہو جائیں گی اور یہ ایک عام انسان بن جائے گا"۔ پجارن شاتانہ نے کہا۔

"یہ مجھے اور مکاشو کو ان سے الگ کیوں کرنا چاہتا ہے"۔ عمران نے کہا تو پجارن شاتانہ اس سے ہٹ کر جوزف کی طرف بڑھ گئی اور غور سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ جوزف اس کی جانب غضبناک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"اسے معلوم ہو گیا ہے کہ شاباک پہاڑی کے نیچے سے تم اور مکاشو ہی کاشارا کو ڈھونڈ کر لا سکتے ہو۔ اسے چونکہ صرف تم دونوں کی ضرورت ہے اس لئے یہ تم دونوں کو الگ کر کے تمہارے ساتھیوں کو ہلاک کرنا چاہتا ہے"۔ پجارن شاتانہ کی آواز عمران کو

اپنے ذہن میں سنائی دی۔
"کیا یہ میرے ساتھیوں کو جادوئی طاقتوں سے ہلاک کرے گا"۔ عمران نے پوچھا۔
"نہیں ۔شنکارہ کے حصول تک یہ اپنی کم سے کم ماورائی طاقتوں کا استعمال کرنا چاہتا ہے تا کہ یہ اپنی زیادہ سے زیادہ طاقتیں شنکارہ کو حاصل کرنے کے لئے استعمال کر سکے"۔پجارن شاتانہ نے کہا۔
"کیا تم جانتی ہو کہ شنکارہ کہاں ہے"۔عمران نے پوچھا۔
"شنکارہ ابھی اس کے ہاتھ نہیں لگی ۔وہ بے ہوشی کی حالت میں ابھی وہیں موجود ہے جہاں مکاشو نے اسے رکھا تھا"۔پجارن شاتانہ نے کہا۔
"میں نے سنا ہے کہ تم بھی سردار زکاٹا کے ساتھ مل کر شنکارہ کو اپنے قبضے میں کرنا چاہتی ہو تا کہ تم اور سردار زکاٹا مل کر اس دنیا پر شیطانی راج قائم کر سکیں"۔عمران نے کہا۔
"پہلے میرا ایسا ارادہ تھا مگر اب میرے لئے ایسا ممکن نہیں ہے"۔ پجارن شاتانہ نے جوزف سے ہٹ کر جوانا کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
"کیوں ۔اب ممکن کیوں نہیں ہے"۔عمران نے چونک کر کہا۔
"میں نے سردار زکاٹا کو مہا شیطان کی قسم کھا کر کہا تھا کہ میں اس کی کنیز رہوں گی اور شنکارہ کے حصول تک اس کا ساتھ دوں گی میں ایسا کرنا بھی چاہتی تھی اور میں یہاں زاشال کا مقابلہ کرنے اور اسے ہلاک کرنے کی غرض سے آئی تھی مگر زاشال میری سوچ سے

زیادہ طاقتور نکلا ۔اس نے لمحوں میں مجھے زیر کر لیا ۔اس کے خوف کے باعث غلطی سے اور جلدی میں، میں نے اس کے لئے بھی مہا شیطان کی قسم کھا لی کہ میں اس کی کنیز رہوں گی ۔ہم مہا شیطان کی قسم کھا کر ایک وقت میں کسی ایک کی کنیزیں رہ سکتی ہیں ۔ہاں اگر سردار زکاٹا ہلاک ہو گیا ہوتا تو الگ بات تھی لیکن ابھی وہ زندہ ہے ۔میں غلطی سے دو انسانوں کو کنیز بننے کی قسم کھا چکی ہوں اس لئے کالی دنیا کے اصولوں کے مطابق مجھے واپس کالی دنیا میں ہی جانا ہو گا کیونکہ مہا شیطان کے اصولوں کے مطابق نہ میں سردار زکاٹا سے وفاداری کر سکوں گی اور نہ زاشال سے۔
ان دونوں میں سے میں نے جس کا حکم نہ مانا وہ مجھے ایک لمحے میں فنا کر دے گا اس لئے مہا شیطان مجھے فنا ہونے سے بچانے کے لئے کالی دنیا میں بھیج دے گا ۔کالی دنیا میں جانے سے بہتر ہے کہ میں فنا ہو جاؤں کیونکہ کالی دنیا ایک عذاب ناک دنیا ہے جہاں ہم پر شدید قہر و غضب ڈھایا جاتا ہے ۔میں کالی دنیا میں جانے سے صرف اس صورت میں بچ سکتی ہوں اگر میں زاشال یا سردار زکاٹا میں سے کسی ایک کو ہلاک کرا دوں اور اسے ہلاک کرنے والا روشنی کی دنیا کا کوئی نمائندہ ہو ۔یہ کام تم آسانی سے کر سکتے ہو ۔اگر تم کہو گے تو میں زاشال کے ساتھ ساتھ سردار زکاٹا اور شنکارہ کو بھی فنا کرنے میں تمہاری مدد کروں گی"۔پجارن شاتانہ نے باری باری سب کے پاس جا کر انہیں غور سے دیکھتے ہوئے مگر عمران کے ذہن سے

مسلسل رابطہ رکھتے ہوئے کہا۔ پھر وہ پلٹ کر زاشال کی طرف بڑھ گئی۔

"نہیں آقا۔ ان میں مکاشو اور عمران کوئی نہیں"۔ شاتانہ نے زاشال سے مخاطب ہو کر کہا تو اس کی بات سن کر جوزف بری طرح سے چونک پڑا۔ اس نے حیرت بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھا تو عمران نے اسے مخصوص اشارے سے خاموش رہنے کو کہا۔

"تو پھر وہ ان کے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ہوں گے۔ ٹھیک ہے انہیں آلینے دو پھر ہم دوبارہ واپس آکر انہیں دیکھیں گے"۔ زاشال نے کہا۔

"شاتانہ۔ کیا تم میری بات سن رہی ہو"۔ عمران نے ذہن میں پجارن شاتانہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میں تمہارے ساتھ ہی ہوں۔ تم گھبراؤ نہیں۔ تمہارے ساتھی یہاں آجائیں گے پھر میں تم سب کو آزاد کرادوں گی اور پھر تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان سب پر موت بن کر ٹوٹ پڑنا"۔ پجارن شاتانہ کی آواز سنائی دی۔

"ہونہہ۔ لیکن میں تمہاری باتوں پر کس طرح سے یقین کر لوں کہ تم سچ کہہ رہی ہو اور واقعی تم ہماری مدد کرنا چاہتی ہو"۔ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

"وقت آنے پر تمہیں خود ہی یقین آجائے گا"۔ پجارن شاتانہ نے کہا۔

"نہیں شاتانہ۔ تم شیطانی ذریت ہو اور میں کسی شیطانی ذریت پر کبھی یقین نہیں کر سکتا۔ تمہیں ہماری مدد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں جو کرنا ہو گا ہم خود کر لیں گے"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"تمہاری مرضی۔ بہرحال اگر زاشال نے اگلی بار مجھے تمہیں اور مکاشو کو پہچاننے کے لئے کہا تو میں اسے فوراً بتا دوں گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ زاشال تم دونوں کو چھوڑ کر مجھے تمہارے باقی ساتھیوں کو ہلاک کرنے کا حکم دے دے۔ ایسی صورت میں، میں اس کا حکم ماننے پر مجبور ہو جاؤں گی اور میں تمہارے ساتھیوں کو ایک لمحے میں جلا کر بھسم کرنے کی طاقت رکھتی ہوں"۔ پجارن شاتانہ کی آواز سنائی دی۔

"یہ تم مجھے دھمکی دے رہی ہو"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ صرف سمجھا رہی ہوں"۔ پجارن شاتانہ نے ہنستے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ کچھ بھی ہو میں اور میرے ساتھی تمہاری مدد نہیں کریں گے۔ اب تم میرے دماغ سے نکل جاؤ اور دوبارہ میرے دماغ میں جھانکنے کی غلطی مت کرنا ورنہ بہت پچھتاؤ گی"۔ عمران نے کہا۔

"پجارن شاتانہ نے پچھتانا نہیں سیکھا"۔ پجارن شاتانہ کی آواز آئی تو عمران نے آنکھیں بند کر کے فوراً اپنے ذہن کو بلینک کر لیا۔ چند لمحے وہ اسی طرح آنکھیں بند کئے کھڑا رہا پھر اس نے یکدم آنکھیں

کھول دیں۔

" باس ۔پجارن شاتانہ نے مجھے اور آپ کو پہچاننے سے انکار کیوں کر دیا ہے ۔ افریقہ کے جنگلوں کی یہ زبردست ساحرہ ہے ۔ اس کی نظریں دھوکہ کیسے کھا سکتی ہیں"۔جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے کرانسی زبان میں اسے ساری تفصیل بتا دی۔

" اوہ ۔ اچھا کیا باس جو تم نے اس کی مدد کو ٹھکرا دیا ہے ۔اگر آپ اس کی بات مان لیتے تو ہم اسی کی گرفت میں آجاتے اور پھر یہاں سے ہمارا بچ نکلنا ناممکن ہوتا"۔جوزف نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" اس بات کو چھوڑو ۔ یہ بتاؤ ہمارے جسموں پر جو زنجیریں ہیں کیا یہ ماورائی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

" نہیں باس ۔ یہ ماورائی زنجیریں نہیں ہیں ۔آپ بے فکر رہیں ۔ میں ان زنجیروں کو آسانی سے توڑ سکتا ہوں ۔ بس مجھے ایک زوردار جھٹکے کی ضرورت ہے ۔ ان زنجیروں کی کڑیاں ادھ کھلی ہیں جو زور لگانے سے آسانی سے کھل جائیں گی ۔ یہ کام میں ہی نہیں جوانا اور ٹائیگر بھی کر سکتا ہے"۔ جوزف نے کہا تو انہوں نے دیکھا واقعی زنجیروں کی کڑیاں آدھی کھلی ہوئی تھیں ۔شاید جلدی میں انہوں نے انہیں عام سی زنجیروں میں جکڑ دیا تھا ۔ اگر وہ زور لگاتے تو ان زنجیروں کی کڑیاں کھول کر وہ آسانی سے آزاد ہو سکتے تھے ۔

" گڈ ۔ ہمارے باقی ساتھی آجائیں پھر ہم ان زنجیروں سے آزادی حاصل کریں گے اور ان پر موت بن کر جھپٹ پڑیں گے"۔ عمران

نے کہا۔

" لیکن ماسٹر ۔ وہ پجارن ۔ اس کا کیا ہو گا ۔ آپ بتا رہے ہیں کہ وہ جس قدر ساحرانہ طاقتوں کی مالکہ ہے وہ ہمیں لمحوں میں جلا کر بھسم کر سکتی ہے"۔ جوانا نے کہا۔

" اس کی فکر مت کرو ۔ اسے میں دیکھ لوں گا"۔ جوزف نے کہا۔

" صرف دیکھو گے یا اس کا کچھ کرو گے بھی"۔ سلیمان نے کہا ۔

اس دوران زاشال پجارن شاتانہ کو لے کر کسی خیمے میں چلا گیا تھا جبکہ کمانڈر اور اس کے مشین گن بردار ساتھی وہیں موجود تھے ۔

" یہ تم آپس میں کیا باتیں کر رہے ہو"۔ کمانڈر نے انہیں بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا ۔شاید وہ کرانسی زبان نہیں جانتا تھا۔

" تمہاری تعریفیں کر رہے ہیں"۔ سلیمان نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میری تعریفیں ۔ کیا مطلب"۔ کمانڈر نے چونک کر کہا۔

" لو کر لو بات ۔ اتنے بڑے کمانڈر ہو اور تمہیں تعریفوں کا مطلب بھی نہیں معلوم"۔ سلیمان نے منہ بنا کر کہا تو ان سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

" شٹ اپ"۔ کمانڈر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اس کے سپیلنگ کیا ہیں"۔ سلیمان نے برجستہ کہا تو ٹائیگر اور جوانا بے اختیار ہنس پڑے جبکہ جوزف اور عمران مسکرا دیئے ۔

" موت کو سامنے دیکھ کر تم سب کا دماغ خراب ہو گیا ہے ۔ اگر

مہاراج کا مجھے خیال نہ ہوتا تو میں سچ مچ تمہیں شوٹ کر دیتا۔ کمانڈر نے غراتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو ان پر نظر رکھنے کو کہا اور تیز تیز چلتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وائلڈ کمانڈوز جولیا اور اس کے ساتھیوں کو لے کر وہاں پہنچ گئے۔ وہ سب بے ہوش تھے۔ عمران کو چونکہ کمانڈر نے بتا دیا تھا کہ اس کے ساتھیوں نے انہیں ایم ایم سائیگم لائٹ سے بے ہوش کیا تھا اس لئے انہیں اس وقت تک ہوش نہیں آ سکتا تھا جب تک ان کے چہروں پر پانی کے چھینٹے نہ مارے جاتے۔

کمانڈر نے واپس آ کر اپنے ساتھیوں کو ان سب کو بھی درختوں کے ساتھ باندھنے کا حکم دے دیا تھا۔ وائلڈ کمانڈوز جولیا اور اس کے ساتھیوں کو رسیوں کے ساتھ درختوں سے باندھنے میں مصروف ہو گئے۔ کمانڈر نے ایک مسلح شخص کو پیغام دے کر زاشال کے پاس بھیج دیا تا کہ وہ باقی افراد کے آنے کے بارے میں اسے بتا دے۔ تھوڑی ہی دیر میں زاشال ایک بار پھر پجارن شاتانہ کے ہمراہ وہاں پہنچ گیا۔

" دیکھو۔ کون ہے ان میں سے عمران اور مکاشو۔ ان دونوں کو الگ کرو اور باقی سب کو ہلاک کر دو"۔ زاشال نے پجارن شاتانہ سے مخاطب ہو کر کہا تو پجارن شاتانہ کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔ اس نے عمران کی طرف دیکھا۔ عمران کو پھر اپنے ذہن میں سرسراہٹ کا احساس ہوا جیسے پجارن شاتانہ اس سے رابطہ کرنا چاہ

رہی ہو مگر عمران نے اپنے ذہن کو بلینک کر لیا تھا۔ پجارن شاتانہ چند لمحے عمران کو دیکھتی رہی پھر اس کے چہرے پر غصے اور بے بسی کے ملے جلے تاثرات نمودار ہو گئے۔

" یہ عمران ہے اور یہ اس کے ساتھ مکاشو ہے"۔ پجارن شاتانہ نے عمران اور جوزف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو زاشال کے ساتھ ساتھ اس کی بات سن کر کمانڈر بھی اچھل پڑا۔

" کیا مطلب۔ تم نے تو کہا تھا کہ ان میں عمران اور مکاشو نہیں ہیں۔ مگر اب"۔ زاشال نے پجارن شاتانہ کو غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" یہ روشنی کی دنیا کے نمائندے ہیں آقا۔ انہوں نے پہلے اپنے دماغوں کو بند کر رکھا تھا۔ اب اپنے ساتھیوں کو دیکھ کر ان کے دماغ کھل گئے ہیں جس کی وجہ سے میں ان کے دماغوں میں جھانکنے میں کامیاب ہو گئی ہوں"۔ پجارن شاتانہ نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ۔ کمانڈر۔ ان دونوں کو چھوڑ کر باقی سب کو گولیاں مار دو"۔ زاشال نے غصیلے لہجے میں کہا اور پلٹ کر واپس جانے لگا۔

" یس سر"۔ کمانڈر نے کہا۔ زاشال کا حکم سن کر اس کے چہرے پر یکلخت سرد مہری عود کر آئی تھی جیسے زاشال نے اسے اس کی منشاء کا کام بتا دیا ہو۔

" رک جاؤ زاشال۔ میری بات سنو"۔ زاشال کو واپس جاتے

دیکھ کر عمران نے تیز آواز میں کہا تو زاشال رک گیا اور مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

" کیا بات ہے۔ کیا کہنا چاہتے ہو"۔ زاشال نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

" کیا تم یہ نہیں جاننا چاہتے کہ شنکارہ کہاں ہے"۔ عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر زاشال اچھل پڑا۔

" اوہ۔ ہاں۔ ہاں۔ شنکارہ کو تم اور مکاشو نے جہاز میں بے ہوش کر دیا تھا۔ وہ تمہارے ساتھ تھی۔ کہاں ہے وہ"۔ زاشال نے اس انداز میں کہا جیسے وہ واقعی شنکارہ کے بارے میں بھول گیا تھا۔

" وہ ہمارے ساتھ ہی تھی مگر......"۔ عمران کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

" مگر۔ مگر کیا"۔ زاشال نے چونک کر کہا۔

" میرے قریب آؤ۔ میں تمہیں ایک راز کی بات بتانا چاہتا ہوں"۔ عمران نے اس انداز میں کہا کہ زاشال بے اختیار اس کی طرف آ گیا۔ جیسے ہی زاشال عمران کے قریب پہنچا عمران نے اپنے جسم کو ڈھیلا کیا اور پھر یکلخت جسم کو اکڑا کر ایک خاص انداز میں جھٹکا دیا تو زنجیروں کی کھلی ہوئی کڑیوں میں سے کئی کڑیاں نکل گئیں۔ دوسرے جھٹکے میں عمران نے زنجیروں سے نجات حاصل کر لی اور پھر وہ اچھل کر زاشال کے قریب آ گیا۔ اس سے پہلے کہ زاشال اور اس کے ساتھی کچھ سمجھتے عمران بھوکے عقاب کی طرح زاشال پر

جھپٹ پڑا۔ دوسرے لمحے زاشال عمران کی گرفت میں تھا۔ عمران نے تیزی سے اس کا ایک ہاتھ پکڑ کر اسے موڑ کر اپنے سینے سے لگاتے ہوئے دوسرا ہاتھ اس کی گردن میں ڈال دیا تھا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ کسی کو سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہ ملا تھا۔ عمران کی گرفت میں آتے ہی زاشال کے حلق سے بھنچی بھنچی چیخ نکل گئی۔ عمران اسے تیزی سے کھینچتا ہوا اس درخت تک لے آیا تھا جس سے وہ پہلے بندھا ہوا تھا۔

" خبردار اگر کسی نے کوئی حرکت کی تو میں تمہارے اس مہاراج کی گردن توڑ دوں گا"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا تو کمانڈر اور اس کے ساتھی تلملا کر رہ گئے۔ اس سے پہلے کہ مزید کچھ ہوتا اچانک درختوں کی جانب سے زائیں زائیں کی آوازوں کے ساتھ بے شمار تیر اڑتے ہوئے آئے اور فضا انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔

ایک زور دار کڑاکا ہوا اور آسمان سے بجلی کی لہر سی لپکی اور سیدھی اس تالاب میں آگری جس میں سردار زکاٹا موجود تھا۔ ایک لمحے کے لئے جھیل میں بے شمار لہریں سی چمکیں اور سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئیں سردار زکاٹا کے جسم میں سرایت کرتی چلی گئیں۔ سردار زکاٹا کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ ایک لمحے کے لئے اس کا سارا جسم سرخ ہو گیا تھا۔ پھر اچانک اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔ اس کے جسم میں بجلی کی لہروں کی وجہ سے ابھی تک سنسناہٹ تھی۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے وہ کسی غیر مرئی ہستی کو دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"کک۔ کون۔ کون آیا ہے یہاں"۔ اس نے گھبرائی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں چالمو ہوں سردار زکاٹا"۔ ایک گرجتی ہوئی آواز سنائی دی تو ار زکاٹا بری طرح سے اچھل پڑا۔

"چالمو۔ مہا شیطان کا مہا پجاری"۔ سردار زکاٹا نے لرزتے ہوئے میں کہا۔

"ہاں۔ مہا شیطان کا مہا پجاری"۔ اس آواز نے کہا تو سردار زکاٹا اب میں ہی اس کے لئے رکوع کے بل جھکتا چلا گیا۔

"میں مہا شیطان کے مہا پجاری چالمو کو خوش آمدید کہتا ہوں"۔ دار زکاٹا نے چالمو سے کہا۔

"سردار زکاٹا۔ میں تمہارے لئے مہا شیطان کا پیغام لایا ہوں"۔ لمو کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ یہ میری خوش نصیبی ہے مہا پجاری کہ مہا شیطان نے یرے لئے کوئی پیغام بھیجا ہے"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"سنو۔ غور سے سنو۔ تم اور پجارن شاتانہ نے مہا شیطان کے مہا یوگیوں کو چالاکی اور دھوکے سے ہلاک کیا تھا اس لئے مہا شیطان تم ے اور پجارن شاتانہ سے بہت ناراض ہے۔ تم نے اپنے مہا یوگیوں کو ہلاک کر کے مہا شیطان کی نظروں میں بہت بڑا پاپ کیا ہے جس کے لئے مہا شیطان نے تم پر اور پجارن شاتانہ پر خوفناک قہر توڑنے کا فیصلہ کیا تھا۔ تم شنکارہ کو اپنے قبضے میں کر کے مہا شیطان کی جن مہان طاقتوں کو حاصل کرنا چاہتے تھے اس سے تم ہمیشہ کے لئے محروم کر دیئے گئے ہو۔ مہا شیطان نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ تمہیں اور

پجارن شاتانہ کو شنکارہ کے ہاتھوں ہی عبرتناک موت کی سزا دے گا"۔ چالمو کی گرجتی ہوئی آواز سنائی دی تو سردار زکاٹا کا خوف سے رنگ زرد پڑ گیا۔ چالمو کی باتیں سن کر وہ یوں لرز رہا تھا جیسے پانی میں موجود بجلی کی لہریں مسلسل اس کے جسم میں سرایت کر رہی ہوں۔

" رحم ۔ رحم مہا پجاری ۔ مجھ سے بھول ہو گئی ہے ۔ بہت بڑی بھول ۔ مم ۔ میں "۔ سردار زکاٹا نے کانپتے ہوئے کہا۔

" تمہاری بھول بہت بڑی تھی سردار زکاٹا اس لئے مہا شیطان تمہیں کبھی معاف نہ کرتا مگر تم خوش قسمت ہو ۔ مہا شیطان نے تمہیں ایک شرط پر معاف کرنے کا فیصلہ کیا ہے "۔ چالمو نے کہا تو سردار زکاٹا کی آنکھوں میں قدرے چمک ابھر آئی۔

" شش ۔ شرط ۔ کیسی شرط "۔ سردار زکاٹا نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کیا تم واقعی شنکارہ کو حاصل کرنا چاہتے ہو "۔ چالمو نے پوچھا۔

" ہاں ۔ مہا پجاری ہاں ۔ میں شنکارہ کی طاقتیں حاصل کر کے مہا دیوتا بننا چاہتا ہوں ۔ اس قدر مہان کہ ان جنگلوں کے باسیوں کے ساتھ ساتھ میں ساری دنیا کے انسانوں کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر سکوں "۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں مہا شیطان کا مہا پجاری تمہیں شنکارہ کو حاصل کرنے کی اجازت دیتا ہوں ۔ اگر تم شنکارہ کو اپنے قبضے میں

کر لو گے تو اس کی تمام طاقتیں تمہاری ہوں گی ۔ شنکارہ ہمیشہ تمہاری کنیز بن کر رہے گی ۔ تم اسے جو حکم دو گے وہ اسے ہر حال میں پورا کرے گی ۔ اس کے ساتھ ساتھ مہا شیطان تمہیں اس قدر مہان شکتیاں دے گا جس سے تم مجھ جیسے مہا پجاری کا درجہ حاصل کر لو گے "۔ چالمو نے کہا تو سردار زکاٹا کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔

" کک ۔ کیا یہ ممکن ہے ۔ یہ ممکن ہے مہا پجاری "۔ سردار زکاٹا نے خوشی سے پھولتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ یہ ممکن ہے ۔ اب تمہیں شنکارہ کو حاصل کرنے کے لئے کٹھن مرحلوں سے بھی نہیں گزرنا پڑے گا ۔ میں تمہیں ایک آسان طریقہ بتاتا ہوں جس پر عمل کر کے تم آسانی سے شنکارہ کو اپنا بنا سکتے ہو "۔ چالمو نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ اگر ایسا ہو جائے تو میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا "۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

" روشنی کے کچھ نمائندے شنکارہ کو بے بس کر کے ماری کٹ جزیرے کے جنگل میں لے آئے ہیں سردار زکاٹا ۔ شنکارہ کو حاصل کرنے کے لئے ماورائی طاقتوں کا مالک زاشال بھی وہاں موجود ہے جس کو ہلاک کرنے کے لئے پجارن شاتانہ وہاں پہنچ گئی تھی مگر زاشال نے اپنی ماورائی طاقتوں سے اپنے قبضے میں کر لیا ۔ پجارن شاتانہ نے سامی گان قبیلے کے منشوں کو بھی اس جزیرے پر بھیج دیا تھا تاکہ وہ زاشال کے ساتھیوں کو ہلاک کر دے مگر کشتیوں میں سفر

کرنے کی وجہ سے انہیں ماری کٹ جزیرے پر پہنچنے میں دیر ہو گئی تھی جس کی وجہ سے زاشال کے ساتھیوں نے روشنی کی دنیا کے نمائندوں کو پکڑ لیا تھا۔ زاشال ان میں عمران اور اس کے ساتھی جوزف جسے تم مکاشو کے نام سے جانتے ہو کو زندہ رکھ کر باقی سب کو ہلاک کر دینا چاہتا ہے۔

ایسا کر کے وہ بہت بڑی غلطی کرنے والا ہے۔ تم ماری کٹ جزیرے پر جا کر اسے فوراً روکو اور اس کے قبضے سے ان سب کو نکال کر یہاں لے آؤ۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی ہلاک ہو گیا تو شنکارہ کبھی کاشارا کے جسم میں داخل ہو کر نئی زندگی حاصل نہیں کر سکے گی۔ شنکارہ کو نئی زندگی دینے کے لئے ان روشنی کے نمائندوں کی بھینٹ تمہیں شنکارہ کے لئے دینی ہو گی جن کی تعداد چودہ ہے۔ کاشارا کے جسم کو شاباک پہاڑ کے غار سے عمران اور مکاشو ہی نکال کر لائیں گے۔ اس کے لئے تم انہیں شاباک پہاڑ کے ان غاروں کی طرف بھیج دینا جو ٹوٹے پھوٹے ہیں۔ ان راستوں سے ہوتے ہوئے وہ خود ہی پہاڑ کے نیچے پہنچ جائیں گے۔ جب تک وہ کاشارا کے جسم کو وہاں سے نکال کر نہیں لے آتے ان کے باقی ساتھیوں کو اپنے قبضے میں ہی رکھنا ہو گا۔

وہ دونوں کاشارا کے جسم کو لے کر واپس آئیں تو تم انہیں پکڑ لینا۔ تمہیں ایک بہت بڑا گڑھا کھود کر اس میں صندل کی لکڑیاں ڈالنی ہیں۔ ان لکڑیوں کے ڈھیر پر تم کاشارا اور شنکارہ کو ایک ساتھ

لٹا دینا اور لکڑیوں کو آگ لگا دینا۔ گڑھے کے اطراف میں تم اسی طرح کے تختے لگوانا جیسے تم نے اس جھیل کے گرد لگوائے تھے۔ ان تختوں کے ساتھ تم مکاشو کے آقا اور اس کے ساتھیوں کو باندھنا اور مکاشو کو گڑھے کے عین اوپر الٹا لٹکا لینا۔ آگ میں جب شنکارہ کا عارضی جسم جل کر راکھ ہو جائے گا اور کاشارا کا جسم تپ کر سرخ ہو جائے گا تو تم سب سے پہلے الٹا لٹکے مکاشو پر اپنے ساتھیوں کو تیر چلانے کا حکم دینا۔ مکاشو کا خون کاشارا کے جسم پر گرے گا تو اس کا سرخ جسم سیاہ ہو جائے گا اور تمہیں شنکارہ کی بدروح کاشارا کے جسم میں سماتی دکھائی دے تو تم مکاشو کے آقا اور اس کے ساتھیوں کی گردنیں ایک ساتھ کاٹنے کا حکم دینا۔ ان کی کٹی ہوئی گردنیں آگ میں جل کر راکھ ہو جائیں گی اور جب ان سب کا خون گڑھے میں گرے گا تو آگ بجھ جائے گی اور شنکارہ کاشارا کے جسم میں داخل ہو کر اٹھ کھڑی ہو گی۔

جب شنکارہ زندہ ہو کر باہر آئے گی تو وہ آنکھیں بند کر کے جاگابوٹا کا ایک منتر پڑھنے کے لئے آنکھیں بند کرے گی۔ تم اس کے آنکھیں بند کرتے ہی اس کے عقب میں آ کر اس کے بال پکڑ لینا۔ شنکارہ تمہاری گرفت میں آجائے گی۔ وہ تمہیں ڈرائے دھمکائے گی، لاکھ منتیں کرے گی مگر تم اس کے بال مت چھوڑنا۔ تم اس سے سات بار مہا شیطان کی قسم کھا کر وعدہ لینا کہ وہ تمہاری کنیز بن کر رہے گی۔ جب وہ سات بار مہا شیطان کی قسم کھا کر وعدہ کر لے گی

تو اسے ہمیشہ کے لئے تمہاری کنیز بن کر رہنا ہو گا اور ہاں ۔ کاشار کے سر میں لکڑی کا ایک بڑا سا کیل گڑا ہوا ہے ۔ جب مکاشو اور اس کا آقا اسے پہاڑ کے نیچے سے نکال کر لائیں تو تم اس کیل کو اس کے سر سے نکال لینا ورنہ شنکارہ اس کے جسم میں نہیں سما سکے گی" ۔ چالمو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ یہ تو واقعی بہت آسان طریقہ ہے جبکہ شالاگ نے مجھے شنکارہ کو قابو کرنے کا جو طریقہ بتایا تھا وہ بے حد مشکل اور سخت تھا" ۔ سردار زکاٹا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"شالاگ کے بتائے ہوئے طریقے پر تم اس صورت میں عمل کر سکتے تھے اگر شنکارہ ہوش میں ہوتی ۔ اب جبکہ شنکارہ کو بے بس کر کے اندھی، گونگی اور بہری بنا دیا گیا ہے اس لئے تمہیں اب میرے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرنا ہو گا" ۔ چالمو کی آواز سنائی دی۔

"شنکارہ کو اندھی، گونگی اور بہری بنا دیا گیا ہے ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو مہا پجاری" ۔ سردار زکاٹا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو چالمو نے اسے بتا دیا کہ جوزف نے شنکارہ کو کیسے بے ہوش کیا تھا۔

"اوہ ۔ کیا شنکارہ کو اب کسی طرح ہوش میں نہیں لایا جا سکتا۔ سردار زکاٹا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔ اگر شنکارہ کو ہوش میں لایا گیا تو تمہیں اس پر قابو پانا مشکل ہو جائے گا اور وہ خود کو تمہاری غلامی سے بچانے کے لئے ان جنگلوں میں طوفان برپا کر دے گی جسے روکنا تمہارے بس سے بھی

باہر ہو گا" ۔ مہا پجاری چالمو نے کہا۔

"اوہ ۔ پھر اس کا بے ہوش رہنا ہی بہتر ہے" ۔ سردار زکاٹا نے جلدی سے کہا۔

"اب دیر مت کرو اور فوراً ماری کٹ جزیرے پر پہنچ جاؤ ۔ میں تمہیں اس جگہ کی نشاندہی کرا دیتا ہوں جہاں شنکارہ بے ہوش پڑی ہے ۔ سب سے پہلے جا کر اسے اپنے قبضے میں لو اور پھر روشنی کی دنیا کے نمائندوں پر کاشورا سحر کر کے انہیں بے ہوش کر کے یہاں لے آنا ۔ یاد رکھنا ان پر کاشورا سحران سب سے چھپ کر کرنا ۔ اگر انہوں نے تمہیں دیکھ لیا تو تمہارا سحران پر بے اثر رہے گا اور وہ تمہیں ہلاک کرنے کی کوشش بھی کر سکتے ہیں" ۔ چالمو نے کہا۔

"میں تمہارے ہر حکم کی تعمیل کروں گا مہا پجاری ۔ مگر تم بتا رہے ہو کہ وہاں زاشال اور اس کے پجاری بھی موجود ہیں ۔ اگر وہ میرے مقابلے پر آ گئے تو پھر" ۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"وہ تمہارے مقابلے پر نہیں آئیں گے ۔ پجارن شاتانہ اور تمہارے قبیلے کے وحشی ان پر حملہ کر دیں گے اور روشنی کی دنیا کے نمائندوں کے ہاتھوں شاید ہی زاشال بچ سکے ۔ بہرحال تم کاشورا سحر کرنے سے پہلے وہاں موتارو منتر پڑھ کر پھونک دینا ۔ اس منتر سے جزیرے میں سوئے ہوئے خونخوار گدھ جاگ اٹھیں گے ۔ ان گدھوں کے غول کے غول ان پر حملہ کریں گے تو وہ روشنی کی دنیا کے نمائندوں کو بھی زخمی کر دیں گے جس کی وجہ سے جب تم ان پر

کاشورا سحر کا وار کرو گے تو وہ فوراً بے ہوش ہو جائیں گے۔ مکاشو اور اس کے آقا کو چھوڑ کر تم باقی افراد کو سنگی چٹانوں میں ان کی کمروں تک زمین میں گاڑ دینا اور ان پر سیاہ مکوڑے چھوڑ دینا"۔ چاملو نے کہا اور پھر وہ اسے مزید ہدایات دینے لگا جسے سردار زکاٹا غور سے سنتا ہوا ذہن نشین کرتا جا رہا تھا۔

"مہا پجاری کیا یہ ضروری ہے کہ شاباک پہاڑ کے نیچے دفن کاشارا کے جسم کو عمران اور مکاشو ہی نکال کر لائیں"۔ ساری باتیں سننے کے بعد سردار زکاٹا نے مہا پجاری چاملو سے پوچھا۔

"ہاں۔ یہ بہت ضروری ہے"۔ مہا پجاری نے کہا۔

"کیا میں اس کی وجہ جان سکتا ہوں"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"کاشارا مکاشو خاندان کی لڑکی تھی جس کا سلسلہ اس دور کے جوزف سے آکر ملتا ہے جو انہی جنگلوں میں پیدا ہو کر پلا بڑھا تھا اور اب جوزف نے چونکہ خود کو ایک انسان کی غلامی میں دے رکھا ہے اس لئے ان دونوں کے سوا کوئی کاشارا کے جسم تک نہیں پہنچ سکتا۔ اگر کوئی کاشارا تک پہنچ بھی جائے تو اس کے ہاتھ لگاتے ہی کاشارا کا جسم مٹی کے ڈھیر میں تبدیل ہو جائے گا"۔ چاملو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سردار زکاٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر مہا پجاری چاملو سردار زکاٹا کو اس جگہ کی نشاندہی کرانے لگا جہاں شنکارہ بے ہوشی کی حالت میں پڑی تھی۔

بے شمار تیر وائلڈ کمانڈوز اور زاشال کے پجاریوں کو آکر لگے تھے اور وہ دلخراش آوازوں میں چیختے ہوئے گر پڑے تھے اور بری طرح سے تڑپنا شروع ہو گئے تھے۔ چاروں طرف سے تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ نہ صرف زاشال کے ساتھی بلکہ عمران اور اس کے ساتھی بھی مبہوت ہو کر رہ گئے تھے۔ پھر خوفناک چیخوں نے جیسے ان کے اعصاب کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ وہ سب بری طرح سے چیختے ہوئے ادھر ادھر بھاگنے لگے اور پھر کمانڈر اور اس کے وائلڈ کمانڈوز نے بھاگتے ہوئے ان اطراف میں فائرنگ کرنا شروع کر دی جس طرف سے تیر آ رہے تھے۔ فائرنگ کے جواب میں بے شمار چیخیں گونج اٹھیں۔

"باس۔ لگتا ہے ان پر کسی وحشی قبیلے نے حملہ کر دیا ہے"۔ جوزف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر اس نے عمران کی طرح زنجیریں کھولنا شروع کر دیں۔ اسے زنجیریں کھولتے دیکھ کر

جوانا اور ٹائیگر نے بھی زنجیریں کھول لیں ۔ البتہ سلیمان زور زور سے زنجیریں جھٹک رہا تھا مگر وہ زنجیریں کھولنے میں ناکام رہا تھا ۔ یہ دیکھ کر جوانا نے آگے بڑھ کر اس کی زنجیریں کھول دیں اور پھر وہ تیزی سے درختوں کی اوٹ میں ہو گئے ۔ عمران زاشال کو اسی انداز میں کھینچتا ہوا ایک بڑے درخت کے عقب میں لے آیا تھا ۔ جیسے ہی وہ درختوں کے پیچھے آئے انہوں نے کئی وحشیوں کو نیزے اور کلہاڑے اٹھائے اپنی طرف بڑھتے دیکھا لیکن اس سے پہلے کہ وحشی ان کے قریب پہنچ کر ان پر حملہ کرتے، اچانک ایک درخت سے ان پر فائرنگ ہوئی اور وہ بری طرح سے چیختے ہوئے گر پڑے اور تڑپتے ہوئے ساکت ہو گئے ۔

" عمران صاحب ۔ اس طرف بے شمار وحشی آ رہے ہیں ۔ میں انہیں روکنے کی کوشش کرتا ہوں آپ اپنے ساتھیوں کو بچا لائیں اور اسلحے کا بھی بندوبست کر لیں ۔ ان وحشیوں کا میں زیادہ دیر تک مقابلہ نہیں کر سکوں گا" ۔ اچانک ایک درخت سے عمران کو بلیک زیرو کی آواز سنائی دی جہاں سے وحشیوں پر فائرنگ کی گئی تھی ۔

" اوہ ۔ تو مسٹر ڈاگل ہماری حفاظت کے لئے اس درخت پر موجود ہیں" ۔ ٹائیگر نے کہا ۔

" جوزف، جوانا تم اپنے ساتھیوں کو یہاں لے آؤ اور ٹائیگر تم اسلحے کا بندوبست کرو ۔ جلدی کرو" ۔ عمران نے کہا تو تینوں تیروں سے خود کو بچاتے ہوئے اس طرف دوڑ پڑے جہاں جولیا اور اس کے

ی بندھے ہوئے تھے ۔

م ۔ میں کیا کروں" ۔ سلیمان نے عمران کی جانب خوفزدہ ں سے دیکھتے ہوئے کہا ۔

" تم زاشال کے گنجے سر پر طبلہ بجاؤ" ۔ عمران نے اپنے مخصوص یں کہا تو سلیمان احمقانہ نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا جیسے اس بات سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو ۔ عمران نے زاشال کی گردن اس مضبوطی سے پکڑ رکھی تھی کہ اس کو سانس لینا دوبھر ہو رہا تھا ۔ یہی وجہ تھی کہ وہ عمران پر کوئی وار نہیں کر سکا تھا ۔

" عمران ۔ اس کے ہاتھ پاؤں توڑ دو یہ بے بس ہو جائے گا ۔ اگر ے موقع مل گیا اور اس نے کوئی منتر پڑھ لیا تو یہ تمہیں اور ہارے ساتھیوں کو ایک لمحے میں فنا کر دے گا" ۔ اچانک عمران کو ارن شاتانہ کی آواز سنائی دی ۔ عمران نے چونک کر دیکھا پجارن ناتانہ سلیمان کے قریب ایک درخت کے پاس کھڑی تھی ۔ اسے ریب دیکھ کر سلیمان نے بوکھلا کر چھلانگ ماری اور دوسرے رخت کی اوٹ میں چلا گیا جیسے پجارن شاتانہ کے روپ میں اس نے موت کا چہرہ دیکھ لیا ہو ۔ وہ جن گھنے درختوں کی اوٹ میں تھے وہاں ر نہیں آ رہے تھے ۔ البتہ سامنے جھاڑیوں میں سے نیزہ بردار وحشی ضرور نکل کر ان کی طرف بڑھ رہے تھے جنہیں درخت پر موجود بلیک زرو گولیوں کا نشانہ بنتا جا رہا تھا ۔

" تمہاری یہ بات مانی جا سکتی ہے" ۔ عمران نے کہا ۔ اس نے

زاشال کو جھٹکا دے کر اٹھایا اور اسے اپنے اوپر سے گھماتے ہوئے پوری قوت سے زمین پر پٹخ دیا۔ اسے زمین پر گراتے ہی عمران نے اس کی گردن پر پاؤں رکھتے ہوئے اس کے دائیں ہاتھ کو زوردار جھٹکا دے کر توڑ دیا جو اس نے پہلے سے مروڑ کر اس کی کمر سے لگا رکھا تھا۔ زاشال کے حلق سے ایک دردناک چیخ نکلی اور وہ بری طرح سے تڑپنے لگا۔ عمران نے فوراً اس کا دوسرا بازو پکڑا اور اس کی کہنی پر دوسرا پاؤں رکھتے ہوئے جھٹکا دے کر اسے بھی توڑ دیا۔ زاشال کی چیخیں اور تیز ہو گئی تھیں۔ عمران نے پیچھے ہٹ کر اس کی ایک ٹانگ پکڑ کر مروڑی تو زاشال گھوم کر یکلخت سیدھا ہو گیا۔ عمران نے اس کی ٹانگ اوپر کر کے عین اس کے گھٹنے پر اس زور سے پاؤں مارا کہ کڑک کی زوردار آواز کے ساتھ زاشال کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اب تو زاشال نے چیختے ہوئے اس بری طرح سے تڑپنا شروع کر دیا تھا جیسے کند چھری سے اسے ذبح کیا جا رہا ہو۔ عمران نے اس کی دوسری ٹانگ پکڑ کر اسے بھی اسی طرح توڑ دیا۔ زاشال چند لمحے دردناک انداز میں دھاڑتا ہوا چیختا رہا پھر وہ ساکت ہو گیا۔ شاید ہاتھ پاؤں ٹوٹنے کی خوفناک اذیت نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ عمران کو اس طرح سفاکی سے زاشال کے ہاتھ پاؤں توڑتے دیکھ کر سلیمان بری طرح سے کانپ اٹھا تھا۔

" زاشال ختم ہو گیا۔ زاشال ختم ہو گیا۔ اس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹنے کی وجہ سے اس کی ماورائی طاقتیں ختم ہو گئی ہیں۔ اب یہ بے ر انسان ہے۔ اس کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کر دو عمران۔ اس ے ہلاک ہوتے ہی میں اس کی غلامی سے آزاد ہو جاؤں گی"۔ سچارن ناتانہ نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ کہو تو تمہاری گردن توڑ دوں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ نہیں عمران۔ اسے زندہ مت چھوڑو۔ اگر یہ زندہ رہا تو میں اس کی غلامی سے کبھی آزاد نہیں ہو سکوں گی۔ مار دو اسے۔ ہلاک کر دو"۔ سچارن شاتانہ نے چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جوزف اور جوانا سیکرٹ سروس کے دو دو ممبران کو اٹھائے ہوئے وہاں لے آئے انہوں نے ان چاروں کو احتیاط سے زمین پر لٹا دیا۔ وہ چاروں کیپٹن شکیل، صفدر، تنویر اور خاور تھے۔

"تم بھی ان کے ساتھ جاؤ اور کسی ایک کو اٹھا لاؤ"۔ عمران نے سلیمان سے کہا تو وہ سر ہلا کر جوزف کے ساتھ چلا گیا۔ شنکارہ عمران کی منت سماجت کر رہی تھی کہ عمران زاشال کو ہلاک کر کے اسے اس کی غلامی سے آزاد کر دے مگر عمران جیسے اس کی آواز سن ہی نہیں رہا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کی طرف آیا اور اس نے جھک کر ان کی نبضیں چیک کرنا شروع کر دیں۔ وہ زندہ تھے مگر بے ہوش تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں جوانا نعمانی اور صدیقی کو اٹھا لایا جبکہ سلیمان چوہان کو لے آیا تھا اور جوزف جولیا کو لے آیا۔

"انہیں ہوش میں کیسے لانا ہے ماسٹر"۔ جوانا نے عمران سے

مخاطب ہو کر پوچھا۔

" ان کے سروں پر ڈھول تاشے پیٹنا شروع کر دو۔ شاید انہیں ہوش آجائے"۔ عمران نے کہا تو جوانا بے اختیار مسکرا دیا۔ اچانک جوزف کی نظر پجارن شاتانہ پر پڑی تو وہ چونک پڑا۔

" میں ابھی آیا باس"۔ جوزف نے کہا اور تیزی سے پجارن شاتانہ کی مخالف سمت میں درختوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جوزف کو گئے ابھی چند ہی لمحے ہوئے ہوں گے کہ ٹائیگر کئی مشین گنیں اور اسلحے سے بھرے دو بیگ اٹھائے وہاں آگیا۔ جوانا اور ٹائیگر نے فوراً ایک ایک مشین گن اٹھا لی اور عمران کے کہنے پر اس طرف چلے گئے جس طرف سے وحشی آرہے تھے اور درخت پر بلیک زیرو انہیں نشانہ بنا رہا تھا۔

" دیکھو ان بیگوں میں پانی کی بوتل ہے"۔ عمران نے کہا تو سلیمان نے فوراً ایک بیگ کھول لیا۔ بیگ میں پانی کی دو بوتلیں تھیں۔

" گڈ۔ ایک بوتل مجھے دو اور دوسری بوتل سے پانی نکال کر ان کے چہروں پر ڈالو"۔ عمران نے کہا تو سلیمان نے سر ہلا کر ایک بوتل عمران کو دے دی۔ عمران نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور جولیا کے قریب آگیا۔ اس نے بوتل سے پانی نکال کر جولیا کے چہرے پر چند چھینٹے مارے تو جولیا یوں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی جیسے نیند میں کوئی بھیانک خواب دیکھ کر ڈر کے مارے اٹھ گئی ہو۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ

کر ماحول کو دیکھ رہی تھی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ابھی اس کا شعور پوری طرح نہ جاگا ہو۔ عمران نے ایک بار پھر اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے تو جولیا کو ہوش آگیا اور پھر اس کی نظر جیسے ہی عمران پر پڑی وہ ساکت رہ گئی۔

" اپنا منہ بند کرو ورنہ کوئی مکھی یا مچھر گھس جائے گا۔ افریقہ کے جنگلوں میں پائے جانے والے مچھر اور مکھیاں ویسے ہی زہریلی ہوتی ہیں"۔ عمران نے کہا تو جولیا کے منہ سے دبی دبی چیخ نکل گئی جیسے اسے عمران کو سامنے دیکھ کر یقین ہی نہ آرہا ہو۔

" ع۔ ع۔ عمران۔ کک۔ کیا یہ سچ مچ تم ہو"۔ جولیا نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ میں عمران کا بھوت ہوں"۔ عمران نے کہا۔

" اوہ۔ لیکن تم یہاں کیسے آگئے"۔ جولیا نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

" آسمان سے ٹپکا ہوں اور اب کھجور میں اٹکا ہوا ہوں۔ اب حیران ہونا چھوڑو اور اٹھ کر اپنے ساتھیوں کی مدد کرو۔ ہم وحشیوں اور زاشال کے ساتھیوں میں گھرے ہوئے ہیں"۔ عمران نے کہا تو جولیا چند لمحے عمران کی جانب دیکھتی رہی پھر فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سن کر جیسے اسے ساری سچوئیشن سمجھ میں آگئی ہو۔ سلیمان نے صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو ہوش دلایا تھا۔ ان کا بھی وہی حال ہوا تھا جو جولیا کا ہوا تھا۔ عمران نے انہیں مختصر طور پر موجودہ سچوئیشن کے بارے میں بتایا تو وہ مشین گنیں لے کر اٹھ کھڑے

ہوئے اور پھر وہ مختلف اطراف میں چلے گئے۔ عمران اور ٹائیگر نے دوسرے ساتھیوں کو بھی ہوش دلایا اور پھر وہ سب مشین گنیں لے کر درختوں کے پیچھے سے نکل آئے۔ وہاں ہر طرف کارزار کا منظر نظر آ رہا تھا۔ ہر طرف وحشی نیزے، کلہاڑے اور خنجر لئے چیختے ہوئے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔

زاشال کے پجاری اور وائلڈ کمانڈوز ان کا بھرپور مقابلہ کر رہے تھے مگر ان وحشیوں کی تعداد بے حد زیادہ تھی اس لئے وہ زاشال کے پجاریوں اور وائلڈ کمانڈوز پر حاوی ہوتے جا رہے تھے۔ پھر جب عمران اور اس کے ساتھیوں نے میدان سنبھالا تو ہر طرف ان وحشیوں کی لاشیں بکھرتی چلی گئیں۔ وحشی ان پر نیزے اور کلہاڑے پھینک رہے تھے مگر عمران اور اس کے ساتھی ان کے حملوں سے بچتے ہوئے ان پر اس قدر شدید فائرنگ کر رہے تھے کہ ان وحشیوں کو کسی طرف بچنے کی راہ ہی نہیں مل رہی تھی۔

جوزف درختوں کے پیچھے سے ہوتا ہوا عین اس درخت کے قریب آ گیا جہاں پجارن شاتانہ حسرت بھری نظروں سے زاشال کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے وہ اس کے ہلاک ہونے کا انتظار کر رہی ہو۔ جوزف کے ہاتھ میں خنجر تھا جو اسے ایک وحشی کی لاش کے قریب پڑا ہوا ملا تھا۔ وہ دبے قدموں چلتا ہوا پجارن شاتانہ کے عقب میں آ رہا تھا۔ جیسے ہی وہ پجارن شاتانہ کے نزدیک پہنچا پجارن شاتانہ کو اس کی موجودگی کا احساس ہو گیا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹی مگر جوزف

پر کسی خونخوار بھیڑیئے کی طرح جھپٹ پڑا۔ اس نے پھرتی سے ن شاتانہ کے بال پکڑ لئے تھے۔ اس سے پہلے کہ پجارن شاتانہ کچھ جوزف کا خنجر والا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور پجارن شاتانہ گردن کٹتی چلی گئی۔ جوزف نے نہایت مہارت سے اس کی دن پر خنجر چلا دیا تھا۔ تیز دھار خنجر نے پجارن شاتانہ کا نرخرہ کاٹ تھا اور اس کی گردن سے خون کا فوارہ سا پھوٹ پڑا تھا۔

پجارن شاتانہ کے حلق سے خرخراہٹ کی آواز نکلی اور اس کی ھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔ جوزف نے خنجر پجارن شاتانہ کے میں اتار دیا۔ پجارن شاتانہ کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور ساکت ہو گئی۔ اسے ہلاک ہوتے دیکھ کر جوزف نے اس کے بال ڑ دیئے اور پجارن شاتانہ دھب سے نیچے جا گری۔ پجارن شاتانہ کو لاک کر کے جوزف نے بھی وہاں پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور اپنے ساتھیوں کی مدد کرنے کے لئے درختوں کے جھنڈ سے نکل آیا۔ اس نے جھاڑیوں سے چند وحشیوں کو دبے قدموں ایک درخت کی آڑ میں چھپی ہوئی جولیا کی طرف بڑھتے دیکھا تو اس نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ وحشی چیختے ہوئے اچھلے اور جھاڑیوں میں گر کر بری طرح سے تڑپنے لگے۔ چاروں طرف سے وحشی ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ وہ حلق سے عجیب و غریب آوازیں نکالتے ہوئے ان پر نیزے اور کلہاڑے برسا رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سارا جنگل ان وحشیوں سے بھرا ہوا ہو۔ جتنے وحشی ہلاک ہوتے تھے اس سے کہیں

زیادہ وحشی نکل کر ان کے سامنے آجاتے تھے۔

جنگل فائرنگ، انسانی چیخوں اور بموں کے دھماکے سے گونج رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے آگے بڑھ کر وائلڈ کمانڈوز کی لاشوں سے ان کی مشین گنوں اور دوسرے اسلحے کے ساتھ ہینڈ گرنیڈز کے تھیلے بھی اٹھا لئے تھے۔ ہر طرف وحشیوں کی کٹی پھٹی لاشیں بکھرتی جا رہی تھیں مگر اس کے باوجود نہ ان کے حوصلے پست ہوئے تھے اور نہ ہی وہ پیچھے ہٹ رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ان سب کو ہلاک کر کے ہی دم لیں گے۔ پھر اچانک جنگل انسانی چیخوں کے ساتھ ساتھ عجیب اور کریہہ ناک تیز چیخوں سے گونجنے لگا۔ انہوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو انہیں آسمان پر ہزاروں کی تعداد میں بڑے بڑے گدھ اڑتے دکھائی دیئے۔

" اوہ۔ اس قدر گدھ "۔ جولیا نے آسمان پر اڑتے ہوئے گدھوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" جنگل انسانی لاشوں سے بھرتا جا رہا ہے۔ ان کی لاشوں کو کھانے کے لئے گدھ نہیں آئیں گے تو اور کون آئے گا بلکہ تھوڑی دیر اور گزرنے دو جنگل کے گوشت خور درندے بھی اس طرف آجائیں گے۔ آج جنگل کے جانور اور یہ گدھ جی بھر کر انسانی لاشوں کی دعوت اڑائیں گے "۔ عمران نے کہا جو جولیا کے قریب کھڑا تھا۔

" یہ صرف مُردوں کو ہی نہیں زندہ انسانوں کی بھی دعوت اڑا سکتے ہیں "۔ جولیا نے کہا۔

" یہ ٹھیک کہہ رہی ہیں باس۔ یہ خونخوار گدھ ماری کٹ جزیرے کے سب سے زیادہ خطرناک پرندے ہیں۔ لاشوں کے ساتھ ساتھ یہ زندہ انسانوں کا بھی شکار کر کے انہیں کھا جاتے ہیں "۔ جوزف نے کہا۔ گنجی اور لمبی گردنوں والے گدھوں نے مکروہ انداز میں چیختے ہوئے نیچے آنا شروع کر دیا اور ان گدھوں میں نجانے ایسی کیا بات تھی کہ جیسے ہی وہ آسمان پر نظر آئے وحشیوں نے خوفزدہ ہو کر بری طرح سے چیخنا شروع کر دیا تھا۔ ان کے منہ سے اس قدر ڈری ڈری چیخیں نکل رہی تھیں جیسے انہوں نے موت کا بھیانک چہرہ دیکھ لیا ہو۔

" اوہ۔ اسی لئے وحشی ان گدھوں کو دیکھ کر ڈر کر بھاگ رہے ہیں "۔ جولیا نے کہا۔

" یس مس۔ جنگل کے تمام وحشی ان خونخوار گدھوں سے ڈرتے ہیں "۔ جوزف نے کہا۔ گدھوں کی وجہ سے جنگل میں بے پناہ شور بڑھ گیا تھا۔ انسانی چیخوں کے علاوہ دوڑنے بھاگنے کی آوازیں ہر طرف سے سنائی دے رہی تھیں۔ شاید ان گدھوں سے جنگلی جانور بھی ڈر کر بھاگ رہے تھے۔

" ہمیں یہاں سے نکلنا ہو گا باس۔ اگر ان گدھوں کی نظریں ہم پر پڑ گئیں تو شاید ہی ہم میں سے کوئی بچ سکے "۔ جوزف نے کہا۔ وحشیوں کے بھاگنے کی وجہ سے عمران کے دوسرے ساتھی بھی بھاگتے ہوئے ان کے پاس آگئے تھے۔

"لیکن ہم جائیں گے کہاں ۔آسمان تو ان گدھوں سے بھرا ہوا ہے ۔کیا یہ ہمارے پیچھے نہیں آئیں گے"۔خاور نے کہا۔

"یہ ہمارے پیچھے ضرور آئیں گے اور ہم پر حملہ بھی کریں گے لیکن اگر ہم آگ جلا لیں تو یہ ہم پر آسانی سے حملہ نہیں کر سکیں گے ۔یہ گدھ صرف آگ سے ڈرتے ہیں"۔ جوزف نے کہا۔

"تو تم چاہتے ہو ہم اپنے جسموں پر آگ لگا کر یہاں سے بھاگیں"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم اکیلے ہی اپنے جسم میں آگ لگا کر ہمارے ساتھ چلو تو ہم سب ان گدھوں سے بچ جائیں گے ۔تمہارے گوشت کی سرانڈ انہیں ہم سے دور بھاگنے پر مجبور کر دے گی"۔جوزف نے کہا۔

"مجھ سے زیادہ تمہارا جسم بدبو دار ہے ۔خود کو آگ لگا لو تو آسمان سے سارے گدھ غائب ہو جائیں گے"۔ سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو وہ سب کھلکھلا کر ہنس پڑے ۔گدھوں کی بہت بڑی تعداد نیچے آ گئی تھی اور وہ لاشوں پر ٹوٹ پڑے تھے ۔کچھ گدھ بھاگتے ہوئے وحشیوں پر جھپٹ رہے تھے ۔وہ بھاگتے ہوئے وحشیوں پر بجلی کی سی تیزی سے جھپٹ کر انہیں پنجوں میں پکڑ کر اوپر اٹھا لیتے تھے اور فضا میں بلند ہوتے ہی اپنی لمبی اور نوکیلی چونچیں مار کر ان کی پہلے آنکھیں نکالتے پھر گردنوں پر چونچیں مار مار کر انہیں ہلاک کر دیتے تھے ۔عمران اور اس کے ساتھی درختوں کے جس جھنڈ میں تھے وہاں درختوں کی اکثریت آپس میں ملی ہوئی تھی اور ایک

ائرہ سا بن گیا تھا جس کے بیچ میں وہ موجود تھے ۔درختوں کی شاخیں پس میں ملی ہوئی تھیں اور اوپر ان درختوں کی ایک بڑی سی چھتری بن گئی تھی ۔شاید یہی وجہ تھی کہ ان گدھوں کی نظریں ان پر نہ بڑی تھیں ورنہ وہ یقیناً ان پر بھی جھپٹ پڑتے ۔وہ فائرنگ کر کے بھی انہیں ہلاک کرنے کی کوشش کرتے تو ان کا سارا اسلحہ ختم ہو سکتا تھا مگر گدھ ختم نہ ہوتے کیونکہ ان گدھوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی جس کا شمار کرنا ناممکن تھا۔

"میرا خیال ہے ہمیں کہیں جانے کی بجائے اسی جھنڈ میں دبکے رہنا چاہئے ۔یہاں ہم ان سے اپنا بہتر بچاؤ کر سکتے ہیں ۔اگر ہم اس جھنڈ سے باہر نکلے تو شاید ہی ان گدھوں سے بچ سکیں"۔ صفدر نے کہا۔

"صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے عمران صاحب ۔ہمیں اس جگہ کو چھوڑنے کی غلطی نہیں کرنی چاہئے ۔درخت آپس میں ملے ہوئے ہیں اور ان کے تنوں کے درمیان اتنا خلاء نہیں ہے کہ کوئی گدھ اس کے اندر آ سکے"۔ کیپٹن شکیل نے صفدر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔اگر تم سب نے یہاں رکنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں ۔ویسے بھی میں مسلسل بھاگ دوڑ کر کے بری طرح سے تھک گیا ہوں ۔میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں ۔تم جانو اور یہ گدھ جانیں ۔اگر تم میں سے کوئی ان گدھوں کا شکار ہونے سے بچ جائے تو مجھے گھنٹے دو گھنٹے بعد جگا لینا"۔ عمران نے

ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"خبردار۔ تم ایسے سو نہیں سکتے"۔ جولیا نے غزاتے ہوئے کہا۔

"تو کیسے سو سکتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"اب موقع ملا ہے تو تمہیں ہم سب کو بتانا ہو گا کہ تم یہاں کیسے پہنچے اور تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم یہاں ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"گویا تم مجھے قصہ گو سمجھ کر مجھ سے قصے سننا چاہتی ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لو"۔ جولیا نے کہا۔

"واقعی عمران صاحب۔ اس بار تو ہم ان عجیب و غریب حالات میں گھر کر رہ گئے ہیں۔ کبھی درندے ہمارے مقابلے پر آجاتے ہیں کبھی کیلی منجارو سے ہمیں لڑنا پڑتا ہے کبھی وائلڈ کمانڈوز اور وحشیوں سے ہماری جنگ ہوتی ہے اور اب ہر طرف سے ہمیں ان خونخوار گدھوں نے گھیر لیا ہے۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ یہ سب شنکارہ کر رہی ہے۔ اس کی دست راست ساکالی ہمیں یہاں لائی تھی لیکن میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ شنکارہ آخر چاندی کی بوتل سے آزاد کیسے ہو گئی۔ جوزف نے تو کہا تھا کہ وہ اگلے نو سالوں تک اس بوتل سے نہیں نکل سکے گی"۔ صفدر نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ تو قصہ گو چہار درویش کے پہلے درویش کا ہے تو سنو۔ قصہ کچھ یوں ہے کہ محترمہ شنکارہ صاحبہ کو جوزف نے چاندی کی بوتل میں قید کیا تھا۔ وہ بوتل جوزف نے ایک انٹیک شاپ سے

خریدی تھی۔ جوزف کو چونکہ ایک مخصوص قسم کی بوتل درکار تھی اس لئے اس شاپ پر اسے اپنی مطلوبہ بوتل نظر آئی تو اس نے فوراً خرید لی۔ اس وقت بوتل حاصل کرنے کی جلدی تھی۔ دوسرے شاپ کیپر نے یقین دلایا تھا کہ بوتل خالص چاندی کی ہے اس لئے جوزف نے توجہ نہیں دی تھی کہ بوتل واقعی چاندی کی ہے یا نہیں۔ بعد میں پتہ چلا کہ اس بوتل میں چاندی کے ساتھ ابرک کی آمیزش تھی۔ جب جوزف نے شنکارہ کو بوتل میں قید کیا اور اس سے ساکالی بوتل چھین کر لے گئی تو اس نے بوتل کو ایک زہریلی اور تیزابی دلدل میں رکھ دیا۔ تیزابی دلدل میں چاندی تو نہیں گل سکتی تھی لیکن اس میں چونکہ ابرک کی آمیزش تھی اس لئے بوتل گلنے لگی اور گلتے گلتے ختم ہو گئی اور شنکارہ کو آزاد ہونے میں کوئی دیر نہ لگی۔ شنکارہ کو مجھ پر اور جوزف پر شدید غصہ تھا۔ وہ ہم دونوں کے ساتھ ان سب کو بھی ہلاک کر دینا چاہتی تھی جو اسے بوتل میں قید کرنے کے وقت وہاں موجود تھے۔

شنکارہ ہم سب کو ماورائی طاقتوں سے ہلاک کر سکتی تھی مگر وہ ہر صورت میں نئی زندگی حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اسے نئی زندگی کاشارا نامی لڑکی کا جسم حاصل کر کے ہی مل سکتی تھی اور شنکارہ کو معلوم تھا کہ کاشارا کا جسم جو پہاڑوں کے نیچے دفن ہے اسے میں اور جوزف ہی صحیح سلامت نکال کر لا سکتے ہیں اس لئے وہ ہمیں ہلاک نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس نے مجھے اور جوزف کو ان جنگلوں میں آنے پر مجبور

کرنے کے لئے اپنی دست راست ساکالی کی مدد لی اور ساکالی کی مدد سے تم سب کو اس جزیرے پر پہنچا دیا کہ میں تم سب کو یہاں سے نکالنے کے لئے ان جنگلوں میں ضرور آؤں گا۔ یہی نہیں شنکارہ نے مجھے ان جنگلوں میں آنے کے لئے ایک اور خطرناک بات بتائی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اس جزیرے پر اسرائیلی سائنس دانوں نے پاکیشیا کو تباہ کرنے کے لئے ایک ٹائمر بلیک برڈ نامی میزائل نصب کر رکھا ہے جو ایک مخصوص وقت کے بعد خود ہی فائر ہو گا اور پاکیشیا پر گر کر پاکیشیا میں ہولناک تباہی مچا دے گا۔

جب سائنس دان میزائل پر ٹائم فکس کر رہے تھے تو اچانک ان پر جزیرے کی خونخوار چیونٹیوں نے حملہ کر دیا اور وہ سب ہلاک ہو گئے۔ سائنس دانوں سے بوکھلاہٹ میں چند گھنٹوں کی بجائے ٹائمر پر نو سو سے زائد گھنٹوں کا ٹائم فکس ہو گیا۔ شنکارہ نے کہا تھا کہ اگر میں نے اس جزیرے پر آ کر اس میزائل کا ٹائم آف نہ کیا تو میزائل فائر ہو جائے گا اور پاکیشیا کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ شنکارہ نے یہ بات جس وثوق سے کہی تھی مجھے واقعی اس کی باتوں پر یقین آ گیا۔ میں نے اس سلسلے میں چیف سے بات کی تو چیف نے پہلے کسی مشین سے اس بات کی تصدیق کی کہ تم سب کہاں ہو۔ تمہارے ہاتھوں میں چونکہ واچ ٹرانسمیٹرز تھے اس لئے ایک سیٹلائٹ سے لنک کرنے پر چیف کو کاشن مل گیا کہ تم سب واقعی کروٹم جزیرے پر موجود ہو۔ چیف نے ان واچ ٹرانسمیٹرز سے جزیرے کو اس سیٹلائٹ کی مدد سے چیک کر کے مشین میں فیڈنگ کر دی۔ اس مشین میں اس جزیرے کی آب و ہوا، اس کا ماحول اور یہاں رہنے والے تمام جاندار اور بے جان چیزوں کا بھی احاطہ کیا گیا تھا۔ پھر چیف نے اس مشین سے فیڈ شدہ ٹیپ نکال کر سرداور کو بھجوا دیا تاکہ وہ اپنی سپیشل کمپیوٹرائزڈ سرچ مشینوں سے چیک کریں کہ اس جزیرے پر واقعی کوئی کیمیائی میزائل موجود ہے یا نہیں۔

سرداور نے چند گھنٹوں بعد رپورٹ بھجوا دی جس میں بتایا گیا تھا کہ اس جزیرے پر کیمیائی تو کیا کسی عام میزائل کے بھی کوئی آثار نہیں ہیں۔ ان کی رپورٹ پڑھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ شنکارہ نے مجھ سے بلیک برڈ نامی میزائل کے بارے میں جھوٹ بولا تھا۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ میں جزیرے پر چلا جاؤں۔ اس جزیرے پر آنے سے اس کی کئی شیطانی طاقتیں بیدار ہو سکتی تھیں جن سے کام لے کر وہ مجھے اور جوزف کو اپنا تابع بنانا چاہتی تھی تاکہ وہ ہم سے اپنی مرضی کا کام لے سکے۔ چیف کے حکم سے مجھے تم سب کے لئے ان جنگلوں میں آنا ہی تھا اس لئے میں نے وقتی طور پر شنکارہ کی بات ماننے میں کوئی عار نہ سمجھی اس لئے شنکارہ نے ساکال تک جہاز میں ہمارے ساتھ ہی سفر کیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ ماورائی طاقتوں کے ذریعے ہمیں اپنے جال میں پھنساتی جوزف نے فادر جوشوا کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کر کے اسے بے ہوش کر دیا اور پھر اس کی آنکھوں، کانوں اور اس کی زبان میں چاندی کی سوئیاں پیوست کر کے اسے

اندھی، گونگی اور بہری بنا دیا تاکہ وہ ہمارے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکے۔

ہم ساکال سے ہیلی کاپٹر میں شنکارہ کو لے کر اس جنگل میں آ گئے میں نے اپنے ساتھ سیٹلائٹ راڈار ٹائپ کے آر ڈی آلات لے آیا تھا جو تمہارے واچ ٹرانسمیٹرز کی لہروں کو کیچ کر کے تمہاری پوزیشن کے بارے میں بتا سکتے تھے کہ تم جنگل کے کس حصے میں ہو مگر ہمیں ان آلات کو استعمال کرنے کا زیادہ موقع نہ مل سکا۔ جنگل میں آ کر ہم عجیب و غریب حالات کا شکار ہو گئے۔ یہ تو بے چارے زاشال کی مہربانی ہے کہ اس کے وائلڈ کمانڈوز نے نجانے تمہیں کیسے ڈھونڈ نکالا ورنہ میں تو تم سب کی غائبانہ فاتحہ خوانی کا پروگرام بنا رہا تھا"۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

اس نے یہ سب بتاتے ہوئے انہیں یہ بھی بتایا کہ بلیک برڈ میزائلوں کی تصدیق فادر جوشوا کے حوالے سے جوزف نے بھی کی تھی تاکہ وہاں غیبی حالت میں موجود شنکارہ کو یقین آ جائے کہ عمران اور مکاشو کو اس کے ارادوں کا کچھ پتہ نہیں ہے اور وہ آسانی سے اس کے جھانسے میں آ گئے ہیں۔ اسی طرح اسے اطمینان دلا کر جوزف نے جہاز میں اسے قابو کیا تھا۔

"تو اب شنکارہ کہاں ہے"۔ جولیا نے پوچھا۔

"جوزف نے اسے ایک جگہ جھاڑیوں میں چھپا رکھا ہے۔ وہ وہیں ہو گی۔ اس نے کہاں جانا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آخر اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ پہاڑوں کے نیچے دفن کاشارا کا جسم آپ اور جوزف ہی نکال کر لا سکتے ہیں۔ کیا اس کے پیچھے بھی کوئی خاص راز ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کاشارا نامی لڑکی جوزف کے آباؤ اجداد کی نسل سے تعلق رکھتی ہے جو اس دور میں مکاشو کہلاتے تھے اس لئے شنکارہ اسے مکاشو ہی کہتی ہے اور چونکہ جوزف جنگلوں کو چھوڑ کر میرے ساتھ رہتا ہے اس لئے شنکارہ سمجھتی ہے کہ یہ میرا غلام اور میں اس کا آقا ہوں اس لئے ہم ہی پہاڑوں کے نیچے جا کر کاشارا کو لا سکتے ہیں۔ کوئی دوسرا ایسا کرے گا تو کاشارا کا جسم صحیح سلامت نہیں رہ سکتا"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ اس پہاڑ کو کیسے اور کہاں تلاش کریں گے جس کے نیچے کاشارا دفن ہے اور وہ پہاڑ کے نیچے نہ جانے کس قدر گہرائی میں ہو۔ کیا اس پہاڑ کے نیچے گہرائیوں میں جانا آپ کے لئے آسان ہو گا"۔ صفدر نے کہا۔

"اس پہاڑ کی نشاندہی جوزف کو فادر جوشوا نے کرا دی ہے اور اسے پہاڑ کی گہرائی میں جانے کے راستوں کے بارے میں بھی بتا دیا ہے۔ جب تک ہم کاشارا کا جسم وہاں سے نکال کر نہیں لائیں گے شنکارہ فنا نہیں ہو سکے گی اور اسے اب فنا کرنا بے حد ضروری ہے ورنہ وہ اس بار غضبناک ہو کر ہر طرف قہر ڈھا دے گی اور انسانوں کو مکھیوں مچھروں کی طرح ہلاک کرنا اس کے لئے کچھ مشکل نہیں ہو

گا"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو کیا اس پہاڑ کا راستہ اس جزیرے سے جاتا ہے جس کے نیچے کاشارا دفن ہے"۔ نعمانی نے پوچھا۔

"نہیں۔ اس کے لئے ہمیں شمالی جنگلوں میں جانا ہوگا۔ یہاں تو ہم صرف تمہارے لئے آئے تھے"۔ عمران نے کہا۔

"تو اب تمہارا شمالی جنگلوں میں جانے کا پروگرام ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"پروگرام تو میرا کچھ اور ہے مگر"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر کیا"۔ جولیا نے کہا۔

"تمہارا بھائی رضامند ہو تو اس پروگرام کو حتمی شکل دی جا سکتی ہے"۔ عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر سب ہنس پڑے۔

"خبردار اگر میرے بارے میں کوئی ریمارکس دیئے تو"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ میں تمہارے بارے میں کیا ریمارکس دوں گا میں تو اپنے پروگرام کے بارے میں بتا رہا ہوں۔ یہاں دولہا دلہن بھی موجود ہیں اور سب باراتی بھی۔ ڈھول تاشوں کے لئے جنگل کے وحشیوں کی خدمات حاصل کی جا سکتی ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ تنویر غصیلی نظروں سے عمران کو گھور رہا تھا۔

"ارے۔ ارے۔ آہستہ ہنسو۔ اگر ان گدھوں کو ہماری موجودگی کا علم ہو گیا تو ہماری جگہ ان کا دعوت ولیمہ ہو جائے گا"۔ عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔ جوزف، جوانا اور دیگر ہاتھوں میں گنیں لئے مسلسل ان گدھوں پر نظر رکھے ہوئے تھے جو انسانی لاشوں کو نوچ نوچ کر کھا رہے تھے۔ انہوں نے عمران کی باتوں کے دوران خشک جھاڑیاں ایک جگہ اکٹھی کر لی تھیں۔ یہاں چونکہ ہر طرف انسانی خون کی بو پھیلی ہوئی تھی اس لئے ان گدھوں کو ان کے خون کی بو محسوس نہیں ہو رہی تھی ورنہ انہیں ان کی موجودگی کا یقیناً علم ہو جاتا اور وہ ان پر حملہ کر دیتے۔

زاشال ان درختوں سے کچھ دور اوندھا پڑا تھا۔ اچانک اس کی کمر پر ایک گدھ آکر بیٹھ گیا۔ جیسے ہی گدھ زاشال کی کمر پر آیا زاشال کی آنکھیں کھل گئیں اور پھر جیسے ہی اس کے جسم میں حرکت ہوئی گدھ نے اپنی لمبی چونچ زاشال کی بائیں آنکھ میں مار دی۔ دوسرے لمحے زاشال کا ڈھیلا گدھ کی چونچ میں تھا۔ آنکھ نکلتے ہی زاشال دھاڑیں مار مار کر چیخنے لگا۔ گدھ نے ایک ہی لمحے میں اس کی آنکھ نکال دی تھی۔ اسے چیختے دیکھ کر کئی گدھ اس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے اور پھر وہ بھی زاشال پر جھپٹ پڑے۔ زاشال کی چیخوں سے ماحول تھرا رہا تھا اور پھر آہستہ آہستہ اس کی چیخیں دم توڑتی چلی گئیں۔

جوزف نے زاشال کا یہ عبرتناک انجام اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا

اس نے زاشال کو ہلاک ہوتے دیکھ کر بے اختیار جبڑے بھینچ لئے جولیا اور اس کے ساتھی عمران سے مسلسل سوال کر رہے تھے جن عمران نہایت شرافت سے جواب دے رہا تھا۔ بلیک زیرو بھی ا کے ساتھ تھا جس کا عمران نے اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح ا کا تعارف بھی فاریسٹ گائیڈ کے طور پر کرا دیا تھا اس لئے انہوں اس پر زیادہ توجہ نہیں دی تھی۔ اچانک جوزف بری طرح چونک پڑا۔ اس نے سامنے درختوں کی طرف سے ایک جلتی ہو لکڑی ان گدھوں کے قریب گرتے دیکھی تھی۔ پھر اچانک جیسے طرف سے جلتی ہوئی لکڑیاں وہاں آکر گرنے لگیں۔ آگ کو دیکھ ک خونخوار گدھوں نے خوفناک انداز میں چیخنا چلانا شروع کر دیا اور ا ادھر ادھر اچھل رہے تھے۔ جلتی ہوئی لکڑیوں کی وجہ سے خشک جھاڑیوں نے آگ پکڑ لی تھی۔

" تمہیں کیا ہوا۔ تم کیوں اس طرح چونکے ہو"۔ عمران نے اسے چونکتے دیکھ کر پوچھا۔

" باس آگ"۔ جوزف نے کہا۔

" باس آگ۔ کیا مطلب۔ کیا میں تمہیں آگ نظر آتا ہوں"۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

" نہیں باس۔ وحشی ان گدھوں پر آگ برسا رہے ہیں"۔ جوزف نے جلدی سے کہا۔

" کیا مطلب۔ کیا وہ ابھی یہیں ہیں۔ پہلے تو وہ ان گدھوں کو

ر کر بھاگ گئے تھے"۔ عمران نے کہا اور اٹھ کر جوزف کے قریب آ اور پھر وہ سب درختوں کے جھنڈ میں سے جھانک جھانک کر ھنے لگے۔ واقعی درختوں پر وحشی چڑھے ہوئے تھے اور وہ خشک یاں جلا جلا کر ان گدھوں کی طرف پھینک رہے تھے۔ لاشیں انے والے گدھ آگ سے خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر بھاگ رہے تھے ر پھر جب جھاڑیوں میں آگ بھڑکنے لگی تو گدھ چیختے ہوئے اڑ گئے۔

"یہی موقع ہے۔ ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئے"۔ عمران نے کہا۔

" لیکن ہم جائیں گے کہاں۔ یہاں گدھ ہیں تو دوسری طرف جنگل درندوں اور وحشیوں سے بھرا ہوا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

" ہمیں سب سے پہلے شنکارہ کو حاصل کرنا ہے۔ اگر وہ ان وحشیوں کے ہاتھ لگ گئی تو پھر کوئی نیا مسئلہ کھڑا ہو جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

" کیا تمہیں ان راستوں کا علم ہے جہاں شنکارہ موجود ہے"۔ جولیا نے پوچھا۔

" ڈاگل انہی راستوں سے یہاں آیا ہے۔ یہ ہمیں اس جگہ لے جائے گا۔ کیوں مسٹر ڈاگل"۔ عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" ضرور عمران صاحب۔ کیوں نہیں"۔ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہمارے بیگ، شاید وائلڈ کمانڈوز کے ہاتھ لگ گئے ہیں۔ ان کا کیا کرنا ہے باس۔ ان بیگوں میں ہمارا سامان ہے جو ہمارے لئے بہت ضروری ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ وہ بیگ واقعی ہمارے لئے بہت ضروری ہیں۔ ایسا کرو تم جوانا، ٹائیگر اور تنویر ان خیموں کی طرف چلے جاؤ اور اپنے بیگ تلاش کر کے لے آؤ ہم شنکارہ کی طرف جاتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن صاحب ان خیموں میں اور جھاڑیوں میں ہر طرف آگ لگی ہوئی ہے۔ اس طرف گدھ بھی ہیں اور درختوں پر وحشی بھی موجود ہیں۔ یہ ان سے بچ کر بیگوں کو کیسے تلاش کریں گے"۔ سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جنگل کا پرنس ان کے ساتھ ہے۔ یہ اپنے لئے اور ان کے لئے خود ہی راستہ بنا لے گا۔ ویسے بھی آگ کی وجہ سے دھواں اٹھ رہا ہے اس دھویں کی آڑ میں یہ وحشیوں کی نظروں سے چھپ کر ان خیموں کی طرف جا سکتے ہیں۔ کیوں جوزف"۔ عمران نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔ جوزف نے کہا۔

"اوکے جاؤ۔ ایسا نہ ہو ہمارا سامان بھی اس آگ میں جل جائے"۔ عمران نے کہا تو جوزف، ٹائیگر، تنویر اور جوانا درختوں کے پیچھے سے نکل کر دوسری طرف بڑھ گئے۔ ان کے پاس مشین گنیں

اور مشین پسٹل تھے۔ اگر گدھ یا وحشی ان کے آڑے آجاتے تو وہ اس اسلحے سے آسانی سے ان کا مقابلہ کر سکتے تھے۔

"عمران صاحب"۔ اچانک بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"یس مسٹر ڈاگل"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب زاشال اور اس کے تمام ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں آپ نے بتایا تھا کہ یہ سب آکاش نامی ایک جہاز میں آئے تھے۔ ان کا جہاز سمندر میں دور کھڑا ہے۔ اس جہاز میں بھی یقیناً زاشال کے ساتھی ہوں گے۔ لیکن اگر آپ کا حکم ہو تو ان پر قابو پا کر آسانی سے جہاز پر قبضہ کیا جا سکتا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تو تم جہاز پر قبضہ کرنا چاہتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"جہاز آگے جانے کے لئے ہمارے کام آ سکتا ہے اور پھر ہمیں واپسی کا سفر بھی تو کرنا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا تم اکیلے جہاز پر قبضہ کر سکتے ہو"۔ عمران نے پوچھا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تم جہاز پر قبضہ کرنے چلے جاؤ تو ہمیں شنکارہ تک کون پہنچائے گا۔ ہمیں تو یہاں بے ہوشی کی حالت میں لایا گیا تھا اس لئے ہمارے لئے وہاں پہنچنا مشکل ہو سکتا ہے۔ تم ہمارے ساتھ ہوئے تو ہم بہت جلد وہاں پہنچ جائیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"میں آپ کو راستہ سمجھا دیتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"لگتا ہے تم جنگل کے ماحول سے خوفزدہ ہو گئے ہو۔ اسی لئے یہاں سے نکل جانا چاہتے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اگر جہاز میں موجود افراد کو زاشال اور اپنے ساتھیوں کی ہلاکت کا علم ہو گیا تو وہ جہاز کو لے کر یہاں سے نکل جائیں گے۔ پھر ہمارے پاس واپسی کا کوئی ذریعہ نہیں ہو گا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی یہ بہت ضروری ہے۔ ٹھیک ہے تم جاؤ۔ ہم شنکارہ کو خود ہی ڈھونڈ لیں گے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اپنا بیگ سنبھالا اور آگے بڑھ گیا۔ اس نے عمران کو ان راستوں کے بارے میں بتا دیا تھا جن سے ہوتے ہوئے وہ اس جگہ پہنچ سکتے تھے جہاں شنکارہ موجود تھی۔

"اب ہمیں بھی چلنا چاہئے"۔ عمران نے باقی ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

"چلو"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو انہوں نے بھی مشین گنیں اٹھائیں اور درختوں کے جھنڈ سے نکل گئے۔ اس طرف قد آدم جھاڑیاں تھیں۔ وہ گدھوں اور درختوں پر موجود وحشیوں کی نظروں سے بچنے کے لئے جھکے جھکے انداز میں ان جھاڑیوں میں گھس گئے اور پھر وہ اسی طرح چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

آگ لگنے کی وجہ سے وہاں موجود تمام گدھ اڑ گئے تھے۔ آسمان ایک بار پھر ان گدھوں سے بھر گیا تھا۔ وہ آسمان پر اڑتے ہوئے نیچے

جھانک رہے تھے کہ آگ بجھے تو وہ ایک بار پھر ان لاشوں اور وحشیوں پر جھپٹ پڑیں مگر خشک جھاڑیوں اور درختوں میں لگنے والی آگ تیزی سے پھیلتی جا رہی تھی۔ اس آگ کا دھواں آسمان پر بادلوں کی طرح اٹھتا ہوا معلوم ہو رہا تھا جس کی وجہ سے اڑتے ہوئے گدھ اس دھویں سے بھی دور بھاگنے کی کوشش کر رہے تھے۔

دو گھنٹے مسلسل جھاڑیوں اور درختوں کے بیچوں بیچ چلتے ہوئے وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں جوزف نے بے ہوش شنکارہ کو چھپایا تھا۔ اس طرف ان درندوں کی لاشیں پڑی تھیں جنہیں عمران اور اس کے ساتھیوں نے بلیک زیرو کو بچانے کے لئے ہلاک کیا تھا۔ ان درندوں کی لاشوں پر سرخ رنگ کی چیونٹیاں چمٹی ہوئی تھیں۔ وہ آدھے سے زیادہ ان لاشوں کو کھا چکی تھیں۔ عمران ان جھاڑیوں کی طرف بڑھا جہاں شنکارہ کو ہونا چاہئے تھا مگر یہ دیکھ کر اس کی پیشانی پر بل آ گئے کہ شنکارہ وہاں موجود نہیں تھی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا کیسے ہو سکتا ہے"۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

"جوزف نے شنکارہ کو ان جھاڑیوں میں ہی رکھا تھا۔ پجارن شاتانہ نے بھی کہا تھا کہ شنکارہ اسی جگہ موجود ہے مگر یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا کوئی شنکارہ کو اٹھا کر لے گیا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"شنکارہ بے ہوش تھی۔ وہ خود تو چل کر نہیں جا سکتی۔ اسے

ضرور کوئی لے گیا ہے۔ مگر اسے لے جانے والا کون ہو سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے وحشی اس طرف آئے ہوں اور ان کی نظر شنکارہ پر پڑ گئی ہو اور وہی اسے اٹھا کر لے گئے ہوں"۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی لگتا ہے"۔ عمران نے کہا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد جوزف، جوانا، ٹائیگر اور تنویر بھی وہاں پہنچ گئے۔ ان کے پاس وہ بیگ تھے جو عمران اور اس کے دوسرے ساتھی لائے تھے۔

"کیا ہوا باس۔ شنکارہ کہاں ہے"۔ جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ غائب ہو گئی ہے۔ اب اس کی تلاش میں ہمیں ایک بار پھر جوتیاں چٹخانی پڑیں گی"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ"۔ جوزف کے منہ سے نکلا۔ اس کے چہرے پر بھی پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے جیسے شنکارہ کے وہاں سے غائب ہونے پر اسے افسوس ہو رہا ہو۔ انہوں نے عمران کے پوچھنے پر بتایا کہ وہ آگ، دھویں اور جھاڑیوں میں سے ہوتے ہوئے زاشال کے ساتھیوں کے خیموں میں گئے تھے۔ چند گدھوں اور وحشیوں سے ان کا مقابلہ ہوا تھا جنہیں انہوں نے مار گرایا تھا۔ پھر انہیں ایک خیمے میں پڑے ان کے بیگ مل گئے تو وہ بیگ لے کر واپس آ گئے۔

جوزف کو شنکارہ کے غائب ہونے کی پریشانی تھی۔ اس نے عمران سے پوچھا کہ اگر اسے چند منٹ دیئے جائیں تو وہ یہ معلوم کر

سکتا ہے کہ شنکارہ کہاں ہے اور اسے کون لے گیا ہے۔ عمران نے اسے اجازت دی تو وہ فوراً ایک جگہ آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ اس طرح بیٹھ کر اس نے دایاں ہاتھ بند کر کے پیشانی پر رکھا اور دائیں ہاتھ کی مٹھی بنا کر سر سے اونچی کر لی۔ چند لمحے وہ اسی انداز میں بیٹھا رہا۔ پھر وہ اپنا عمل ختم کر کے ان کے پاس آ گیا۔

"کچھ معلوم ہوا"۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔ جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو بتاؤ۔ کہاں ہے شنکارہ"۔ عمران نے پوچھا۔

"اسے سامی گان قبیلے کا سردار زکاٹا لے گیا ہے باس۔ جو اب خود کو جنگلوں کا دیوتا کہتا ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"جنگلوں کا دیوتا"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں باس۔ وہ ایک چالاک، مکار اور انتہائی خود غرض انسان ہے۔ وہ بھی شنکارہ کو اپنی کنیز بنانا چاہتا ہے۔ اس نے جنگل کے دو بڑے دیوتاؤں کو چالاکی اور مکاری سے ہلاک کر دیا تھا جن کی طاقتیں حاصل کرنے کے بعد وہ بے شمار شیطانی طاقتوں کا مالک بن گیا ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"تو تم پریشان کیوں ہو۔ کیا سردار زکاٹا شنکارہ کو ہوش میں لانے میں کامیاب ہو جائے گا"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ سردار زکاٹا شنکارہ کو ہوش میں نہیں لا سکتا"۔

جوزف نے کہا۔

"تو پھر"۔ عمران نے کہا۔

"باس۔ سردار زکاٹا کو اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ شنکارہ کو زندہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ اسے یہ بات مہا شیطان کے ایک مہا پجاری بتائی ہیں۔ سردار زکاٹا شنکارہ کو یہاں سے ماورائی طاقتوں کی مدد سے اٹھا کر ایسی جگہ لے گیا ہے جہاں ہم کسی بھی طرح نہیں پہنچ سکے۔ وہ جگہ ایک شیطانی معبد ہے۔ اگر ہم میں سے کوئی اس معبد میں داخل ہوا تو وہ وہاں سے کبھی واپس نہیں آسکے گا۔ اس پر شیطان کا سایہ پڑ جائے گا اور شیطان اس پر حاوی ہو جائے گا۔ وہ بھی شیطان بن جائے گا چاہے وہ آپ ہوں یا میں"۔ جوزف نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ جوزف کی باتوں کا مطلب سمجھ گیا تھا۔ جوزف شنکارہ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا تاکہ پہاڑوں کے نیچے سے جب کاشارا نامی لڑکی کا جسم نکال کر لایا جائے تو جوزف ایک خاص طریقے پر عمل کر کے شنکارہ کو فنا کر دے لیکن اب شنکارہ کو سردار زکاٹا لے گیا تھا اور اس نے شنکارہ کو ایک شیطانی معبد میں رکھ دیا تھا جہاں سے جوزف جیسا انسان بھی اسے واپس نہیں لا سکتا تھا اس لئے وہ پریشان تھا۔

"یس باس"۔ جوزف نے کہا۔ عمران کے ساتھی خاموشی سے ان کی باتیں سن رہے تھے۔

"تو اب تم کیا چاہتے ہو اور کیا کرنا چاہتے ہو"۔ جولیا نے اس کی

طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمیں سامی گان قبیلے میں جانا ہو گا۔ سردار زکاٹا اور سامی گان قبیلے کے وحشی ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ ہمیں پہلے ان سب کا خاتمہ کرنا ہو گا اس کے بعد ہم پہاڑوں کے نیچے کاشارا نامی لڑکی کے جسم کی تلاش میں جائیں گے۔ کیوں جوزف۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس۔ اب ہمیں یہی کرنا ہو گا"۔ جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم شمالی جنگلوں میں کیسے جائیں گے۔ وہ تو اس جزیرے سے بہت دور ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"عمران نے مسٹر ڈاگل کو شاید اسی لئے زاشال کے جہاز پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"اگر ایسی بات تھی تو عمران کو اسے اکیلا نہیں بھیجنا چاہئے تھا۔ یہ ہم میں سے کسی کو نہیں بھیج سکتا تھا کیا"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران تنویر کی بات کا کوئی جواب دیتا اچانک اس کے کان کھڑے ہو گئے اور وہ چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا"۔ جولیا نے اسے چونکتے دیکھ کر کہا۔

"باراتی آرہے ہیں"۔ عمران نے کہا۔ ان کے ارد گرد قدم آدم جھاڑیاں تھیں اس لئے انہیں ادھر ادھر دیکھنے میں مشکل ہو رہی

تھی۔

"باراتی۔ کیا بکواس ہے۔ سچ سچ بتاؤ۔ کیا بات ہے"۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہمیں چاروں طرف سے گھیرا جا رہا ہے"۔ عمران کی بجائے جوزف نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔ انہوں نے فوراً اپنا اسلحہ سنبھال لیا۔ اچانک جھاڑیاں ہلیں اور پھر ان جھاڑیوں کے پیچھے سے بے شمار وحشی نکل کر ان کے سامنے آگئے۔ وحشی بے حد طاقتور تھے اور ان کے ہاتھوں میں نیزے اور کلہاڑے تھے۔

"خبردار۔ ان پر حملہ مت کرنا۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اگر ہم نے ان پر حملہ کیا تو یہ خونخوار گدھوں کی طرح ہم پر ٹوٹ پڑیں گے اور پھر شاید ہی ہم میں سے کوئی زندہ بچ سکے"۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ چند ہی لمحوں میں واقعی وہاں وحشی ہی وحشی دکھائی دینے لگے جن کی تعداد سینکڑوں میں تھی اور انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ وہ سب ان کی جانب خونی نگاہوں سے گھور رہے تھے۔

"مچاگارا۔ مانی تاگوبی سانارا"۔ ان میں سے ایک وحشی نے آگے بڑھ کر چیختے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہا ہے یہ"۔ جولیا نے کہا۔

"یہ ہمیں اسلحہ گرانے کو کہہ رہا ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"کیوں عمران۔ اب کیا کہتے ہو"۔ جولیا نے عمران کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

"عقل مندی کا تقاضا تو یہی ہے کہ ان کی بات مان لی جائے۔ پھر بھی تم اپنے بھائی سے پوچھ لو"۔ عمران نے کہا تو تنویر اس کی طرف غصیلی نظروں سے گھورنے لگا۔

"عمران صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں مس جولیا۔ ہمیں ان کی بات مان لینی چاہئے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اگر انہوں نے ہمیں نہتے ہوتے دیکھ کر ہم پر حملہ کر دیا تو پھر"۔ تنویر نے فوراً کہا۔

"یہ ہم پر حملہ نہیں کریں گے۔ یہ ہمیں زندہ گرفتار کرنا چاہتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو"۔ تنویر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"اگر انہوں نے ہمیں مارنا ہوتا تو یہ ہمیں اسلحہ پھینکنے کو نہ کہتے اور فوراً ہم پر حملہ کر دیتے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ عمران نے اپنی گن ان کی طرف پھینکی تو اس کے دیکھا دیکھی اس کے ساتھیوں نے بھی اپنی اپنی گنیں نیچے گرا دیں۔ اسی لمحے چند وحشی آگے بڑھے اور انہوں نے ان سب کو پکڑ کر نیچے گرا لیا اور پھر وہ ان سب کو رسیوں سے باندھنے لگے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے کسی قسم کی کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔ چند ہی لمحوں میں وحشیوں نے ان کے ہاتھ ان کی کمر کی طرف کر کے باندھ دیئے اور پھر وہ انہیں دھکیلتے ہوئے ایک طرف لے جانے لگے۔

سردار زکاٹا بے حد خوش تھا۔ مہاپجاری چاملو کی نشاندہی پر اس نے ماری کٹ جزیرے پر پہنچ کر شنکارہ کو تلاش کر لیا تھا جو ایک جگہ جھاڑیوں میں بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ سردار زکاٹا نے سب سے پہلے اپنی ماورائی طاقتوں کو بلا کر شنکارہ کو ایسی جگہ بھیج دیا تھا جہاں اس کے سوا کوئی اور نہیں جا سکتا تھا۔ اس کے بعد سردار زکاٹا نے خود پر ایک عمل کیا اور غیبی حالت میں اس جگہ پہنچ گیا جہاں زاشال اور اس کے ساتھیوں اور سامی گان وحشیوں پر خونخوار گدھ ٹوٹ پڑے تھے۔

سردار زکاٹا نے فوراً ایک منتر پڑھ کر ان تمام وحشیوں کو ان گدھوں کے حملوں سے محفوظ کر لیا۔ ان وحشیوں کے جسموں سے بے تحاشہ پسینہ بہہ نکلا تھا جس کی وجہ سے ان کے جسموں سے ایسی بو پھوٹ نکلی تھی کہ گدھ ان سے دور دور رہنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

سردار زکاٹا نے دیکھا کہ وہ جن افراد کو ان گدھوں کے حملوں سے ئی کرنا چاہتا تھا وہ سب درختوں کے ایک ایسے جھنڈ میں جا چھپے ے جہاں پر ان گدھوں کا جانا مشکل نظر آ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر سردار کاٹا نے ظاہر ہو کر وحشیوں کے سردار کاچوکا سے کہا کہ وہ وحشیوں و اس درخت کے جھنڈ کی طرف بھیجے جہاں دشمن موجود ہیں۔ وہ نہیں کسی طرح سے جھنڈ سے باہر آنے پر مجبور کرے۔ سردار زکاٹا نے بے شمار وحشیوں کو اس طرف بھیجا مگر وہ افراد درختوں سے اک تاک کر ان وحشیوں کو نشانہ بنا رہے تھے جس کی وجہ سے ان حشیوں کو ان افراد تک پہنچنے میں مشکل پیش آ رہی تھی۔ تب سردار زکاٹا نے سوچا جب تک خونخوار گدھ وہاں رہیں گے وہ افراد درختوں کے جھنڈ سے باہر نہیں نکلیں گے۔ اس نے سردار کاچوکا کو حکم دیا کہ وہ خشک لکڑیوں کو جلا کر ان گدھوں کی طرف پھینکیں تاکہ گدھ وہاں سے اڑ جائیں۔ چنانچہ سردار کاچوکا نے اپنے ساتھیوں کو ہر طرف درختوں پر چڑھنے کا حکم دیا اور پھر وہ سب درختوں سے لکڑیاں جلا جلا کر ان گدھوں کی طرف پھینکنے لگے۔ آگ دیکھ کر گدھوں نے چیختے ہوئے ادھر ادھر بھاگنا شروع کر دیا۔ پھر جب جھاڑیوں اور درختوں نے آگ پکڑنی شروع کی تو گدھ وہاں سے خوفزدہ ہو کر اڑ گئے۔

جھنڈ میں سے چند افراد آگ اور دھویں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے نکلے اور ساحل کی طرف نصب زاشال کے خیموں کی طرف بھاگ گئے۔

وحشیوں نے انہیں پکڑنے کی کوشش کی مگر وہ آتشیں ہتھیاروں کی وجہ سے انہیں نزدیک آنے کا موقع ہی نہیں دے رہے تھے۔ سردار زکاٹا نے چونکہ وحشیوں کو ان تمام افراد کو زندہ پکڑنے کا حکم دیا تھا اس لئے وحشی ان پر تیروں سے حملہ نہیں کر رہے تھے جس کا فائدہ اٹھا کر وہ وحشیوں کو ہلاک کر رہے تھے۔ پھر وہ افراد خیموں سے بڑے بڑے تھیلے لے کر نکل گئے اور جھنڈ سے دوسرے افراد بھی نکل کر جنگل کی طرف بڑھنے لگے تو سردار زکاٹا نے سردار کاچوکا کو جنگل میں پھیل کر انہیں چاروں طرف سے گھیرنے کا حکم دیا جس کے نتیجے میں آخر کار وہ تمام لوگ پکڑے گئے۔ ان کی تعداد تیرہ تھی۔ ان میں عمران اور مکاشو بھی موجود تھا جنہیں گرفت میں آتا دیکھ کر سردار زکاٹا خوش ہو گیا تھا۔

وہ سب شمالی جنگلوں سے اپنی کشتیوں پر آئے تھے۔ سردار زکاٹا کے حکم پر ان سب کو باندھ کر وہ کشتیوں میں اپنے ساتھ شمالی جنگلوں میں لے گئے اور پھر ان میں سے عمران اور مکاشو کو الگ کر کے باقی افراد کو وہاں موجود لکڑیوں کے بڑے بڑے پنجروں میں قید کر دیا گیا۔ اب وہ سب ان لکڑی کے بنے ہوئے پنجروں میں قید تھے ان سے ان کے ہتھیار پہلے ہی چھین لئے گئے تھے۔ پنجروں کے گرد وحشی نیزے لئے چوکنا کھڑے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ سردار زکاٹا نے ایک جادوئی عمل سے ان پنجروں کے گرد زمین پر آگ کا ایک بڑا سا دائرہ بنا دیا تھا جہاں آگ کے شعلے بھڑکتے ہوئے آسمان سے باتیں

تے نظر آ رہے تھے۔ اگر ان میں سے کوئی لکڑی کے بنے ہوئے ے سے نکل بھی آتا اور پہرے داروں سے بچ بھی جاتا تو وہ اس ے کے دائرے سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سردار اٹا بے حد مطمئن تھا۔

سردار زکاٹا نے عمران اور مکاشو کو درختوں کے ساتھ باندھ کر ں پر بھی پہرے لگا رکھے تھے۔ وہ اپنی جھونپڑی میں زمین پر بیٹھا تھا۔ ں کے سامنے آگ جل رہی تھی۔ آگ میں خشک لکڑیوں کے چٹخنے ی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ لکڑیوں کے چٹخنے ہی اس میں سے چنگاریاں سی اٹھتیں اور سردار زکاٹا کے ارد گرد ناچتے ہوئے ختم ہو جاتیں۔ سردار زکاٹا کی آنکھیں بند تھیں اور وہ آگ کی طرف منہ کئے افی دیر سے کچھ پڑھ رہا تھا۔ آگ کی تیز روشنی میں اس کا چہرہ تانبے کی طرح چمکتا دکھائی دے رہا تھا کہ اچانک سردار زکاٹا نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں اس قدر سرخ ہو رہی تھیں جیسے خون کے لوتھڑے ہوں۔

"مہاپجاری۔ مہاپجاری۔ میرے سامنے آؤ مہاپجاری"۔ سردار زکاٹا نے پلکیں جھپکائے بغیر آگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اچانک ایک دھماکہ ہوا۔ اس کے سامنے جلتی ہوئی آگ بجھ گئی اور وہاں دھویں کا ایک گولہ سا بنا اور تیزی سے فضا میں پھیلتا چلا گیا۔ پھر اس دھویں نے ایک انسانی روپ دھار لیا۔ چند لمحوں کے بعد دھویں میں ایک بوڑھے اور خوفناک وحشی کی شکل نظر آنے لگی۔

" میں آگیا ہوں سردار زکاٹا۔ کہو۔ کیوں بلایا ہے مجھے"۔ جھونپ
میں ایک کرخت آواز ابھری۔ دھوئیں میں انسانی شبیہہ دیکھتے
سردار زکاٹا اس کے سامنے جھک گیا۔

" مہاپجاری۔ میں ایک الجھن کا شکار ہو گیا ہوں اس لئے میں۔ تمہیں بلانے کا جاپ کیا ہے"۔ سردار زکاٹا نے ملتجیانہ لہجے میں انسا شبیہہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" کیا الجھن ہے تمہاری۔ بولو"۔ مہاپجاری نے کہا۔

" تم نے مجھ سے کہا تھا کہ میں روشنی کی دنیا کے نمائندوں کو گدھوں سے زخمی کرانے کے بعد ان سب پر سحر پھونک کر انہیں بے ہوش کر دوں اور اس کے بعد میں انہیں یہاں لے آؤں۔ مگر میں ایسا نہیں کر سکا مہاپجاری۔ وہ سب درختوں کے جھنڈ میں ایسی جگہ چھپ گئے تھے کہ گدھ ان کی طرف متوجہ نہیں ہو رہے تھے۔ چند گدھوں نے ان پر حملہ بھی کیا مگر انہوں نے انہیں آگ اگلنے والے ہتھیاروں سے ہلاک کر دیا جس کی وجہ سے میرے ساتھیوں نے ان سب کو ایک جگہ گھیر کر پکڑ لیا۔ اب میں پریشان ہوں کہ نہ تو ان میں سے کوئی گدھ سے زخمی ہوا ہے اور نہ ان پر سحر کیا جا سکتا ہے۔ میں نے ان میں سے عمران اور مکاشو کو الگ کر کے ان کے باقی ساتھیوں کو پنجروں اور آگ کے دائرے میں قید کر دیا ہے۔ کیا وہ اب بھی میرے لئے شاباک پہاڑوں کے نیچے دفن کاشارا کا جسم حاصل کرنے کے لئے جائیں گے یا نہیں اور تم نے چودہ افراد کا کہا تھا

ن کا ایک ساتھی بھاگ گیا ہے۔ اب میں کیا کروں"۔ سردار زکاٹا
نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" اگر وہ گدھوں کے حملے میں زخمی ہو جاتے تو تم ان پر میرا بتایا ہوا سحر پھونک دیتے تو وہ آسانی سے قابو میں آ سکتے تھے اور پھر تم انہیں اپنا تابع بنا کر ان سے کوئی بھی کام لے سکتے تھے۔ لیکن بہرحال اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ تم نے ان کے باقی ساتھیوں کو لکڑی کے بنے ہوئے پنجروں میں قید کر کے آگ کے حصار میں رکھ کر بہت اچھا کیا ہے۔ وہ آگ کے حصار سے نہیں نکل سکیں گے۔ تم مکاشو اور اس کے ساتھی کو ڈراؤ کہ اگر انہوں نے تمہارا کہا نہ مانا تو تم ان کے ساتھیوں کو آگ میں زندہ جلا دو گے۔ ساتھ ہی ان سے کہنا کہ اگر وہ دونوں شاباک پہاڑ کے نیچے سے کاشارا کا صحیح سلامت جسم لا کر تمہارے حوالے کر دیں تو تم نہ صرف ان دونوں کو آزاد کر دو گے بلکہ ان کے ساتھیوں کو بھی چھوڑ دو گے۔ میرا علم بتا رہا ہے کہ وہ تمہاری بات مان جائیں گے"۔ مہاپجاری نے کہا۔

" اوہ۔ لیکن مہاپجاری اگر انہوں نے کاشارا کے جسم کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

" نہیں۔ وہ ایسا نہیں کریں گے۔ کاشارا کو انہیں ہر صورت میں پہاڑوں کے نیچے سے باہر لانا ہو گا۔ تم بے فکر رہو۔ وہ یہ کام ضرور کریں گے"۔ مہاپجاری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" مہاپجاری تمہارا شکریہ۔ میں نے تمہیں یہ سب کچھ پوچھنے کے

لئے ہی بلایا تھا"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

" تم نے مجھے بلا کر اچھا کیا ہے سردار زکاٹا"۔ مہاپجاری نے کہا۔

" میں تمہارا شکر گزار ہوں مہاپجاری"۔ سردار زکاٹا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ ایک بات اور"۔ مہاپجاری نے کہا۔

" حکم مہاپجاری"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

" تم مکاشو اور اس کے ساتھی کو مقدس غار سے کاموم کا سنکھ لا کر دے دو۔ وہی سنکھ جو اپنے دور میں شنکارہ بجایا کرتی تھی۔ اس سنکھ کے بجتے ہی ہر طرف زلزلے آجاتے تھے اور زمین اور پہاڑ ہلنے لگتے تھے"۔ مہاپجاری نے کہا۔

" سنکھ"۔ سردار زکاٹا نے چونک کر کہا۔

" ہاں ۔ کاموم کا سنکھ مکاشو جب شاباک کے پہاڑوں پر جا کر بجائے گا تو ہر طرف بھونچال آجائے گا۔ پہاڑ ہلنے لگیں گے اور زمین تھرا اٹھے گی۔ اس بھونچال کی وجہ سے پہاڑوں سے بے شمار پتھر اور چٹانیں گریں گی اور وہاں بہت سے بند راستے کھل جائیں گے جس سے گزر کر مکاشو اور اس کے ساتھی اس جگہ پہنچ جائیں گے جہاں کاشارا موجود ہے"۔ مہاپجاری نے کہا۔

" لیکن ۔ مہاپجاری اگر میں نے مقدس سنکھ مکاشو کے حوالے کر دیا تو میرا اس پر کوئی جادو اثر نہیں کرے گا۔ پھر میں اسے کیسے مجبور کروں گا کہ وہ سنکھ اور کاشارا کے جسم کو میرے حوالے کر دے"۔

دار زکاٹا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" اس کا بھی ایک حل ہے سردار زکاٹا۔ تم فکر کیوں کرتے ہو"۔ مہاپجاری نے کہا۔

" وہ حل کیا ہے مہاپجاری ۔ مجھے بتاؤ تاکہ میں مطمئن ہو سکوں"۔ سردار زکاٹا نے جلدی سے کہا۔

" تم مکاشو اور اس کے ساتھیوں کے جو بڑے بڑے تھیلے لائے ہو اس میں ان کے سامان میں بے شمار آتشیں اسلحہ اور دھماکے کرنے والے گولے موجود ہیں۔ ان میں سے تم ایک گولہ اپنے پاس رکھ لینا۔ جب مکاشو اور اس کا آقا کاشارا کا جسم لے کر پہاڑی سے باہر آئیں تو تم وہ گولہ ان کے قریب پھینک دینا۔ اس گولے سے ایک تیز چمک نکلے گی جس سے مکاشو اور اس کا آقا فوراً بے ہوش ہو جائے گا۔ پھر تم ان دونوں کو فوراً آکیل کی بیلوں سے باندھ دینا جس سے وہ ہوش میں آنے کے باوجود بھی خود کو آزاد نہیں کرا سکیں گے اور اس طرح تم اپنے تمام مقاصد میں کامیابی حاصل کر لو گے"۔ مہاپجاری نے کہا۔

" اوہ ۔ ٹھیک ہے مہاپجاری ۔ کیا تم مجھے اس گولے کی پہچان کرا سکتے ہو"۔ سردار زکاٹا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ میں تمہیں اس گولے کے بارے میں تفصیل بتا دیتا ہوں ۔ تم اسے آسانی سے پہچان لو گے"۔ مہاپجاری نے کہا اور اسے مخصوص ریز بم کے بارے میں بتانا شروع کر دیا جو عمران کے بیگ

میں موجود تھا۔ سردار زکاٹا نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بیگ منگوائے اور مہا پجاری کی نشاندہی پر وہ ریز بم نکال کر اپنے پاس رکھ لیا۔

"اب میں جا رہا ہوں سردار زکاٹا۔ اب میں تب تمہارے پاس آؤں گا جب تم شنکارہ کو زندہ کر چکے ہو گے۔ اس سے پہلے نہ میں تمہارے پاس آؤں گا اور نہ تم مجھے بلانے کا جاپ کرو گے۔ سمجھ گئے تم"۔ مہا پجاری نے کہا۔

"سمجھ گیا مہا پجاری۔ بالکل سمجھ گیا"۔ سردار زکاٹا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اچانک مہا پجاری کا دھواں بنا وجود دھماکے سے پھٹا اور دھواں تحلیل ہو کر غائب ہو گیا۔ مہا پجاری کے غائب ہوتے ہی سردار زکاٹا کے سامنے آگ دوبارہ روشن ہو گئی اور آگ کی سرخ روشنی میں اس کا چہرہ ایک بار پھر چمکنے لگا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ آخری مرحلے پر کام کرنے کے لئے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا ہم یہاں خود کو گرفتار کرانے اور یہاں بندھے رہنے کے لئے آئے ہیں"۔ عمران نے جوزف کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ کچھ دیر اور انتظار کر لو۔ فادر جوشوا پر مجھے اعتماد ہے اس نے کہا تھا کہ سردار زکاٹا مقدس غار سے کاموم کا سنکھ لے کر ضرور آئے گا"۔ جوزف نے کہا۔

"ہونہہ۔ کیا غار میں جا کر وہ سنکھ تم خود حاصل نہیں کر سکتے تھے"۔ عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں باس۔ اس غار میں جانا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ غار میں جانے کے لئے مجھے بے شمار بے گناہ اور معصوم انسانوں کے خون کی بھینٹ دینا ہو گی اور یہ کام میں نہیں کر سکتا۔ میں بلاوجہ معصوم انسانوں کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا"۔ جوزف نے کہا۔

"کیا یہ کام سردار زکاٹا نہیں کرے گا۔ اگر وہ سنکھ لینے غار میں جائے گا تو اسے بھی تو انسانی خون کی بھینٹ دینی پڑے گی"۔ عمران نے کہا۔

"یہ اس کا فعل ہو گا باس۔ وہ کیا کرتا ہے اور کیا نہیں مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ سردار زکاٹا تمہیں سنکھ ضرور لا کر دے گا"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ فادر جوشوا نے یہی کہا تھا"۔ جوزف نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا تو عمران خاموش ہو گیا۔ عمران کو دراصل اپنے ساتھیوں کی فکر تھی جنہیں اس کے سامنے لکڑی کے بنے ہوئے پنجروں میں قید کر کے ان پنجروں کے گرد سردار زکاٹا نے آگ کا دائرہ سا بنا دیا تھا۔ عمران یہ تو سمجھ گیا تھا کہ سردار زکاٹا اسے اور اس کے ساتھیوں کو فی الحال ہلاک نہیں کرنا چاہتا لیکن وہ آگ کے حصار میں تھے جس کی وجہ سے ان کا دم گھٹ سکتا تھا اور گرمی کی شدت سے ان کا برا حال ہو سکتا تھا۔ عمران اور جوزف کو رسی نما بیلوں کے ساتھ درختوں سے باندھا گیا تھا۔ انہوں نے بندھے ہوئے جسم کو اس انداز میں آگے کر رکھا تھا کہ ضرورت پڑنے پر وہ جسم کو ڈھیلا کر کے خود کو آسانی کے ساتھ ان بیلوں سے آزاد کرا سکتے تھے۔ ویسے بھی وحشیوں نے انہیں جس انداز میں باندھا تھا وہ ان بیلوں سے آسانی کے ساتھ آزاد ہو سکتے تھے۔

عمران چاہتا تو آزاد ہو کر ان وحشیوں اور سردار زکاٹا پر حملہ کر کے انہیں ہلاک بھی کر سکتا تھا مگر جوزف کے کہنے پر وہ خاموش تھا۔ جوزف نے اسے بتایا تھا کہ اسے فادر جوشوا نے کہا تھا کہ وہ شاباک کے پہاڑوں میں ان راستوں کو اس وقت تک تلاش نہیں کر سکتے جب تک جوزف کاموم کے سنکھ کو نہیں بجائے گا۔ کاموم کا سنکھ کیا تھا اور اسے سردار زکاٹا نے کس مقصد کے لئے مقدس غار میں رکھا تھا جوزف کو اس بارے میں نہیں بتایا تھا البتہ اس نے کہا تھا جب وہ کاموم کا سنکھ پہاڑوں پر جا کر بجائے گا تو وہاں زلزلہ سا آ جائے گا جس سے پہاڑوں کی چٹانیں گر جائیں گی۔ ان چٹانوں اور پتھروں کے گرنے کی وجہ سے وہاں موجود کئی غاروں کے دہانے کھل جائیں گے جن میں داخل ہو کر وہ شاباک پہاڑوں کے ایک پہاڑ کے نیچے پہنچ جائیں گے جہاں صدیوں سے کاشارا نامی لڑکی کا جسم موجود تھا۔

یہ چونکہ ماورائی معاملہ تھا اور اس کا تعلق افریقہ کے گھنے اور پراسرار جنگلوں سے تھا اس لئے عمران جانتا تھا کہ اس معاملے کو جوزف سے بہتر نہ کوئی سمجھ سکتا ہے اور نہ کوئی سمجھے گا اس لئے وہ جوزف کے کہنے پر ہی عمل کر رہا تھا۔ پھر دو گھنٹوں بعد وہاں چند وحشی آئے اور وہ انہیں آکر کھولنے لگے۔ ایک وحشی نے انہیں بتایا کہ سردار زکاٹا نے انہیں اپنی جھونپڑی میں بلایا ہے۔ پھر وہ ان دونوں کو اپنے گھیرے میں ایک گھاس پھونس کی بنی ہوئی جھونپڑی میں لے گئے جہاں ایک بڑی اور اونچی مسطح چٹان پر سردار زکاٹا بڑے

فاخرانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے قریب ایک مڑا ہوا سینگ پڑا تھا جس کے ایک طرف بھونپو نما سوراخ تھا۔ اس سینگ کو دیکھ کر جوزف کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آ گئی۔ اس نے عمران کی طرف داد طلب نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہوں کہ دیکھا فادر جوشوا نے سچ کہا تھا کہ سردار زکاٹا خود انہیں کاموم کا خاص سنکھ دے گا۔ سینگ نما سنکھ کو دیکھ کر عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تو تم ہو مکاشو"۔ سردار زکاٹا نے جوزف کی جانب گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں قدیم مکاشو خاندان کے قبیلوں سے تعلق ضرور رکھتا ہوں مگر میرا نام مکاشو نہیں ہے میں جوزف دی گریٹ ہوں۔ پرنس جوزف دی گریٹ"۔ جوزف نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میری نظروں میں مکاشو خاندان سے تعلق رکھنے والا ہر وحشی مکاشو ہی ہوتا ہے اس لئے میں تمہیں مکاشو ہی کہوں گا"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"کیا چاہتے ہو۔ کیوں بلایا ہے تم نے ہمیں"۔ جوزف نے انجان بنتے ہوئے کہا حالانکہ اسے معلوم تھا کہ سردار زکاٹا نے اسے اور عمران کو کیوں بلایا ہے۔

"مجھے تم دونوں کی ضرورت ہے مکاشو۔ صدیوں پہلے شاباک پہاڑوں کے نیچے ہمارے دیوتاؤں نے مکاشو خاندان سے تعلق رکھنے

والی ایک لڑکی کی لاش کو قدیم مصری ممیوں کی طرح محفوظ کر کے رکھ دیا تھا جو آج بھی ان پہاڑوں میں محفوظ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اور تمہارا یہ ساتھی ان پہاڑوں میں جائیں اور اس لڑکی کی لاش کو ڈھونڈ لائیں جس کا نام کاشارا ہے"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"کیوں۔ تم صدیوں سے دفن کاشارا کی لاش کیوں حاصل کرنا چاہتے ہو"۔ جوزف نے سخت لہجے میں کہا۔

"زیادہ انجان بننے کی کوشش مت کرو مکاشو۔ میں جانتا ہوں تم شنکارہ اور اس کی تمام حقیقت جانتے ہو اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ میں پہاڑوں کے نیچے سے کاشارا کو کیوں نکالنا چاہتا ہوں"۔ سردار زکاٹا نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

"اگر تم جانتے ہو تو پھر تم یہ بھی جانتے ہو گے کہ جوزف دی گریٹ شیطانی نمائندوں کے لئے کوئی کام نہیں کرتا۔ تم کاشارا کو حاصل کر کے شنکارہ کو دوبارہ زندہ کرنا چاہتے ہو تا کہ تم اسے اپنے تابع کر کے اپنی شیطنیت کو عروج دے سکو۔ تمہارا کیا خیال ہے میں اس شیطانی کام میں تمہارا ساتھ دوں گا"۔ جوزف نے اس کی جانب نفرت اور غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم اور تمہارے ساتھی میری قید میں ہیں مکاشو۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ ماورائی دنیا میں اب میں کیا مقام رکھتا ہوں۔ میں چاہوں تو تمہیں اور تمہارے تمام ساتھیوں کو ایک لمحے میں جلا کر بھسم کر سکتا ہوں"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"کیا تمہاری اس دھمکی سے میں ڈر جاؤں گا"۔ جوزف نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"نہیں ڈرو گے تو مرو گے۔ میں پہلے تمہارے ساتھیوں کو اذیت ناک موت ماروں گا۔ وہ آگ کے دائرے میں قید ہیں۔ میں آگ کا دائرہ تنگ کر کے انہیں زندہ جلا دوں گا۔ پھر تمہارے سامنے تمہارے اس آقا کو ہلاک کر دوں گا اور آخر میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے"۔ سردار زکاٹا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے سردار زکاٹا"۔ جوزف نے کہا۔

"کیوں۔ میں ایسا کیوں نہیں کر سکتا"۔ سردار زکاٹا نے غراتے ہوئے کہا۔

"اگر تم نے مجھے ہلاک کر دیا تو تمہارے لئے پہاڑوں کے نیچے سے کاشارا کو کون نکال کر لائے گا۔ کاشارا کے جسم کو صحیح سلامت مکاشو خاندان کا ہی کوئی فرد نکال کر لا سکتا ہے اور میں مکاشو خاندان کا آخری فرد ہوں۔ صرف میں۔ اگر تم نے مجھے ہلاک کر دیا تو نہ تم کاشارا تک پہنچ سکو گے اور نہ کبھی شنکارہ کو زندہ کر سکو گے"۔ جوزف نے کہا تو سردار زکاٹا کے حلق سے بھیڑیئے جیسی غراہٹ سنائی دی۔

"جوزف۔ فضول باتیں چھوڑ کر اس سے مطلب کی بات کرو"۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر پاکیشیائی زبان میں کہا۔

"کیا کہہ رہا ہے تمہارا آقا"۔ سردار زکاٹا نے چونک کر کہا۔

"آقا کہہ رہا ہے کہ اگر ہم تمہاری بات مان جائیں تو اس کا ہمیں کیا فائدہ ہو گا جبکہ تم شنکارہ کو زندہ کر کے اسے اپنے تابع بنا کر ان تمام جنگلوں کے اکیلے مالک بن جاؤ گے"۔ جوزف نے کہا۔

"اوہ۔ کیا فائدہ چاہتے ہو تم"۔ سردار زکاٹا نے فوراً کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ ہم تمہارے لئے پہاڑوں کے نیچے سے کاشارا کا جسم ڈھونڈ کر لائیں اور تم بعد میں ہمیں زندہ رہنے دو گے"۔ عمران نے افریقی زبان میں کہا تو اس کی بات سن کر سردار زکاٹا چونک پڑا۔

"اوہ۔ تم ہماری زبان جانتے ہو"۔ سردار زکاٹا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ جوزف دی گریٹ کا آقا ہے۔ افریقی کیا یہ دنیا میں بولی جانے والی تمام زبانیں جانتا ہے۔ تم جواب دو۔ آقا کے سوال کا تمہارے پاس کیا جواب ہے"۔ جوزف نے فخر سے کہا۔

"میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم کاشارا کو صحیح سلامت لا کر مجھے دے دو گے تو میں تمہیں اور تمہارے تمام ساتھیوں کو زندہ چھوڑ دوں گا"۔ سرداز زکاٹا نے کہا۔

"شیطان کے وعدوں پر شیطان ہی یقین کر سکتا ہے میں نہیں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"۔ سردار زکاٹا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

" سردار زکاٹا ۔ ہم سے زیادہ تم مجبور ہو ۔ اگر تم نے ہمیں یا ہمارے ساتھیوں کو ہلاک کیا تو تم شنکارہ کو تابع کرنے کے خیال سے بھی ہمیشہ کے لئے محروم رہ جاؤ گے اور اگر تم چاہتے ہو کہ ہم تمہارا کام کریں تو تمہیں ہماری بات ماننی ہو گی ۔ انکار کی صورت میں نقصان تمہارا ہے صرف تمہارا" ۔ جوزف نے کہا۔

" ہونہہ ۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو" ۔ سردار زکاٹا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اگر تم چاہتے ہو کہ ہم تمہارے لئے پہاڑوں کے نیچے سے کاشارا کو تلاش کر کے لائیں تو تمہیں ہمارے تمام ساتھیوں کو چھوڑنا ہو گا ہم اپنے ساتھیوں کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں" ۔ عمران نے کہا۔

" یہ نہیں ہو سکتا۔ تمہارے تمام ساتھی اس وقت تک میری قید میں رہیں گے جب تک تم کاشارا کو نہیں لے آتے" ۔ سردار زکاٹا نے سخت لہجے میں کہا۔

" اگر یہ نہیں ہو سکتا تو ہم بھی تمہارا کام کرنے سے انکار کرتے ہیں سردار زکاٹا ۔ چاہے تم ہمیں ہلاک کر دو یا ہمارے ساتھیوں کو" ۔ جوزف نے سخت لہجے میں کہا۔

" سوچ لو مکاشو ۔ یہ درست ہے کہ میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہلاک نہیں کر سکتا مگر میں تم سب کو اس قدر خوفناک اذیتیں دے سکتا ہوں جس کا تم سوچ بھی نہیں سکتے ۔ ان جنگلوں میں زہریلی چیونٹیوں کی بہتات ہے ۔ میں تم سب کو زمین میں گاڑ کر

ان زہریلی چیونٹیوں کو تم پر چھوڑ دوں گا جو تمہارے جسم کا گوشت کھا جائیں گی" ۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

" پھر وہی دھمکیاں ۔ احمقانہ باتیں مت کرو ۔ کوئی ٹھوس بات کرو ۔ ہمارے ساتھی ہمیں واپس کر دو تو ہم تمہارے لئے کاشارا کا جسم لے آئیں گے ورنہ تم کچھ بھی نہیں کر سکو گے" ۔ عمران نے کہا تو سردار زکاٹا غصے اور پریشانی سے ہونٹ چبانے لگا۔

" سوچ کیا رہے ہو سردار زکاٹا ۔ اسی میں تمہارا فائدہ ہے ۔ شنکارہ تمہارے قبضے میں ہے ۔ تم اسے اپنے پاس ہی رکھو ۔ جب ہم کاشارا کو لائیں گے تو تم اس کے ساتھ جو مرضی کرنا ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہو گا" ۔ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں تمہارے ساتھیوں کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوں مگر تمہیں بھی میری ایک بات ماننا ہو گی" ۔ سردار زکاٹا نے جیسے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

" بولو " ۔ عمران نے کہا۔

" پہاڑوں کے نیچے تم اور تمہارے ساتھی جہاں جائیں گے وہاں تمہیں میرے چند ساتھیوں کو بھی اپنے ساتھ لے جانا ہو گا ۔ وہ تم پر نظر رکھیں گے ۔ اگر تم میں سے کسی نے شرات کرنے یا مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی تو وہ تمہیں اسی وقت ہلاک کر دیں گے" ۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

" ہمیں منظور ہے " ۔ عمران نے کہا۔ سردار زکاٹا کی بات سن کر

اس کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی تھی۔ جوزف بھی زیر لب مسکرا رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے عمران اور جوزف پہلے سے ہی جانتے تھے کہ سردار زکاٹا یہ بات ضرور کہے گا اور وہ اس کی بات فوراً مان جائیں گے سردار زکاٹا نے وہاں موجود سردار کاچوکا اور دوسرے وحشیوں کو حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھیوں کو آزاد کر دیں تو وہ اس طرف بڑھ گئے جہاں لکڑی کے پنجروں میں عمران کے ساتھی قید تھے۔ سردار زکاٹا نے منتر پڑھ کر پنجروں کے گرد لگی ہوئی ماورائی آگ بجھا دی اور پھر اس نے چٹان پر پڑا ہوا سنکھ اٹھا کر جوزف کو دے دیا اور اسے بجانے کا مخصوص طریقہ سمجھانے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں سردار کاچوکا ان کے تمام ساتھیوں کو وہاں لے آیا۔ عمران کے کہنے پر سردار زکاٹا نے ان کے بیگ ان کو واپس کر دیئے تھے۔

یہ ایک طویل اور انتہائی دشوار گزار پہاڑی سلسلہ تھا جو تاحد نگاہ پھیلا ہوا تھا۔ ہر طرف فلک بوس پہاڑ دکھائی دے رہے تھے۔ پہاڑ سنگی ہونے کے باوجود سرسبز تھے۔ ہر طرف سبز گھاس اور چھوٹے بڑے درخت تھے۔ ان پہاڑوں کے درمیان ہر طرف چھوٹے بڑے درے بنے ہوئے تھے۔ بعض جگہ ان پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچنے کے لئے چٹانوں کو تراش کر سیڑھیاں سی بنا دی گئی تھیں جس کی وجہ سے ان اونچے اور دشوار گزار راستوں سے گزرنے کی بجائے پہاڑوں پر ان سیڑھیوں سے آسانی کے ساتھ چڑھا جا سکتا تھا۔ سیڑھیاں بعض پہاڑوں پر بنائی گئی تھیں اور بعض پہاڑ تو ایسے تھے جو سلیٹ کی طرح سیدھے اور کافی بلند تھے جن پر چڑھنا ناممکن تھا۔ ان پہاڑوں کا سلسلہ آپس میں ملا ہوا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی بیس سامی گان قبیلے کے وحشیوں کے

ساتھ ان دشوار گزار اور اونچے پہاڑوں پر چڑھ رہے تھے۔ گو وہ پہلے سیڑھیوں والے پہاڑوں پر چڑھے تھے مگر اگلے پہاڑ پر جانے کے لئے ایک تو انہیں تیزی سے ڈھلان سے نیچے آنا پڑا تھا اور دوسرے اگلے پہاڑ پر وہ مختلف راستوں سے اوپر چڑھ رہے تھے۔ وہاں چونکہ سیڑھیاں نہیں تھیں اس لئے وہ پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہوئے پہاڑ پر چڑھ رہے تھے۔ عمران اپنے ساتھ کوہ پیمائی کا سارا سامان بھی لایا تھا۔ وہ ان سب سے آگے تھا اور وہ سنگی چٹانوں پر کھونٹے ٹھونکتا ہوا اور ان میں رسی پھنسا کر اوپر ہی اوپر چڑھتا جا رہا تھا۔ اس کے تمام ساتھیوں نے جسموں پر کوہ پیمائی کے مخصوص لباس کے ساتھ چمڑے کی موٹی بیلٹس باندھ رکھی تھیں جن میں باقاعدہ ہک لگے ہوئے تھے۔ ان کے ہکوں میں وہ رسی بندھی ہوئی تھی جو عمران اوپر باندھتا جا رہا تھا اگر کسی کا پاؤں پہاڑوں پر سے رپٹ جاتا تو وہ اس رسی کی وجہ سے ہزاروں فٹ کی بلندی سے نیچے گرنے سے بچ سکتا تھا جبکہ وحشی ان رسیوں کا سہارا لئے بغیر پہاڑوں کی درزوں اور پتھروں پر قدم جماتے ہوئے اوپر آ رہے تھے۔ وہ ان پہاڑوں پر چڑھنے کا شاید برسوں سے تجربہ رکھتے تھے اس لئے انہیں اوپر چڑھنے میں کوئی خاص مشکل نہیں ہو رہی تھی۔ تین مختلف پہاڑوں سے گزرتے ہوئے وہ چوتھے پہاڑ کے قریب آ گئے جو سیاہ رنگ کا تھا اور سلیٹ کی طرح سیدھا اور خاصا بلند تھا۔ پہاڑوں پر مسلسل چڑھتے ہوئے ان سب کا تھکاوٹ سے برا حال ہو گیا تھا اور ان سب کے چہروں پر تھکاوٹ کے

آثار صاف دکھائی دے رہے تھے۔ سب سے زیادہ بری حالت سلیمان کی تھی۔ اس کا رنگ اس مسلسل سفر سے زرد ہو گیا تھا۔

"بس۔ میں اور اوپر نہیں جا سکتا"۔ سلیمان نے ایک چٹان پر دھم سے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ اتنی جلدی تھک گئے۔ ابھی تو میں نے تمہیں سب سے بلند پہاڑ کی چوٹی پر لے جانا ہے۔ اس چوٹی پر لے جا کر میں تمہیں دھکا دوں گا تاکہ تمہاری تنخواہوں سے میری جان چھوٹ جائے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بے فکر رہیں۔ میں مرنے کے بعد بھی آپ کی جان نہیں چھوڑوں گا۔ مرنے کے بعد میرا بھوت آپ سے تنخواہیں وصول کرنے آ جائے گا"۔ سلیمان نے کہا تو سب مسکرا دیئے۔ سامی گان قبیلے کے وحشی ان سے کچھ فاصلے پر ان کے ارد گرد کھڑے ہو گئے تھے تاکہ وہ ان پر نظر رکھ سکیں۔

"کوئی بات نہیں۔ تم بھوت بن کر آؤ تو سہی میں جوزف سے کہہ کر تمہارے بھوت کو کسی بوتل میں بند کرا دوں گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سلیمان ٹھیک کہہ رہا ہے عمران۔ صبح سے شام ہو گئی ہے تم نے اور جوزف نے اونچے اونچے پہاڑوں پر چڑھا کر ہمارا حشر کر دیا ہے اب کچھ دیر ہم سب کو آرام کرنے دو"۔ جولیا نے سلیمان کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"اپنے بھائی سے پوچھ لو۔ اگر وہ بھی تھکاوٹ محسوس کر رہا ہو تو میں آرام کرنے کے لئے تیار ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیا میں تمہیں سٹیل لیس سٹیل کا بنا ہوا نظر آتا ہوں"۔ تنویر نے فوراً کہا اور پھر اچانک اس کا رنگ اڑ گیا جیسے اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہو کہ وہ نادانستگی میں یہ مان بیٹھا تھا کہ وہ جولیا کا بھائی ہے۔ اس کی بات سن کر وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"مم۔ میں۔ میں"۔ تنویر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا پھر وہ غضبناک نظروں سے عمران کو گھورنے لگا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو اور وہ یہیں عمران کو شوٹ کر دے۔

"آج اگر میں دارالحکومت میں ہوتا تو سارے دارالحکومت کی سوئیٹس شاپ بند کرا دیتا"۔ عمران نے کہا۔

"سوئیٹس شاپ بند کرا دیتے۔ مگر کیوں"۔ جولیا نے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کی بات نہ سمجھ سکی ہو۔ اس کے ساتھی بھی عمران کی اس بات پر حیران ہو کر اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"سیدھی سی بات ہے۔ میں ان تمام شاپس سے مٹھائیاں خرید لیتا تو خالی دکانوں کو انہوں نے بند ہی کرنا تھا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اس قدر مٹھائی آپ کیا کرتے"۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سارے شہر میں بانٹ دیتا۔ آج پہلی بار مجھے اپنا سکوپ بنتا نظر آیا ہے"۔ عمران نے کہا تو وہ سب قہقہہ لگائے بغیر نہ رہ سکے جبکہ تنویر اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔ وہ سب مختلف چٹانوں اور پتھروں پر بیٹھ گئے تھے۔ انہوں نے بیگز سے خشک میوہ جات اور پانی کی بوتلیں نکالیں اور کھانے پینے میں مصروف ہو گئے۔

"جوزف"۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"۔ جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اپنے بھائی بندوں کے پاس جاؤ۔ انہیں بھی کچھ کھانے پینے کا پوچھ لو اور ان سے ان کے نام بھی پوچھ لینا۔ بعد میں ہمارے کام آئیں گے"۔ عمران نے کہا تو جوزف سر ہلا کر اٹھا اور ایک بیگ لے کر ان وحشیوں کی طرف چل پڑا۔

"کیا ضرورت ہے ان سے نام پوچھنے کی۔ میں تو کہتا ہوں ان سب کا یہیں خاتمہ کر دیتے ہیں۔ ان کا انداز ایسا ہے جیسے موقع ملتے ہی ہم پر حملہ کر دیں گے۔ اس سے پہلے کہ یہ ایسا کچھ سوچیں ان کو ہلاک کر دینا بہتر ہو گا"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میرے باراتی کم کرنے کا ارادہ ہے کیا"۔ عمران نے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"شٹ اپ۔ اگر اب تم نے کوئی بکواس کی تو میں تمہیں گولی مار دوں گا"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"واقعی عمران صاحب آخر ان دم چھلوں کو ساتھ رکھنے کی کیا ضرورت ہے"۔ صفدر نے جلدی سے بولتے ہوئے کہا۔

"تم سب بھی تو میرے ساتھ ہو۔ اگر میں دس بیس کو اور ساتھ رکھ لوں تو کیا فرق پڑے گا"۔ عمران نے کہا۔

"چلو۔ اس بہانے تم مانے تو سہی کہ تمہاری دم بھی ہے"۔ تنویر نے کہا تو اس کے برجستہ جواب پر سب ہنس پڑے۔

"دم مونث ہوتی ہے اور میرا خیال ہے ہم میں صرف ایک ہی مونث ہے۔ تمہاری مہربانی جو اسے تم میری کہہ رہے ہو"۔ عمران نے کہا تو ان سب کی ہنسی تیز ہو گئی جبکہ جولیا کا رنگ سرخ ہو گیا تھا۔

"تم مجھے دم کہہ رہے ہو"۔ جولیا نے عمران کی طرف مصنوعی غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"قسم لے لو جو میں نے ایسی بات کی ہو۔ یہ بات تو تمہارے بھائی جان نے کی ہے۔ کسی سے پوچھ لو"۔ عمران نے کہا جبکہ تنویر غصے سے ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران سے باتوں میں جیتنا اس کے بس کی بات نہیں ہے۔ چند لمحوں بعد جوزف واپس آگیا۔ اس نے وحشیوں کو خشک میوے اور چند پانی کی بوتلیں دے دی تھیں جن پر وہ سب مر بھکوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

"میں نے ان کے نام معلوم کر لیئے ہیں باس"۔ جوزف نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آخر ان سے ان کے نام پوچھنے کی کیا ضرورت تھی تمہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"ان سے ہم نے عمرو عیار کا کام لینا ہے اس لئے ان کے نام و پتے پوچھنا ضروری تھا"۔ عمران نے کہا۔

"عمرو عیار کا کام۔ کیا مطلب"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وقت آنے پر بتاؤں گا۔ فی الحال ہمیں اس پہاڑ پر چڑھنا ہے"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ان سب کے منہ بن گئے۔ عمران بار بار اپنی عادت کے مطابق سسپنس پیدا کر رہا تھا۔

"اس پہاڑ پر چڑھتے چڑھتے تو ہمیں کئی دن لگ جائیں گے۔ یہ خاصا اونچا ہے اور سلیٹ کی طرح سیدھا پہاڑ ہے۔ اس پر کیل کانٹے لگائے بغیر ہم کیسے چڑھیں گے"۔ جولیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس۔ اب ہمیں اس پہاڑ پر نہیں چڑھنا پڑے گا"۔ جوزف نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ وحشیوں کو کھانے پینے کا سامان دے کر واپس آنے کے بعد غور سے اس پہاڑ کو دیکھ رہا تھا۔

"کیوں۔ کیا یہ وہی پہاڑ ہے جس کے نیچے کاشارا دفن ہے"۔ کیپٹن شکیل نے جوزف کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میری نظریں اس پہاڑ میں دیکھ رہی ہیں۔ کاشارا اسی پہاڑ کے نیچے ہے"۔ جوزف نے مسلسل پہاڑ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ پہاڑ تو بالکل سپاٹ ہے۔یہاں تو دور دور تک کوئی کریک یا کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا۔ہم اس پہاڑ میں جائیں گے کیسے"۔جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس پہاڑ کے راستے ہمارے لئے خود کھلیں گے۔یہ پہاڑ ہمیں بتائے گا کہ ہمیں کیسے اس میں جانا ہے"۔جوزف نے کہا۔

"پہاڑ بتائے گا۔یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔میری سمجھ تو کچھ نہیں آ رہا"۔جولیا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"جوزف۔کیا تمہیں یقین ہے کہ کاشارا اسی پہاڑ کے نیچے ہے"۔عمران نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔جوزف مکاشو خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور کاشارا کا تعلق بھی اسی خاندان سے ہے۔مجھے اس پہاڑ میں سے کاشارا کی خوشبو آ رہی ہے"۔جوزف نے کہا۔

"بدبو آ رہی ہو گی۔خوشبو کا کسی لاش سے کیا تعلق"۔سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو"۔عمران نے سخت لہجے میں کہا تو سلیمان نے ہونٹ بھینچ لئے۔جوزف آگے بڑھا اور پہاڑ کی چٹانوں کو چھو کر دیکھنے لگا۔

"یس باس۔یہی ہے وہ پہاڑ۔کاشارا اسی پہاڑ کے نیچے ہے"۔چند لمحوں بعد جوزف نے تیز آواز میں کہا۔

"گڈ۔تو پھر اس پہاڑ میں جانے کے لئے راستہ کھولو"۔عمران نے کہا۔

"یس باس۔آپ ان سب کے ساتھ پیچھے ہٹ جائیں۔میں سنکھ بجاتا ہوں"۔جوزف نے آگے بڑھ کر زمین پر رکھے ہوئے بیگ میں سے سردار زکاٹا کا دیا ہوا سینگ نما سنکھ نکالتے ہوئے کہا۔

"سینگ۔کیا مطلب۔اس کے بجانے سے کیا ہو گا۔یہ جوزف کیا کہہ رہا ہے میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا"۔جولیا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔وہ چونکہ سنکھ کی حقیقت سے لاعلم تھی اس لئے اس سینگ کو وہ سب حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔

"یہ سینگ جب بجے گا تو کھل جا سم سم کا کام کرے گا۔اپنا اپنا سامان اٹھاؤ اور پہاڑ سے دور ہٹ جاؤ"۔عمران نے کہا تو ان سب نے اپنے بیگ اٹھائے اور پیچھے ہٹتے چلے گئے۔جوزف نے چیخ کر سامی گان کے وحشیوں کو بھی پہاڑ سے دور ہٹنے کا کہہ دیا تھا۔وہ سب بھی پہاڑ سے کچھ فاصلے پر ہو گئے تھے۔

ان سب کو دور جاتے دیکھ کر جوزف نے سینگ منہ سے لگایا اور اس میں زور زور سے پھونکیں مارنے لگا۔دوسرے ہی لمحے ہر طرف بھونپو نما تیز آواز گونج اٹھی۔وہ سب چونکہ ویران پہاڑی علاقے میں موجود تھے اس لئے انہیں یوں لگ رہا تھا جیسے سنکھ کی آواز پہاڑوں سے ٹکرا کر بازگشت کی طرح لوٹ رہی ہو۔جوزف زور زور سے سنکھ بجا رہا تھا اور پھر چند لمحوں بعد اچانک انہیں زمین میں لرزش محسوس ہوئی۔

"یہ ۔ یہ کیا ہو رہا ہے"۔ سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شاید زلزلہ آ رہا ہے"۔ خاور نے کہا۔ اب زمین کی لرزش میں اضافہ ہو گیا تھا۔ زمین کے ساتھ ساتھ اس کے ارد گرد کے پہاڑ بھی لرزنے لگے تھے اور ان پہاڑوں پر سے چھوٹے بڑے پتھر نیچے آ رہے تھے۔

"چٹانوں کی اوٹ لے کر زمین پر لیٹ جاؤ ورنہ پہاڑوں سے گرنے والے پتھروں سے زخمی ہو جاؤ گے"۔ عمران نے بلند آواز میں کہا تو وہ سب تیزی سے دائیں بائیں موجود بڑی بڑی چٹانوں کی طرف بڑھ گئے۔ جوزف مسلسل سنکھ بجا رہا تھا۔ اس پہاڑ کے بڑے بڑے پتھر ٹوٹ کر جوزف کے ارد گرد گر رہے تھے لیکن جوزف کو ان کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ مسلسل اور خوفناک زلزلے کی وجہ سے اس پہاڑ میں دراڑیں سی پڑتی جا رہی تھیں اور وہاں گرد و غبار کا جیسے طوفان سا اٹھ رہا تھا۔ جوزف اس گرد کے طوفان میں مکمل طور پر چھپ گیا تھا لیکن فضا خوفناک دھماکوں، زمین کی گونج کے ساتھ ساتھ مسلسل سنکھ کی آواز سے گونج رہی تھی۔ پھر یکلخت ایک زور دار دھماکہ ہوا جیسے جوزف کے سامنے موجود پہاڑ کے کسی حصے میں ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔

اس دھماکے کے ساتھ ہی زمین کی لرزش میں کمی آنا شروع ہو گئی تھی۔ گونج کی آواز آہستہ آہستہ کم ہوتے ہوتے بالکل ختم ہو گئی

ر زمین نے ہلنا بند کر دیا۔ البتہ پتھروں اور چٹانوں کے گرنے کی وازیں انہیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں اور انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے پتھر اور چٹانیں ان پر گر رہے ہوں اور وہ ہمیشہ کے لئے ان کے نیچے دفن ہو جائیں گے۔

"میں نے مکاشو اور اس کے ساتھی عمران کی بات مان کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ مجھے ان کے ساتھیوں کو نہیں چھوڑنا چاہئے تھا"۔ سردار زکاٹا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ وہ اپنی مخصوص جھونپڑی میں بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کے سامنے سردار کاچو کا سر جھکائے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"آپ پریشان نہ ہوں آقا۔ میں نے ان کے ساتھ بیس طاقتور جنگجو بھیجے ہیں۔ اگر انہوں نے بھاگنے یا کاشارا کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو وہ ان سب کو ہلاک کر دیں گے"۔ سردار کاچو نے کہا۔

"اس کے باوجود مجھے یوں لگ رہا ہے کہ میں نے ان کے ساتھیوں کو چھوڑ کر بہت بڑی غلطی کی ہے"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"تب میں کیا کہہ سکتا ہوں آقا"۔ سردار کاچو نے کہا۔

"ہونہہ۔ ان کے پاس آتشیں ہتھیار ہیں۔ ان آتشیں ہتھیاروں کے سامنے بیس وحشی کوئی حثیت نہیں رکھتے۔ تمہیں چاہئے تھا کہ ان کے ساتھ سو وحشیوں کو بھیجتے"۔ سردار زکاٹا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ کا ہی حکم تھا آقا کہ ان کے ساتھ بیس طاقتور اور جنگجو وحشیوں کو بھیجا جائے۔ میں نے آپ کے حکم پر ہی عمل کیا ہے"۔ سردار کاچو نے سردار زکاٹا کو غصے میں دیکھ کر سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ اب میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں کیا کروں۔ مہا پجاری نے بھی مجھ سے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ اب شنکارہ کے زندہ ہونے کے سے پہلے نہ میرے کہنے پر آئے اور نہ وہ خود آئے گا۔ اگر وہ آ جاتا تو میں اپنی غلطی سدھار لیتا۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے"۔ سردار زکاٹا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ وہ جن پہاڑوں کی طرف گئے ہیں اگر آپ کا حکم ہو تو میں ان کے پیچھے اور جنگجو بھیج دوں"۔ سردار کاچو نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ مناسب رہے گا۔ وہ لوگ زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے۔ تم ان کے پیچھے بے شمار وحشیوں کو لے جاؤ اور خفیہ طور پر ان پر نظر رکھو۔ اگر وہ ساتھ جانے والے وحشیوں پر حملہ کرنے یا کاشارا کو لے کر کسی دوسری طرف جانے کی کوشش کریں تو انہیں وہیں گھیر کر پکڑ لینا۔ دھیان رکھنا۔ ان میں سے کسی کو ہلاک نہیں

ہونا چاہیئے۔ شنکارہ کو زندہ کرنے کے لئے مجھے ان سب کی بھینٹ دینی ہے۔ اس لئے ان سب کا زندہ رہنا ضروری ہے"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"جو حکم آقا"۔ سردار کاچوکا نے کہا۔

"اور ہاں۔ اپنے ساتھ یہ گولہ لے جاؤ۔ جب تم انہیں کاشارا جسم باہر لاتے دیکھو تو اس گولے کا یہ نشان دبا کر اسے ان کی طرف پھینک دینا۔ گولہ ان کے قریب گر کر پھٹے گا تو اس میں سے تیز روشنی نکلے گی جس سے وہ سب بے ہوش ہو جائیں گے۔ تم ان سب کو اسی بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر لے آنا"۔ سردار زکاٹا نے کہا اور پھر اس نے چٹان میں موجود ایک سوراخ میں ہاتھ ڈال کر ایک گیند نما گولہ نکالا اور سردار کاچوکا کی طرف بڑھا دیا جسے سردار کاچوکا گھما گھما کر حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگا جیسے وہ اس گولے کی ہیئت کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"باہر جا کر نائب سردار کونگو کو اندر بھیج دو۔ تمہاری واپسی تک میں یہاں شنکارہ کو زندہ کرنے کے باقی انتظامات مکمل کرانا چاہتا ہوں"۔ سردار زکاٹا نے کہا تو سردار کاچوکا سر ہلا کر جھونپڑی سے باہر نکل گیا۔ پھر تھوڑی دیر میں ایک اور لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم والا وحشی اندر آیا۔ اس نے جھک کر مؤدبانہ انداز میں سردار زکاٹا کو سلام کیا۔

"کانگو حاضر ہے آقا۔ حکم"۔ آنے والے وحشی نے مؤدبانہ لہجے میں

تو سردار زکاٹا اسے ہدایات دینے لگا۔ ہدایات سن کر کانگو نے ات میں سر ہلایا اور ایک بار پھر وہ سردار زکاٹا کو سلام کر کے الٹے موں جھونپڑی سے باہر چلا گیا۔

سردار زکاٹا کو پجارن شاتانہ کے ہلاک ہونے کا علم ہو گیا تھا۔ ں کی ہلاکت کا اسے افسوس تھا۔ مہاپجاری کی بجائے وہ بھی اسے ہترین مشورے دے سکتی تھی لیکن اب وہ بھی نہیں رہی تھی۔ ہارن شاتانہ کی ہلاکت کا سردار زکاٹا کو افسوس ضرور تھا مگر وہ اس ات سے مطمئن تھا کہ اب وعدے کے مطابق اسے پجارن شاتانہ کو شنکارہ کی آدھی طاقتوں کی مالکہ نہیں بنانا پڑے گا۔ شنکارہ زندہ رہنے کے بعد صرف اس کی محکوم ہو گی لیکن اسے اس بات کا افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے مہا شیطان کے مہاپجاری کی باتوں پر عمل نہیں کیا تھا مہاپجاری نے اسے سختی سے ہدایات دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ کاشارا کو حاصل کرنے کے لئے مکاشو اور اس کے آقا عمران کو بھیجے اور ان کے ساتھیوں کو اپنی قید میں رکھے لیکن مکاشو اور عمران جس طرح اس کے سامنے اکڑ گئے تھے کہ وہ اپنے ساتھیوں کے بغیر شاباک کے پہاڑوں کی طرف نہیں جائیں گے تو سردار زکاٹا ان کے ساتھیوں کو رہا کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

گو اس نے ان سب پر نظر رکھنے کے لئے قبیلے کے بیس طاقتور اور جنگجو وحشیوں کو ان کے ساتھ بھیج دیا تھا لیکن اب سردار زکاٹا سوچ رہا تھا کہ ان کے مقابلے میں بیس وحشی بے حد کم تھے۔ ان

وحشیوں کو وہ آسانی سے آتشیں اسلحے سے ہلاک کر سکتے تھے۔ سردار زکاٹا کو اس بات کی فکر تھی کہ عمران اور مکاشو کاشارا کے جسم کو نکال کر کہیں اسے تلف ہی نہ کر دیں یا اسے لے کر وہ وہاں سے فرار نہ ہو جائیں۔ مکاشو نے جس طرح سے شنکارہ کو بے بس کر رکھا تھا اب وہ اسی صورت میں ہی جاگ سکتی تھی جب وہ کاشارا کے جسم میں داخل ہو کر نئی زندگی نہ حاصل کر لیتی۔

"ہونہہ۔ میں نے سردار کاچوکا کو بے شمار وحشیوں کے ہمراہ ان کے پیچھے بھیج دیا ہے۔ اب وہ ان کی نظروں میں آئے بغیر بچ کر نہیں نکل سکیں گے"۔ سردار زکاٹا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر وہ شنکارہ کو زندہ کرنے اور اس کے لئے مکاشو، عمران اور اس کے ساتھیوں کی بھینٹ دینے کا انتظام کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور جھونپڑی سے نکلتا چلا گیا۔

پتھروں اور چٹانوں کے گرنے کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا اور ہر طرف پھیلا ہوا گرد کا غبار بھی آہستہ آہستہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ جب عمران اور اس کے ساتھیوں نے دیکھا کہ پہاڑوں پر سے پتھر اور چٹانوں کے گرنے کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ چٹانوں کے پیچھے زمین پر لیٹ کر وہ پتھروں اور چٹانوں سے تو بچ گئے تھے مگر گرد نے ان سب کے حلیئے بگاڑ دیئے تھے۔ دھول سے ان کے جسم اور لباس اٹ گئے تھے اور وہ واقعی گرد میں اٹے ہوئے بھوت دکھائی دے رہے تھے۔ چٹانوں کے عقب سے نکل کر وہ اپنے لباس اور سروں پر پڑی ہوئی مٹی جھاڑنے میں مصروف ہو گئے۔

"خدا کی پناہ۔ اس حالت میں اگر ہمیں بھوت بھی دیکھ لیں تو وہ بھی ہمیں دیکھ کر ڈر جائیں اور دم دبا کر بھاگ جائیں"۔ سلیمان نے کپڑے جھاڑتے ہوئے کہا۔

"بھوت ڈریں یا نہ ڈریں مگر تمہاری حالت دیکھ کر بھوتوں کے دادا اور دادی ضرور ڈر جائیں گے۔ تم ان کے قبیل کے سب سے بھیانک پردادا قسم کے بھوت معلوم ہوتے ہو"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر سب ہنس پڑے۔

"اور آپ کون سے ان کے عام رشتے دار معلوم ہوتے ہیں"۔ سلیمان نے برجستہ جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ یہ کیا"۔ اس سے پہلے کہ عمران سلیمان کی بات کا کوئی جواب دیتا جولیا نے چونک کر کہا تو وہ سب اس کی طرف دیکھنے لگے جولیا کی نظریں سلیٹ جیسے سپاٹ پہاڑ کی طرف جمی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اس پہاڑ کی طرف دیکھا تو وہ سب بھی چونک پڑے۔ پہاڑ کے سامنے جہاں جوزف کھڑا تھا اس کے سامنے پہاڑ میں ایک بہت بڑا شگاف دکھائی دے رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پہاڑ کا درمیانی حصہ ہٹ گیا ہو اور اس میں شگاف پڑ گیا ہو۔ شگاف بے خاصا بڑا اور چوڑا تھا اور دور تک جاتا دکھائی دے رہا تھا۔

"گڈ۔ تو آخر کار مکاشو نے پہاڑ کے اندر جانے کا راستہ تلاش کر ہی لیا ہے"۔ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور تیز تیز چلتا ہوا جوزف کی طرف بڑھنے لگا۔

"جوزف۔ کیا یہی ہے وہ شگاف جس میں داخل ہو کر ہم کاشارا تک پہنچ سکتے ہیں"۔ عمران نے جوزف کے قریب پہنچ کر اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ سنکھ بجانے کے بعد پہاڑ میں یہی ایک شگاف نمودار ہوا ہے۔ اس کے علاوہ پہاڑ کے کسی حصے میں کوئی شگاف نہیں ہوا جس کا مطلب ہے کہ یہی راستہ ہمیں کاشارا تک لے جائے گا"۔ جوزف نے کہا۔ اس اثناء میں وحشی بھی بھاگ کر ان کے قریب آ گئے تھے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پہاڑ کے شگاف کو دیکھ رہے تھے۔ ان کی تعداد پوری تھی۔ شاید انہوں نے بھی چٹانوں کے پیچھے چھپ کر پہاڑوں سے گرنے والے پتھروں سے اپنی جانیں بچا لی تھیں۔

عمران آگے بڑھا اور شگاف میں جھانکنے لگا جہاں کچھ دور تک تو روشنی تھی اس کے بعد اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔

"تنویر۔ اپنے بیگ سے ایک فائر راڈ نکال کر دینا"۔ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر نے سر ہلا کر اپنے بیگ سے ایک فائر راڈ نکال کر عمران کو دے دیا۔ عمران نے فائر راڈ لے کر اس کے سرے سے ڈھکن نما ڈاٹ اتارا اور راڈ کے سرے کو اس ڈاٹ سے رگڑا تو اچانک راڈ میں سے جیسے انار پھوٹ نکلا۔ سرخ رنگ کی آگ کی پھوار سی نکلی۔ عمران نے اس جلتے ہوئے راڈ کو پوری قوت سے شگاف کے اندر پھینک دیا۔ راڈ زوردار آواز کے ساتھ دور کہیں جا گرا اور غار میں جیسے سرخ روشنی سی بھرتی چلی گئی۔

"اوہ۔ غار آگے جا کر عمودی انداز میں نشیب کی طرف جا رہا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہمیں اس پہاڑ کی کس قدر گہرائی میں جانا ہو گا"۔ جولیا نے

عمران سے پوچھا۔

"کیا کہہ سکتا ہوں۔ تم سب احتیاطاً آکسیجن سلنڈر نکال کر چہروں پر گیس ماسک چڑھا لو۔ ہو سکتا ہے کہ گہرائی میں جا کر ہمیں آکسیجن کی ضرورت پڑے"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ صدیوں سے بند غار میں واقعی آکسیجن کی کمی ہو گی۔ ہم تو اپنی حفاظت کے لئے آکسیجن ماسک لگا لیں گے مگر یہ وحشی کیا یہ اسی حالت میں ہمارے ساتھ غار میں جائیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جوزف۔ ان سے بات کرو۔ انہیں بتاؤ کہ غار میں جانا ان کے لئے خطرناک ہو سکتا ہے۔ یہ یہیں رک کر ہمارا انتظار کریں"۔ عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف افریقی زبان میں وحشیوں سے بات کرنے لگا۔

"نہیں باس۔ یہ نہیں مان رہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سردار زکاٹا نے انہیں ہمارے ساتھ سائے کی طرح لگے رہنے کو کہا ہے۔ یہ ہمارے ساتھ غار میں جانا چاہتے ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے ہمارے ساتھ آنے سے پہلے چند جڑی بوٹیاں کھا لی تھیں جس کی وجہ سے نہ تو ان پر کسی زہریلی گیس کا اثر ہو سکتا ہے اور نہ ان کا دم گھٹ سکتا ہے"۔ جوزف نے ان سے بات کرنے کے بعد عمران سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر مرنے کا انہیں اتنا ہی شوق ہے تو ہمیں کیا۔

۔ عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ ان سب نے بیگوں سے ن آکسیجن سلنڈر نکال کر کاندھوں پر باندھے اور ماسک چہروں پر ھا لئے۔ ہیوی ٹارچوں کے ساتھ انہوں نے بیگوں میں سے ہلکی شین گنیں اور ضرورت کا دوسرا سامان بھی نکال لیا تھا جو آگے ان کے کام آ سکتا تھا۔ پھر وہ سب غار میں داخل ہو گئے۔ ہیوی ٹارچوں کی روشنی نے غار کو روشن کر دیا تھا۔ وہ آگے گئے تو واقعی انہیں غار عمودی انداز میں نیچے جاتا ہوا دکھائی دیا جس کی گہرائی لامحدود نظر آ رہی تھی۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں بھی کیل ٹھونک کر رسیاں باندھ لینی چاہئیں تاکہ واپسی پر ہم ان رسیوں کو پکڑ کر آسانی سے اوپر آ سکیں"۔ صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کیپٹن شکیل، ٹائیگر، صفدر اور خاور نے اپنے بیگوں سے رسیوں کے گچھے نکالے اور پھر وہ غار کی دیواروں میں کیل ٹھونکتے اور رسیاں ڈالتے ہوئے نیچے اترنے لگے۔ غار آگے جا کر جگہ جگہ سے مڑ رہا تھا اور جس طرح مسلسل گہرائی کی طرف جا رہا تھا اگر وہ رسیاں باندھ کر انہیں پکڑتے ہوئے قطار کی صورت میں نہ اتر رہے ہوتے تو وہ یقیناً پھسل کر گر پڑتے اور پھر رکے بغیر پھسلتے ہوئے گرتے چلے جاتے۔ پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔ سب سے آخر میں آنے والے ایک وحشی کے ہاتھ سے رسی نکل گئی۔ اس کا پاؤں پھسلا اور زور سے دوسرے وحشی سے ٹکرایا۔ دوسرے وحشی کے ہاتھوں سے بھی رسی چھوٹ گئی

وہ بھی الٹ کر گرا اور غار کے ڈھلان نما فرش پر پھسلتا چلا گیا۔ اسی طرح وہ تیسرے اور چوتھے سے ٹکرائے اور انہیں لئے ہوئے نشیب کی طرف گرتے چلے گئے۔ دوسرے وحشیوں نے ان سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی مگر وہ جس تیزی سے پھسلتے ہوئے ان سے ٹکرائے تھے وہ بھی نہ بچ سکے تھے۔

پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے بھی ٹکرائے مگر عمران اور اس کے ساتھیوں نے رسی مضبوطی سے پکڑ کر اپنے جسم دیوار سے لگا لئے لیکن ان کی یہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔ تیز رفتاری سے انسانوں کا ریلا ان سے ٹکرایا اور وہ سب ایک دوسرے میں گڈمڈ ہوتے ہوئے ڈھلوان میں پھسلتے چلے گئے۔ غار وحشیوں کی تیز اور خوفناک چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی دیواروں میں ابھرے ہوئے پتھروں کو پکڑنے کی کوشش میں مصروف تھے مگر ڈھلان اس قدر زیادہ تھی کہ ان کی کوئی کوشش بھی کامیاب نہ ہو رہی تھی اور پھر سب سے پہلے جوزف کسی لڑھکتے ہوئے پتھر کی طرح نیچے گرتا چلا گیا اور پھر وہ دھپ سے جیسے ریت کے ٹیلے پر جا گرا۔ ریت کے ٹیلے پر گرتے ہی خود کو زخمی ہونے سے محفوظ رکھنے کے لئے اس نے دائیں طرف لوٹنی لگائی اور ڈھلان سے ہوتا ہوا ٹھوس زمین پر آ گیا۔ اس کے بعد عمران پھر اس کے ساتھی ریت کے اس ٹیلے پر گرے تھے۔ انہوں نے سرنگ نما راستے میں پھسل کر نیچے آتے ہوئے اپنے دماغوں کو حاضر رکھا تھا۔ ریت کے

ٹیلے پر گرتے ہی وہ دائیں بائیں لڑھک جاتے تھے تاکہ اوپر سے گرنے والے افراد ان پر گر کر انہیں زخمی نہ کر سکیں۔

پھر وحشیوں کے گرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ وہ ایک دوسرے کے اوپر گرتے چلے گئے جس کی وجہ سے ان کے منہ سے خوفناک چیخیں نکل رہی تھیں۔ سرنگ نما راستے کی ڈھلوان پر پھسلتے ہوئے ان کے ہاتھوں سے گنیں اور ٹارچیں گر گئی تھیں اور شاید اوپر ہی رہ گئی تھیں کیونکہ وہاں ہر طرف گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اگر کوئی جلتی ہوئی ٹارچ وہاں آ کر گرتی تو اس کی روشنی وہاں ضرور پھیل جاتی۔

"کیا تم سب محفوظ ہو"۔ اندھیرے میں عمران کی آواز ابھری۔

"ہاں۔ میں ٹھیک ہوں"۔ جولیا کی آواز سنائی دی پھر باری باری سب نے اپنے محفوظ ہونے کے بارے میں بتا دیا۔ چوہان نے اپنے کاندھوں سے بیگ اتار کر ایک فائر راڈ نکالا اور اسے روشن کر دیا۔ فائر راڈ کے روشن ہوتے ہی وہاں سرخ رنگ کی تیز روشنی پھیل گئی انہوں نے دیکھا وہ ایک گول اور عجیب و غریب کمرے نما جگہ میں موجود تھے جہاں ہر طرف سیاہ رنگ کے ستون ہی ستون نظر آ رہے تھے۔ ان ستونوں اور دیواروں پر سفید رنگ سے عجیب و غریب اور بھیانک شیطانی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ چند ستون گرے ہوئے تھے اور سامنے کی دیوار بھی گری ہوئی تھی۔ اس دیوار میں ایک راستہ دور تک جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ دیواروں اور ستونوں پر بنی

ہوئی شیطانی تصاویر دیکھ کر ان سب کے منہ بن گئے تھے۔ انہوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو انہیں وہ کریک کافی اوپر نظر آیا جس میں سے وہ پھسلتے ہوئے نیچے آئے تھے اور اس سوراخ کے نیچے واقعی ریت اور مٹی کا بڑا ڈھیر موجود تھا جو شاید اسی سوراخ سے گر گر کر ڈھیر کی شکل میں وہاں جمع ہو گیا تھا۔

ڈھیر پر سے وحشی گرتے پڑتے اٹھ رہے تھے۔ ایک دوسرے پر گرنے کی وجہ سے ان کی حالت خاصی ابتر ہو گئی تھی۔ کمرہ نما جگہ زیادہ لمبی چوڑی نہیں تھی مگر اس کی چھت خاصی بلند تھی اور ہر طرف مکڑیوں کے جالے لگے ہوئے تھے۔ چوہان کا فائر راڈ بجھنے لگا تو خاور اور نعمانی نے بھی ایک ایک راڈ جلا لیا۔ پھر وہ اس روشنی میں ریت کے ڈھیر کی طرف بڑھے تو انہیں ریت پر اپنا اسلحہ اور بجھی ہوئی ٹارچیں نظر آ گئیں۔

" باس۔ ان وحشیوں میں سے سات وحشی ایک دوسرے پر گرنے کی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں"۔ جوزف نے وحشیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو ہلاک ہونے والے وحشیوں کی لاشیں اٹھا کر ایک طرف ڈال رہے تھے۔

" جس بری طرح ہم پھسلتے ہوئے نیچے آئے تھے ہمارا اور ان کے باقی ساتھیوں کا زندہ بچ جانا بھی کسی معجزے سے کم نہیں ہے"۔ عمران نے کہا تو ان سب نے اس کی تائید میں سر ہلا دیئے۔ انہوں نے اپنی ٹارچیں اٹھا کر روشن کیں تو کمرہ روشن ہو گیا۔ اسی لمحے

نہیں تیز پھنکاروں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ سب چونک پڑے۔

" اوہ۔ یہاں تو سانپ ہیں"۔ جولیا کے منہ سے نکلا۔ اسی لمحے دیواروں میں موجود سوراخوں میں سے انہوں نے سیاہ رنگ کے بڑے بڑے سانپ نکلتے دیکھے۔ وہ پھنکاریں مارتے ہوئے باہر آ رہے تھے۔ وحشیوں نے سانپوں کو دیواروں سے نکلتے دیکھ کر ان پر کلہاڑیوں سے حملہ کر کر دیا۔ ان کے دیکھا دیکھی عمران کے ساتھیوں نے بھی ان سانپوں پر فائرنگ کر کے ان کے سر کچل دیئے مگر یوں لگتا تھا یہ جگہ جیسے سانپوں کا مسکن ہو۔ ہر طرف سانپ پھنکار رہے تھے۔

" ہم پہاڑ کے نیچے ہیں اور یہاں سینکڑوں کی تعداد میں سانپ موجود ہیں۔ تم کب تک انہیں مارتے رہو گے"۔ عمران نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ عمران کے ہاتھ میں ایک بم تھا۔ اس بم کو دیکھ کر انہوں نے سانپوں پر فائرنگ روک دی۔ عمران نے بم کا ایک بٹن پش کیا اور اسے سامنے کی طرف اچھال دیا۔

" آنکھیں بند کر لو۔ جلدی کرو"۔ عمران نے تیز آواز میں کہا تو انہوں نے فوراً آنکھیں بند کر لیں۔ اسی لمحے ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور بم سے انتہائی تیز اور چکاچوند روشنی نکلی۔ اس چکاچوند روشنی کے ساتھ وہاں ایک تیز گونج سی پیدا ہوئی۔ آنکھیں بند ہونے کے باوجود ان سب کو اپنی آنکھوں میں تیز مرچیں سی بھرتی ہوئی محسوس ہوئی

تھیں ۔ پھر انہوں نے آنکھیں کھولیں تو انہیں ہر طرف مردہ حالت میں سانپ دکھائی دیئے ۔ بم سے نکلنے والی تیز روشنی نے جیسے ان کی ساری طاقت سلب کر لی تھی اور وہ بے جان ہو کر گر گئے تھے ۔ اس بم کی روشنی چونکہ آنکھوں پر اثر انداز ہوتی تھی اس لئے عمران نے انہیں آنکھیں بند کرنے کو کہا تھا ۔ وحشیوں کو چونکہ عمران کی بات سمجھ نہیں آئی تھی اس لئے وہ بھی سانپوں کی طرح وہاں بے ہوش ہو کر گر گئے تھے ۔

" یہ سب بھی بے ہوش ہو گئے ہیں ۔ اب ان کا کیا کرنا ہے "۔ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" پڑا رہنے دو انہیں یہیں "۔ عمران نے کہا۔

" عمران صاحب ۔ ہم یہاں آ تو گئے ہیں لیکن ہم یہاں سے نکلیں گے کیسے ۔ جس سوراخ سے ہم گرے تھے وہ کافی بلندی پر ہے اور ہماری رسیاں بھی اوپر رہ گئی ہیں "۔ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جس طرح ہمیں یہاں آنے کا راستہ مل گیا تھا ۔ تم اللہ پر توکل رکھو ہم انشاء اللہ یہاں سے ضرور نکلیں گے "۔ عمران نے کہا ۔ وہ ٹارچوں کی روشنی میں ستونوں کی طرف بڑھے تو انہیں ایک ستون کے پاس پتھر کا بنا ہوا ایک بڑا سا تابوت دکھائی دیا ۔ اس تابوت پر اور اس کے گرد بے شمار سانپ پڑے تھے ۔

" یہ کاشارا کا تابوت ہے باس ۔ کاشارا اسی میں ہے "۔ جوزف نے

کہا ۔ وہ سب تیزی سے تابوت کی طرف بڑھے ۔ جوزف دونوں ہاتھوں سے تابوت پر موجود مردہ سانپ اٹھا اٹھا کر ایک طرف پھینکنے لگا ۔ تابوت بند تھا ۔ اس کا ڈھکن بھی پتھر کا تھا ۔ جوزف تابوت سے پتھر ہٹانے کی کوشش کرنے لگا۔

" جوانا ۔ جوزف کی مدد کرو "۔ عمران نے کہا تو جوانا سر ہلا کر آگے بڑھا اور اس نے دوسری طرف سے تابوت پر پڑا ہوا سلیب نما پتھر پکڑ لیا ۔ انہوں نے زور لگا کر تابوت سے ڈھکن اتار کر دائیں طرف رکھ دیا ۔ تابوت میں انہیں ایک عجیب و غریب انسانی جسم پڑا دکھائی دیا اس جسم پر سبز رنگ کی مٹی کی تہیں سی چڑھی ہوئی تھیں ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ سبز مٹی سے بنایا گیا ایک بت ہو ۔ لڑکی کے جسم کا کوئی حصہ نمایاں نہیں تھا۔

" کیا یہی کاشارا ہے "۔ عمران نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" یس باس ۔ اس کے جسم پر سینکڑوں جڑی بوٹیوں اور سبز مٹی کا لیپ کیا گیا تھا جس کی وجہ سے یہ اب تک محفوظ ہے "۔ جوزف نے کہا۔

" کیا اسے تابوت سمیت باہر لے جانا ہے "۔ عمران نے پوچھا۔

" نہیں باس ۔ جڑی بوٹیوں اور سبز مٹی کے لیپ کی وجہ سے یہ پتھر کی طرح سخت اور ٹھوس حالت میں ہے ۔ آپ میری مدد کریں ہمیں اسی حالت میں اسے تابوت سے نکالنا ہے "۔ جوزف نے کہا تو

عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تابوت کے قریب آگیا۔ جوانا پیچھے ہٹ گیا تھا۔ عمران نے تابوت میں ہاتھ ڈال کر کاشارا کو کاندھوں سے پکڑا اور جوزف نے اس کی ٹانگیں پکڑ کر اسے اوپر اٹھا لیا اور پھر ان دونوں نے اسے تابوت سے باہر نکالا اور اسے پیروں کے بل کھڑا کر دیا۔

عمران اور اس کے ساتھی اس بت پر روشنی ڈال کر اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ قدیم دور کے ساحروں نے اس لڑکی کے جسم کو محفوظ رکھنے کے لئے واقعی بڑی مہارت سے کام کیا تھا اور صدیاں گزر جانے کے باوجود وہ ابھی تک محفوظ تھی۔ عمران کو بت کے سر پر لکڑی کا ایک بڑا سا کیل نظر آیا تو اس کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔

اس نے دونوں ہاتھوں کا زور لگا کر اس کے سر سے کیل نکال لیا۔ پھر عمران نے اپنے لباس کی خفیہ جیب سے ایک چھوٹا کیپسول نکالا اور اسے انگلیوں میں پریس کیا تو کیپسول یکلخت چمک اٹھا۔ عمران نے احتیاط کے ساتھ کیپسول کو کاشارا کے سر کے میں ڈال دیا اور پھر اس نے کیل کو دوبارہ اس سوراخ میں لگا کر اسے ہتھیلی سے پریس کر دیا۔ کیل کی وجہ سے کیپسول کاشارا کے سر میں اتر گیا تھا۔ اگر سردار زکاٹا اس لکڑی کے کیل کو نکال بھی لیتا تو کیپسول باہر نہیں آ سکتا تھا۔ عمران کو کاشارا کے سر کے سوراخ میں کیپسول ڈالتے کسی نے نہیں دیکھا تھا۔

" کیا اسے ہم نے اٹھا کر باہر لے جانا ہے "۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

" آپ بے فکر رہیں باس۔ اب میں اسے اکیلا ہی اٹھا لوں گا "۔ جوزف نے کہا۔

" میں جانتا ہوں۔ تم اسے اکیلے ہی اٹھا سکتے ہو مگر میں جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو "۔ عمران نے کہا۔

" اوہ۔ باس۔ کاشارا کو میرے اور آپ کے ہاتھ لگ چکے ہیں۔ اب ضروری نہیں ہے کہ ہم ہی اسے اٹھا کر باہر لے جائیں۔ اسے کوئی بھی اٹھا کر لے جا سکتا ہے "۔ جوزف نے عمران کی بات سمجھتے ہوئے کہا۔

" کوئی سے تمہاری کیا مراد ہے "۔ جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہم افریقہ کے پراسرار اور خوفناک جنگلوں میں ہیں جولیا اور سردار زکاٹا ماورائی علوم کا بہت بڑا ماہر ہے۔ وہ جو شیطانی کھیل کھیل رہا ہے اگر ہم اس کے کھیل کی زد میں آگئے تو ہم میں سے کوئی زندہ نہیں بچ سکے گا۔ میں نے اور جوزف نے سردار زکاٹا کی ماروائی دنیا اور شنکارہ کو ہلاک کرنے کا ایک پروگرام بنایا ہے۔ تم سب کو بھی اس پروگرام کا حصہ بننا پڑے گا۔ ہم یہ سب کر کے ہی سردار زکاٹا اور شنکارہ کو ختم کر سکتے ہیں "۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آخر تمہارا پروگرام کیا ہے"۔ جولیا نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا تو عمران انہیں اپنا پروگرام بتانے لگا جسے سنتے ہی ان سب کے چہروں پر شدید حیرت لہرانے لگی تھی ۔ واقعی عمران کا پروگرام انتہائی حیرت انگیز اور اچھوتا تھا جس سے سردار زکاٹا، اس کی ماورائی طاقتوں اور شنکارہ کو آسانی سے فنا کیا جا سکتا تھا۔

"وہ تو سب ٹھیک ہے مگر ہم یہاں سے نکلیں گے کیسے"۔ جولیا نے عمران کی بات سننے کے بعد کہا۔

"آپ پریشان نہ ہوں ۔ یہ جو آپ سامنے راستہ دیکھ رہی ہیں ہم اسی راستے سے باہر جائیں گے ۔ اس راستے کی طوالت تو زیادہ ہے مگر اس میں بے حد کم ڈھلوان ہے ۔ ہم اس راستے پر چل کر پہاڑوں کی دوسری طرف نکلیں گے"۔ جوزف نے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ ہم اس راستے میں پہاڑوں کی طرف نکل سکتے ہیں"۔ تنویر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں مکاشو خاندان کا آخری فرد ہوں ۔ یہاں میں جوزف نہیں مکاشو بن گیا ہوں اور مکاشو بننے سے میری آنکھیں تیز اور دماغ روشن ہو گیا ہے ۔ مجھے معلوم ہے کہ کون سا راستہ کدھر جاتا ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"اوہ ۔ اگر ایسی بات ہے تو تم ہمیں مشکل راستے سے یہاں کیوں لائے تھے ۔ اسی راستے سے یہاں لے آتے"۔ تنویر نے اسے ورتے ہوئے کہا۔

"پہلے مجھے اس راستے کا علم نہیں تھا ۔ اب مکاشو بن کر مجھے اس راستے کا علم ہوا ہے"۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس راستے میں ہمارے لئے خطرات نہیں ہوں گے ۔ یہاں تو ہم نے سانپوں کو بم سے ہلاک کر دیا ہے اگر اس راستے میں سانپ اور بچھو ہوئے تو"۔ جولیا نے کہا۔

"ہم یہاں اپنی حفاظت کا تمام سامان لے کر آئے ہیں اور ہمارے پاس اسلحے کی بھی کمی نہیں ہے مس جولیا ۔ اگر ہمارے راستے میں خطرات آئے تو ہم ان سے نپٹ لیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا اپنے پروگرام پر تم یہیں عمل کرو گے"۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں ۔ یہ ضروری ہے ۔ ہو سکتا ہے ہم باہر نکلیں تو فوراً گھیر لئے جائیں ۔ اب تک سردار زکاٹا ہمارے پیچھے سینکڑوں وحشیوں کو بھیج چکا ہو گا"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ تمہارا پروگرام تم ہی جانو ۔ ہم تو وہی کریں گے جو تم کہو گے"۔ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"سوچ لو ۔ جو میں کہوں گا تم وہی کرو گی ناں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ کیوں ۔ کوئی شک ہے تمہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"نہیں ۔ میں سوچ رہا ہوں اگر کوئی آڑے آ گیا تو"۔ عمران نے کہا ۔ پہلے تو وہ سب حیرت سے عمران کو دیکھتے رہے جیسے عمران کی

بات انہیں سمجھ نہ آئی ہو مگر جیسے ہی انہیں عمران کی بات کا مطلب سمجھ آیا تو وہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"نہیں آڑے آئے گا۔ میری گارنٹی ہے"۔ جولیا نے کہا تو ان سب کے قہقہے غار میں گونج اٹھے۔ جولیا کے ریمارکس پر تنویر تلملا کر رہ گیا تھا۔

میدانی علاقے میں ہر طرف لبادے نما سفید لباس پہنے وحشی ہی وحشی نظر آرہے تھے۔ انہوں نے قطاروں کی صورت میں دائرے بنا رکھے تھے۔ ان کے درمیان میں ایک بہت بڑا گڑھا بنا ہوا تھا جس میں صندل کی لکڑیوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ گڑھے کے درمیانی حصے میں ایک دوسرے پر لکڑیاں چن کر ایک چھوٹا سا چبوترا بنا دیا گیا تھا۔ گڑھے کے چاروں طرف لکڑیوں کے تختے لگا دیئے گئے تھے جن کی تعداد تیرہ تھی۔ اسی طرح گڑھے کے دائیں بائیں دو لمبے لمبے درختوں کو کاٹ کر زمین میں کھمبوں کی طرح گاڑ دیا گیا تھا جس کے اوپر دونوں کھمبوں کے سروں پر مضبوط بیلوں کی رسی باندھ دی گئی تھی۔ اس رسی پر مکاشو کو الٹا لٹکایا جانا تھا۔ جب کاشار کا جسم آگ میں تپ کر سرخ ہو جاتا اور شنکارہ دھواں بن کر اس کے جسم میں سمانا شروع ہوتی تو وحشی الٹا لٹکے مکاشو کو تیر مار دیتے تاکہ اس کے جسم سے نکلنے

والا خون بارش کے قطروں کی طرح کاشارا پر پڑتا اور کاشارا شنکارہ بن کر نئی زندگی حاصل کر لیتی۔

یہ تمام انتظامات سردار زکاٹا نے مہا شیطان کے مہا پجاری کے حکم سے کرائے تھے۔ وہ گڑھے کے قریب ہی موجود تھا جبکہ دائرہ بنائے وحشی آنکھیں بند کئے اونچی آواز میں اس کا بتایا ہوا ایک منتر پڑھنے میں مصروف تھے۔ سردار زکاٹا ایک اونچی چٹان پر بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی اور بے چینی کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔ اسے سردار کاچوکا کا انتظار تھا جسے اس نے مکاشو اور اس کے ساتھیوں کے پیچھے بھیج رکھا تھا۔ انہیں وہاں سے گئے ہوئے تین راتیں اور دو دن گزر چکے تھے لیکن تاحال ان کی طرف سے ابھی کوئی اطلاع نہیں آئی تھی جس کی وجہ سے سردار زکاٹا کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ یہ تو جانتا تھا کہ مکاشو اور اس کے ساتھی کاشارا کے جسم کو تلف تو نہیں کر سکتے اور نہ ہی اسے لے کر پہاڑوں کی طرف بھاگ سکتے ہیں مگر وہ یہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ وہ لوگ پہاڑوں کے نیچے نجانے کہاں گئے ہوں گے۔ وہ کس حال میں ہوں گے۔ اگر وہ پہاڑوں کے نیچے ہی ہلاک ہو گئے تو ان کے لئے کاشارا کو کون لائے گا۔ اگر کاشارا کو وہاں نہ لایا گیا تو وہ شنکارہ کو کسی بھی طرح سے زندہ نہیں کر سکے گا جس کے لئے اس نے یہ سب انتظامات کر رکھے تھے۔

"ہونہہ۔ میں بھی کتنا بھلکڑ ہوں۔ شیگال کو تو میں بھول ہی گیا

تھا۔ شیگال اس جگہ تو نہیں جا سکتا جہاں کاشارا ہے۔ لیکن اگر وہ لوگ کاشارا کو پہاڑوں کے نیچے سے نکال لائے ہوں گے تو شیگال ان کے بارے میں یقیناً پتہ لگا لے گا"۔ اچانک سردار زکاٹا نے ایک خیال کے تحت چونکتے ہوئے کہا۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور شیگال کو بلانے کا منتر پڑھنے ہی لگا تھا کہ اچانک اسے سردار کاچوکا کی تیز آواز سنائی دی۔ سردار کاچوکا کی آواز سن کر سردار زکاٹا بے اختیار چونک پڑا اس نے دیکھا سامنے سے سردار کاچوکا وحشیوں کے درمیان سے راستہ بناتے ہوئے اس کی طرف آ رہا تھا۔ سردار کاچوکا کو دیکھ کر سردار زکاٹا بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم آ گئے سردار کاچوکا۔ اوہ۔ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا تھا کہو کیا خبر لائے ہو"۔ سردار کاچوکا کے نزدیک آنے پر سردار زکاٹا نے خوشی اور بے چینی سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمیں کاشارا مل گئی ہے آقا"۔ سردار کاچوکا نے اس کے سامنے جھکتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر سردار زکاٹا بے اختیار اچھل پڑا۔

"کاشارا مل گئی ہے۔ اوہ۔ کہاں ہے۔ کہاں ہے وہ"۔ سردار زکاٹا نے خوشی سے لرزتے ہوئے کہا۔ کاشارا کے ملنے کا سن کر اس کا سیاہ چہرہ خوشی سے اور زیادہ سیاہ ہو گیا تھا اور اس کی بوڑھی آنکھوں میں یکلخت بے پناہ چمک امنڈ آئی تھی۔

"میرے ساتھی اسے لا رہے ہیں آقا۔ وہ ابھی کافی فاصلے پر ہے۔ میں آپ کو خوشخبری سنانے کے لئے دوڑا آیا تھا"۔ سردار کاچوکا نے

کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ تم نے کاشارا کے ملنے کی خوشخبری سنا کر میرا سیروں خون بڑھا دیا ہے سردار کاچوکا ۔ میں تم سے بہت خوش ہوں ۔ بہت خوش ۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ شنکارہ کو زندہ کرنے اور اسے اپنے تابع کرنے کے بعد میں تمہیں اپنا مہان پجاری بنا لوں گا اور تمہیں ماورائی علوم سے مالا مال کر دوں گا" ۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

" سردار کاچوکا ہمیشہ آپ کی پوجا کرے گا آقا" ۔ سردار کاچوکا نے خوش ہو کر سردار زکاٹا کے سامنے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

" کہاں ملی تھی تمہیں کاشارا اور مکاشو اور اس کا آقا اور اس کے ساتھی کہاں ہیں" ۔ سردار زکاٹا نے ایک بار پھر بے چین ہوتے ہوئے کہا۔

" میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہاڑوں پر پھیل گیا تھا سردار ۔ ہم ہر طرف انہیں تلاش کرتے پھر رہے تھے ۔ وہاں چونکہ سنگی چٹانیں ہیں اس لئے ہم ان کے قدموں کے نشان بھی تلاش نہیں کر پا رہے تھے ۔ پھر ہم پہاڑوں پر دور نکل گئے ۔ دو راتوں اور ایک دن کی تلاش کے بعد جب ہم بڑے سیاہ پہاڑ کے عقب میں گئے تو ہمیں اس پہاڑ کے ایک غار سے کچھ لوگ نکلتے دکھائی دیئے ۔ ہم نے ان کو دیکھتے ہی پہچان لیا ۔ وہ ہمارے ہی ساتھی تھے ۔ میں فوراً ان کے پاس پہنچ گیا ۔ وہ بے حد تھکے ہوئے اور پریشان نظر آ رہے تھے ۔ میں نے ان سے مکاشو اس کے ساتھیوں اور اپنے وحشیوں کے بارے میں پوچھا تو

انہوں نے بتایا کہ وہ سب غار میں ہیں ۔ مکاشو نے کاشارا کو پہاڑ کے نیچے سے نکال لیا تھا ۔ وہ سب اس راستے سے باہر آ رہے تھے کہ اچانک ان پر نیلی مکڑیوں نے حملہ کر دیا ۔ قبیلے کے وحشیوں نے چونکہ گولار کے پھول اور چند جڑی بوٹیاں کھا رکھی تھیں اس لئے ان مکڑیوں کے زہر کا ان پر تو کوئی اثر نہ ہوا لیکن مکاشو اور اس کے ساتھی ان نیلی مکڑیوں کا شکار بن گئے ۔ کئی نیلی مکڑیوں نے انہیں کاٹ لیا جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو کر گر گئے ۔ ہمارے ساتھی اگر آگ جلا کر ان مکڑیوں کو بھگا نہ دیتے تو وہ ان سب کا گوشت کھا جاتیں ۔ وہ ان بے ہوش افراد اور کاشارا کو اٹھا کر غار سے باہر لا رہے تھے ۔ ہمارے ساتھی تھک کر چور ہو گئے تھے اور کچھ دیر باہر کی ہوا کھانے اور سستانے کے لئے غار سے باہر آ گئے تھے ۔ ان کے کہنے پر میں فوراً بے شمار وحشیوں کو غار میں لے گیا ۔ وہاں ہمارے تیرہ ساتھی موجود تھے جبکہ مکاشو اور اس کے ساتھی بے ہوش پڑے تھے ۔ ہمارے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ ان کے سات ساتھی جس راستے سے غار میں پہنچے تھے اوپر سے گرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے تھے جن کی لاشیں وہ وہیں چھوڑ آئے تھے ۔ بہرحال ہم نے کاشارا اور مکاشو کے تمام ساتھیوں کو اٹھایا اور غار سے باہر آ گئے ۔ ہم چونکہ بہت دور پہنچ چکے تھے اس لئے یہاں آتے ہوئے ہمیں مزید ایک رات لگ گئی" ۔ سردار کاچوکا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ اگر ان سب کو نیلی مکڑیوں نے کاٹا ہے تو اب انہیں کسی

بھی صورت ہوش نہیں آئے گا۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ میں ان سب کو ہوش میں رکھ کر انہیں ہلاک کر کے شنکارہ کی بھینٹ چڑھانا چاہتا تھا"۔ سردار زکاٹا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"اوہ۔ تو کیا بے ہوشی کے عالم میں ان کی بھینٹ نہیں دی جا سکتی"۔ سردار کاچوکا نے بھی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"بھینٹ تو ان کی ضرور دی جائے گی چاہے وہ بے ہوش ہوں یا ہوش میں۔ لیکن اگر وہ ہوش میں ہوتے تو زیادہ بہتر تھا۔ بہر حال جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اب ہمیں انہیں جلد سے جلد یہاں لا کر ہلاک کرنا ہو گا۔ وہ کب آئیں گے۔ دو راتیں گزرنے کے بعد نیلی مکڑیوں کے زہر کی وجہ سے وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ ان کے سوا میں شنکارہ کو کسی اور کی بھینٹ نہیں چڑھانا چاہتا"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"آقا کچھ دیر اور۔ میرے ساتھی ان سب کو لے کر یہاں پہنچنے ہی والے ہیں"۔ سردار کاچوکا نے کہا تو سردار زکاٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دو گھنٹوں کے بعد بے شمار وحشی کاشارا کے بت، عمران اور اس کے بے ہوش ساتھیوں کو لے کر وہاں پہنچ گئے۔ کاشارا کو دیکھ کر سردار زکاٹا خوشی سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔ اس نے کاشارا کے مجسمے کو اپنے سامنے کھڑا کر لیا تھا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے حکم سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان پتھروں پر لٹا دیا گیا جن کے ساتھ نالیاں لگی ہوئی تھیں جبکہ جوزف کو وحشیوں نے گڑھے کے اوپر کھمبوں سے بندھی رسی سے لٹکانے کا کام شروع کر دیا

تھا۔ انہوں نے جوزف کے پیر باندھ کر رسی کے اوپر سے دوسری طرف رسی کو کھینچا اور پھر آہستہ آہستہ اسے اوپر اٹھانے لگے۔ کچھ ہی دیر میں جوزف گڑھے کے اوپر الٹا لٹکا نظر آ رہا تھا۔ پھر سردار زکاٹا کے حکم سے کاشارا کے بت کے سر سے لکڑی کا کیل نکال کر اپنے قبضے میں کیا اور اس بت کو خود اٹھا کر گڑھے میں صندل کی لکڑیوں کے بنے چبوترے نما تختے پر لے جا کر لٹا دیا۔ تختہ اتنا بڑا تھا کہ اس پر دو افراد کو آسانی سے لٹایا جا سکتا تھا۔ جب تمام انتظام مکمل ہو گیا تو سردار زکاٹا گڑھے سے نکل کر واپس آیا اس چٹان پر آ کر کھڑا ہو گیا جس پر وہ بیٹھا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور ہتھیلیوں کا رخ گڑھے کی طرف کر کے آنکھیں بند کر لیں۔ دائرے میں موجود وحشی اسی طرح آنکھیں بند کئے منتر پڑھ رہے تھے۔ ان کی آوازیں جنگل میں گونج رہی تھیں۔ سردار کاچوکا مؤدبانہ انداز میں اس چٹان کے دائیں طرف کھڑا ہو گیا تھا جس پر سردار زکاٹا کھڑا تھا۔ اس نے ایک وحشی سے جلتی ہوئی مشعل لے کر دائیں ہاتھ میں پکڑ لی تھی۔

سردار زکاٹا کچھ دیر اسی حالت میں منتر پڑھتا رہا پھر وہ اسی طرح ہاتھ پھیلائے جھکتا چلا گیا۔ اچانک گڑھے میں جھماکا سا ہوا اور کاشارا کے مجسمے کے ساتھ شنکارہ نمودار ہو گئی۔ شنکارہ اس لڑکی کے جسم سمیت نمودار ہوئی تھی جسے جوزف نے اس کی آنکھوں میں سوئیاں چبھو کر اسے اندھی، گونگی اور بہری بنا دیا تھا۔ جیسے ہی شنکارہ وہاں نمودار ہوئی سردار زکاٹا سیدھا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

"کاچوکا"۔ سردار زکاٹا کے منہ سے بھرائی ہوئی آواز نکلی۔

"حکم آقا"۔ سردار کاچوکا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گڑھے میں آگ لگا دو"۔ سردار زکاٹا نے کہا تو سردار کاچوکا نے سر ہلا کر جلتی ہوئی مشعل گڑھے میں پھینک دی۔

"تیر اندازوں کو بلاؤ"۔ سردار زکاٹا نے کہا تو سردار کاچوکا نے سر ہلایا اور دائرہ بنائے وحشیوں سے الگ کھڑے چند تیر انداز اور کلہاڑا بردار وحشیوں کو اشارے سے بلا لیا۔ وہ بھاگتے ہوئے آئے اور سردار زکاٹا کے سامنے جھک گئے۔

"تیر انداز یہیں کھڑے رہیں اور کلہاڑا بردار وحشی ایک ایک کر کے ان بے ہوش افراد کے پاس چلے جائیں۔ جیسے ہی میں اشارہ کروں تم ایک ساتھ ان سب کی گردنیں اڑا دینا"۔ سردار زکاٹا نے کہا تو وحشیوں نے اثبات میں سر ہلائے اور ان بڑے پتھروں کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش پڑے تھے اور پھر وہ ایک ایک کر کے ان سب کے پاس کھڑے ہو گئے جبکہ سات تیر اندازوں نے گڑھے کے سامنے قطار بنا کر تیر کمانوں پر چڑھا لئے تھے۔ گڑھے میں آگ تیز سے تیز ہوتی جا رہی تھی۔ آگ نے شنکارہ اور کاشارا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور وہاں انسانی گوشت جلنے کی سرانڈ پھیل گئی تھی۔ یہ انسانی جسم اس لڑکی کا تھا جس کے جسم پر شنکارہ نے قبضہ کر رکھا تھا۔ سردار زکاٹا چٹان سے اتر کر نیچے آیا اور گڑھے میں جلتی ہوئی کاشارا اور شنکارہ کو دیکھنے لگا۔ شنکارہ کا

سم جل کر سیاہ ہو رہا تھا جبکہ کاشارا کا جسم سرخ ہو رہا تھا۔

"تیر چلاؤ"۔ سردار زکاٹا نے چیخ کر کہا تو تیر اندازوں نے گڑھے پر لٹکے لٹکے ہوئے جوزف پر تیر کھینچ مارے۔ تیر جوزف کے جسم کے مختلف حصوں پر لگے تھے اور پھر جیسے جوزف کے جسم سے خون کے فوارے پھوٹ پڑے۔ اس کے جسم سے نکلنے والا خون بارش کے قطروں کی طرح جلتی ہوئی شنکارہ اور کاشارا کے جسم پر گرنے لگا۔ اچانک شنکارہ کا جسم جل کر راکھ بن گیا اور اس کے راکھ بنے جسم سے سیاہ دھواں سا اٹھا اور گڑھے میں چکراتا ہوا کاشارا کے جسم پر آ کر ٹھہر گیا۔ پھر اس دھویں سے چار لکیریں سی نکلیں اور وہ لکیریں کاشارا کی ناک، اس کے منہ اور اس کے کانوں میں گھستی چلی گئیں۔ دھویں کا غبار تیزی سے کم ہوتا جا رہا تھا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے دھواں لکیروں کی شکل میں کاشارا کی ناک، اس کے منہ اور کانوں کے راستے اس کے جسم میں سماتا جا رہا ہو۔ پھر دھواں ختم ہو گیا اور اچانک کاشارا کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ یکلخت اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اسے اٹھ کر بیٹھتے دیکھ کر سردار زکاٹا کی آنکھوں کی چمک تیز ہو گئی۔ جوزف کے جسم سے بہتا ہوا خون اب صرف کاشارا پر گر رہا تھا اور اس کا سرخ جسم اور زیادہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ کاشارا نے زور دار انداز میں سر جھٹکا تو اس کے سر سے گردن تک مٹی جھڑ کر گرتی چلی گئی۔ مٹی کے پیچھے سے شنکارہ کا بھیانک چہرہ نمودار ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔

"ان سب کے سر کاٹ دو۔ جلدی"۔ سردار زکاٹا نے کہا تو اچانک تختوں کے قریب کھڑے وحشیوں کے کلہاڑے حرکت میں آئے اور تختوں سے بندھے عمران اور اس کے ساتھیوں کے سر کٹ کر گڑھے میں جا گرے۔ ان کی کٹی ہوئی گردنوں سے خون کے فوارے پھوٹ نکلے تھے جو بارش کی طرح کاشارا پر گر رہے تھے۔ اسی لمحے اچانک کاشارا کی بند آنکھیں کھل گئیں۔

"اوہ۔ شنکارہ جاگ اٹھی ہے۔ شنکارہ جاگ اٹھی ہے"۔ سردار زکاٹا نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آواز خوشی سے لرز رہی تھی کہ اچانک گڑھے میں موجود شنکارہ نے منہ کھول کر انتہائی بھیانک چیخ ماری اور تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ آگ میں تپ کر اس کا سارا وجود آگ کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ جوزف، عمران اور اس کے ساتھیوں کے خون سے گڑھے کی آگ بجھتی جا رہی تھی اور شنکارہ کا جسم سیاہ ہوتا جا رہا تھا اور پھر اس نے گھوم کر سردار زکاٹا کی طرف دیکھا اور پھر ایک اونچی چھلانگ لگائی اور جیسے ہوا میں اڑتی ہوئی سردار زکاٹا کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ جیسے ہی وہ گڑھے سے باہر آئی اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا اور شنکارہ سردار زکاٹا کی نظروں سے غائب ہو گئی۔ سردار زکاٹا کو یوں محسوس ہوا جیسے شنکارہ کا جسم دھماکے سے پھٹ گیا ہو۔ فضا میں شنکارہ کی تیز اور انتہائی کریہہ چیخ ابھری تھی جو زناٹے دار تیز آواز کے ساتھ آسمان کی جانب بلند ہو گئی تھی۔

"یہ۔ یہ کیا۔ شش۔ شنکارہ کہاں غائب ہو گئی ہے"۔ سردار زکاٹا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے اسے جہنم واصل کر دیا ہے سردار زکاٹا۔ اب تمہاری ری ہے"۔ اچانک قریب کھڑے سردار کاچوکا نے بدلے ہوئے لہجے ں کہا تو سردار زکاٹا چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اسی لمحے ردار کاچوکا بجلی کی سی تیزی سے سردار زکاٹا پر جھپٹا اور دوسرے لمحے ردار کاچوکا نے سردار زکاٹا کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر سر سے بلند یا اور آگ میں پھینک دیا۔ سردار زکاٹا کے حلق سے ایک دلخراش چیخ لی اور وہ اٹھ کر گڑھے سے باہر نکلنے کے لئے اچھلنے لگا مگر آگ نے راً اس کے لباس اور بالوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس کی فناک اور دلخراش چیخیں سن کر دائروں میں کھڑے وحشیوں کی نکھیں کھل گئی تھیں اور پھر انہوں نے جو سردار زکاٹا کو آگ میں جلتے یکھا تو ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ سردار زکاٹا چند حوں تک گڑھے میں کھڑا چیختا رہا پھر وہ گر گیا اور پھر اس کی چیخیں دم وڑتی چلی گئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم جل کر راکھ بن گیا۔

"سردار زکاٹا کو سردار کاچوکا نے اٹھا کر آگ میں پھینکا ہے"۔ اچانک ایک تیرانداز نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا تو وہاں موجود تمام وحشیوں کی نظریں سردار کاچوکا پر جم گئیں اور وہ اسے خونخوار نظروں سے گھورنے لگے۔ ان سب نے بے اختیار اپنے لباسوں میں چھپے ہوئے اپنے مخصوص خنجر نکال لئے تھے اور پھر وہ آہستہ آہستہ اور

خونخوار نظروں سے سردار کاچوکا کو گھورتے ہوئے اس کی طرف بڑھنے لگے۔

" خبردار۔ رک جاؤ۔ اگر تم میں سے کوئی میرے قریب آیا تو وہ زندہ نہیں بچے گا"۔ سردار کاچوکا نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

" تم نے ہمارے دیوتا کو ہلاک کیا ہے سردار کاچوکا۔ ہم تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے"۔ ایک وحشی نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ رکے بغیر مسلسل اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ان میں سے کئی وحشی اس کے قریب آ گئے۔ انہوں نے خنجر بلند کئے اور پوری قوت سے سردار کاچوکا پر مار دیئے۔

جیسے ہی ان کے خنجر حرکت میں آئے اسی لمحے ماحول تیز اور خوفناک فائرنگ کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ سردار کاچوکا کے گرد موجود خنجر بردار وحشی بری طرح سے چیختے ہوئے اچھل اچھل کر گر رہے تھے۔ ان کے جسم خون سے لت پت ہو گئے تھے۔ فائرنگ کی آوازیں سن کر اور اپنے ساتھیوں کو اس طرح ہلاک ہوتے دیکھ کر وحشی بری طرح سے گھبرا گئے تھے۔

" باس۔ یہ سب شیطان کے پیروکار ہیں۔ تم ان کے درمیان سے نکل جاؤ۔ ہم ان سب کو ہلاک کر دیں گے"۔ اچانک ایک درخت سے جوزف کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو سردار کاچوکا نے بے اختیار سر ہلا دیا۔ دو وحشی خنجر لئے ہوئے اس کی طرف آئے تو سردار کاچوکا نے جو دراصل عمران تھا، چھلانگ لگائی اور دونوں ٹانگیں پھیلا کر ان وحشیوں کو مار دیں۔ وحشی اچھل کر چیختے ہوئے دور جا گرے۔

اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے عمران نے قلابازی کھا کر اپنے پیروں پر کھڑے ہوتے ہوئے ایک بار پھر چھلانگ لگائی اور دوسرے وحشیوں کے اوپر سے ہوتا ہوا ان کے عقب میں چلا گیا۔ اسی لمحے درختوں پر سے اچانک فائرنگ شروع ہو گئی اور وحشی اپنے ہی خون میں نہاتے ہوئے گرتے چلے گئے۔ وحشی دوڑتے ہوئے اور چھلانگیں لگاتے ہوئے عمران کو پکڑنے اور خنجر مارنے کی کوشش کر رہے تھے مگر عمران تو جیسے چھلاوہ بنا ہوا تھا۔ وہ ان کا گھیرا توڑتے ہوئے تیزی سے ان کے درمیان سے نکلا جا رہا تھا۔

" دشمن درختوں پر چھپے ہوئے ہیں۔ ان وحشیوں پر تیر چلاؤ۔ جلدی"۔ ایک وحشی نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا تو تیر اندازوں کو جیسے ہوش آ گیا۔ انہوں نے کمانوں پر تیر چڑھائے مگر اس سے پہلے کہ وہ درختوں پر موجود عمران کے ساتھیوں پر تیر برساتے ایک درخت سے تڑتڑاہٹ کی آوازیں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی تیر انداز گر کر تڑپنے لگے۔

درختوں پر عمران کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ ان کے پاس مشین گنیں تھیں جن سے وہ ان وحشیوں پر مسلسل فائرنگ کر رہے تھے۔ وحشی ان پر کلہاڑے، نیزے اور پتھر اٹھا اٹھا کر پھینکنے کی کوشش کر رہے تھے مگر جدید اسلحے کے سامنے وہ کیا کر سکتے تھے۔ عمران کو وہاں سے نکلتے دیکھ کر انہوں نے فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ ان پر بم پھینکنا بھی شروع کر دیئے تھے۔ ان بموں کے خوفناک

ماکوں سے ان وحشیوں کے پرخچے اڑتے جا رہے تھے۔ اب تو جیسے ن وحشیوں کی جان پر بن آئی تھی۔ وہ بری طرح سے چیختے ہوئے ھر ادھر بھاگنے لگے۔

" ان میں سے کسی کو زندہ نہیں بچنا چاہئے۔ نیچے اترو اور ان ب کو ہلاک کر دو"۔ جوزف نے ایک درخت سے چھلانگ لگا کر نچے اترتے ہوئے کہا تو اس کے سب ساتھی تیزی سے درختوں سے نچے اترنے لگے اور پھر وہ سب ان وحشیوں پر موت بن کر جھپٹ ے۔ جنگل گولیوں اور بموں کے خوفناک دھماکوں کے ساتھ نسانی چیخوں سے بری طرح گونج رہا تھا۔ وحشی ان سے جان بچانے کے لئے ادھر ادھر بھاگتے ہوئے بھی ان پر حملہ کر رہے تھے مگر موت ان کے سروں پر ناچ رہی تھی اور وہ ہلاک ہو کر گرتے جا رہے تھے۔

عمران اور جوزف نے اپنی پلاننگ پر عمل کرتے ہوئے بے ہوش وحشیوں پر اپنا اور اپنے ساتھیوں کا میک اپ کر دیا تھا اور انہیں اپنے لباس پہنا کر انہیں طویل عرصے کے لئے بے ہوش کر دینے والے انجکشنز لگا دیئے تھے۔ پھر عمران نے مہارت سے اپنے ساتھیوں پر ان وحشیوں کا میک اپ کیا اور ان سب نے وحشیوں کے ڈھیلے ڈھالے اور لبادے نما لباس پہن لئے تھے۔ وہ سب ان وحشیوں کو اور کاشارا کو اٹھا کر اس راستے کی طرف چل پڑے تھے جس کے بارے میں جوزف نے انہیں بتایا تھا۔ مسلسل اور کافی دیر چلتے رہنے کے بعد آخر کار وہ اس راستے کے سرے پر پہنچ گئے جہاں سے

تیز روشنی اندر آرہی تھی۔ روشنی دیکھ کر وہ سمجھ گئے تھے کہ وہ پہاڑ کی گہرائی سے باہر نکل آئے ہیں۔

عمران نے انہیں وہیں رکنے کو کہا اور جوزف، جوانا اور ٹائیگر کو لے کر غار کے دہانے کی طرف چل پڑا۔ اسے خدشہ تھا کہ باہر کوئی ہو سکتا ہے۔ وہ ان کے ساتھ باہر کا جائزہ لینے کے لئے نکلا تو اس نے وہاں ہر طرف سامی گان قبیلے کے وحشیوں کو دیکھا۔ سردار کاچوکا انہیں دیکھ کر تیزی سے بھاگتا ہوا ان کے پاس آگیا۔ عمران چونکہ افریقی زبان جانتا تھا اس لئے اس نے سردار کاچوکا کو بتایا کہ ان پر غار میں نیلی مکڑیوں نے حملہ کر دیا تھا جس کی وجہ سے مکاشو اور اس کے آقا سمیت ان کے سب ساتھی بے ہوش ہو گئے تھے۔ انہوں نے چونکہ گولار کے مخصوص پھول کھا رکھے تھے اس لئے ان پر ان نیلی مکڑیوں کے کاٹنے کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ سردار کاچوکا نے ان سے کاشارا کے بارے میں پوچھا تو عمران نے اسے بتایا کہ کاشارا ان کے قبضے میں ہے جسے دیکھنے کے لئے سردار کاچوکا اکیلا ان کے ساتھ غار میں چلا گیا تھا۔

عمران نے سردار کاچوکا کو غار میں لاتے ہوئے اس کی کنپٹی پر مکا مار کر اسے بے ہوش کر دیا۔ پھر اس نے جلدی جلدی سردار کاچوکا کا لباس اتار کر خود پہنا اور اپنا پہلا میک اپ ختم کر کے اس نے سردار کاچوکا کا میک اپ کر لیا اور اس کی لاش کو چھپا دیا۔ پھر عمران نے غار سے نکل کر سردار کاچوکا کے لہجے میں وحشیوں کو غار میں بلایا اور

ان سب کو اٹھانے کے لئے کہا تو انہوں نے بے ہوش افراد کو مکاشو اور اس کے ساتھی سمجھ کر اٹھا لیا اور پھر وہ سب غار سے نکلتے چلے گئے۔

ان سب نے بیگوں سے اسلحہ نکال کر اپنے لباسوں میں چھپا لیا تھا سردار زکاٹا کے پاس پہنچ کر عمران نے اسے من گھڑت کہانی سنائی تھی جس پر سردار زکاٹا نے فوراً یقین کر لیا تھا۔ سردار زکاٹا کو کاشارا اور کاشو اور اس کے آقا سمیت تمام افراد مل گئے تھے اس لئے اس نے ان وحشیوں پر کوئی توجہ نہیں دی تھی جو ان کے ساتھ غار میں گئے تھے۔ عمران کے اشارے پر وہ سب وہاں موجود مختلف درختوں پر چڑھ گئے۔ پنڈال میں موجود وحشی چونکہ آنکھیں بند کئے مسلسل منتر پڑھ رہے تھے اس لئے ان میں سے کوئی بھی انہیں درختوں پر چڑھتے نہ دیکھ سکا تھا۔

جوزف نے عمران کو بتایا تھا کہ فادر جوشوا کے کہنے کے مطابق شنکارہ کو اس وقت ہلاک کرنا ہو گا جب وہ کاشارا کے جسم میں سما کر اور زندہ ہو کر آگ کے گڑھے سے باہر آئے گی۔ عمران نے غار میں کاشارا کے سر سے کیل نکال کر سوراخ میں ایک کیپسول ڈال دیا تھا جو ایک طاقتور بم تھا جس کا ریموٹ عمران کے پاس تھا۔ وہ بم اصل میں ہیٹ پروف تھا جو تیز آگ میں بھی نہیں پھٹ سکتا تھا۔ اسے صرف ریموٹ کنٹرول سے ہی بلاسٹ کیا جا سکتا تھا۔ فادر جوشوا کے کہنے کے مطابق شنکارہ اس صورت میں فنا ہو سکتی تھی اگر اس کا جسم

زور دار دھماکے سے ایک لمحے میں ریزہ ریزہ کر دیا جائے اس لئے عمران کو اس وقت تک خاموش رہنا تھا جب تک شنکارہ کاشارا کے جسم میں سما کر زندہ ہو کر گڑھے سے باہر نہ آجاتی اس لئے اسے مجبوراً سردار زکاٹا کے شیطانی کھیل کا حصہ بننا پڑا تھا جو اس نے اپنے ہی ساتھیوں کو مکاشو، عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے اختیار کیا تھا اور پھر جیسے ہی شنکارہ کاشارا کے جسم میں سما کر آگ سے نکل کر باہر آئی تو عمران نے اپنے لباس میں سے ریموٹ کنٹرول نکال کر اس کا بٹن پریس کر دیا جس سے کاشارا کے سر میں موجود کیپسول نما بم خوفناک دھماکے سے پھٹ گیا اور کاشارا کا جسم ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھر گیا تھا۔ عمران نے سردار زکاٹا کو بھی اٹھا کر آگ کے گڑھے میں پھینک دیا جس میں وہ جل کر راکھ بن گیا تھا۔ اب عمران کے ساتھی وحشیوں کو ہلاک کرتے پھر رہے تھے جو سردار زکاٹا کے دست راست تھے اور شیطان کے پیروکار تھے۔

تقریباً دو گھنٹوں کے بعد فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں آنا بند ہو گئیں۔ ہر طرف گہری اور پراسرار خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے شیطان کے پیروکاروں کو ہلاک کر دیا تھا۔ اب شاید ہی ان میں سے کوئی زندہ بچا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سب ایک جگہ جمع ہو گئے۔

"الحمد للہ۔ ہم ان شیطانوں کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ورنہ انہوں نے تو یہاں ہماری موت کا خوفناک انتظام کر رکھا تھا"۔

جولیا نے کہا۔

"شنکارہ کو زندہ کرنے کے لئے یہ سارے عمل بے حد ضروری تھے مس جولیا۔ اگر سردار زکاٹا خون کی بھینٹ نہ دیتا تو شنکارہ کبھی زندہ نہ ہو سکتی تھی۔ سردار زکاٹا کو فوراً پتہ چل جاتا کہ ہم نے اس کے ساتھ دھوکہ کیا ہے تو وہ ماورائی علوم سے ہمارے گرد بدروحوں اور شیطانی ذریتوں کا ہجوم اکٹھا کر دیتا جو ہمارے لئے خطرے کا باعث بن سکتے تھے اس لئے باس نے عقل مندی کی تھی کہ انہی کے ساتھیوں پر اپنا اور ہم سب کا میک اپ کر دیا"۔ جوزف نے کہا۔

"کیا تمہیں اور عمران کو پہلے سے ہی یہ معلوم تھا کہ ہمیں ان مرحلوں سے گزرنا پڑے گا"۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں مس جولیا۔ فادر جوشوا نے مجھے سب کچھ بتا دیا تھا اور میں نے باس کو"۔ جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا اب واقعی شنکارہ ہمیشہ کے لئے فنا ہو گئی یا پہلے کی طرح ایک بار پھر زندہ ہو کر ہمارے سامنے آ جائے گی"۔ سلیمان نے پوچھا۔

"نہیں۔ اب وہ کبھی نہیں آئے گی۔ وہ مکمل طور پر کاشارا کے جسم میں سما گئی تھی۔ باس نے کاشارا کے جسم میں جو بم رکھا تھا اس بم سے اس کا جسم ریزہ ریزہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ بدروح بھی فنا ہو گئی تھی"۔ جوزف نے کہا۔

"کیا سردار زکاٹا کو ہلاک کرنے کے لئے ضروری تھا کہ اسے آگ

میں ہی پھینکا جاتا"۔ خاور نے پوچھا۔

" ہاں ۔ یہ بے حد ضروری تھا ۔ سردار زکاٹا نے دھوکے سے دیوتاؤں کو ہلاک کر کے ان کی بے شمار ماورائی طاقتیں حاصل کر لی تھیں ۔ اگر اسے موقع مل جاتا تو وہ باس کو ایک لمحے میں ہلاک کر سکتا تھا۔ آگ میں گرنے کی وجہ سے وہ ماورائی عمل نہیں کر سکتا تھا اس لئے باس نے اسے آگ میں پھینک دیا تھا"۔ جوزف نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

" عمران ۔ تم کیوں خاموش ہو ۔ ہمارے سوالوں کا جواب جوزف ہی دے رہا ہے ۔ کیا تم ہمیں کچھ نہیں بتاؤ گے"۔ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموشی سے ایک درخت سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کئے سو رہا تھا۔

" میں کیا بتاؤں ۔ تمام حالات تمہارے سامنے ہیں اور تمہارے سوالوں کے جواب صرف پرنس مکاشو دے سکتا ہے میں نہیں"۔ عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

" ہمارا کام ختم ہو گیا ہے ۔ اب واپسی کا کیا پروگرام ہے عمران صاحب"۔ کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" واپس جا کر کیا کرنا ہے ۔ یہ پر فضا جگہ ہے ۔ میں تو کہتا ہوں ہم سب یہیں بسیرا کر لیتے ہیں ۔ میں نے سنا ہے جنگلوں میں شادیاں بڑی دھوم دھام سے کی جاتی ہیں اور دولہا دلہن ہمیشہ خوش رہتے ہیں کیوں تنویر"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو وہ سب بے

اختیار ہنس پڑے۔

" تمہاری حد تک یہ بات واقعی درست ہے ۔ وحشیوں کو تو ہم نے ہلاک کر دیا ہے مگر ان کی عورتیں تو جنگل میں موجود ہیں ۔ کر لو ان میں سے کسی سے شادی ۔ مجھے کیا اعتراض ہے"۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے ۔ اس کی بات سن کر عمران بھی مسکرا دیا تھا ۔ عمران نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر بلیک زیرو سے رابطہ کرنے لگا جو زاشال کے جہاز پر قبضہ کرنے کے لئے گیا تھا ۔ جلد ہی اس سے رابطہ ہو گیا ۔ اس نے عمران کو بتایا کہ اس نے سمندر میں تیر کر اور جہاز کے قریب پہنچ کر گیس پسٹل سے جہاز پر بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول فائر کر دیئے تھے جس کی وجہ سے جہاز میں موجود زاشال کے بچے کھچے وائلڈ کمانڈوز اور جہاز کا عملہ بے ہوش ہو گیا تھا ۔ پھر اس نے جہاز پر جا کر ان سب کو باندھ کر جہاز کے نچلے حصے میں ڈال دیا تھا ۔ اب جہاز اس کے قبضے میں ہے ۔ عمران نے اسے جہاز شمالی جنگل کے ساحل کی طرف لانے کی ہدایات دیں اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" آؤ ۔ ہمارے ساحل تک پہنچنے تک ڈاگل جہاز وہاں لے آئے گا"۔ عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سرہلا دیئے اور پھر وہ ساحل کی طرف چل پڑے۔

ختم شد